ایمان بالغیب سے معرفت تک کا سفر ہی دین حق ہے

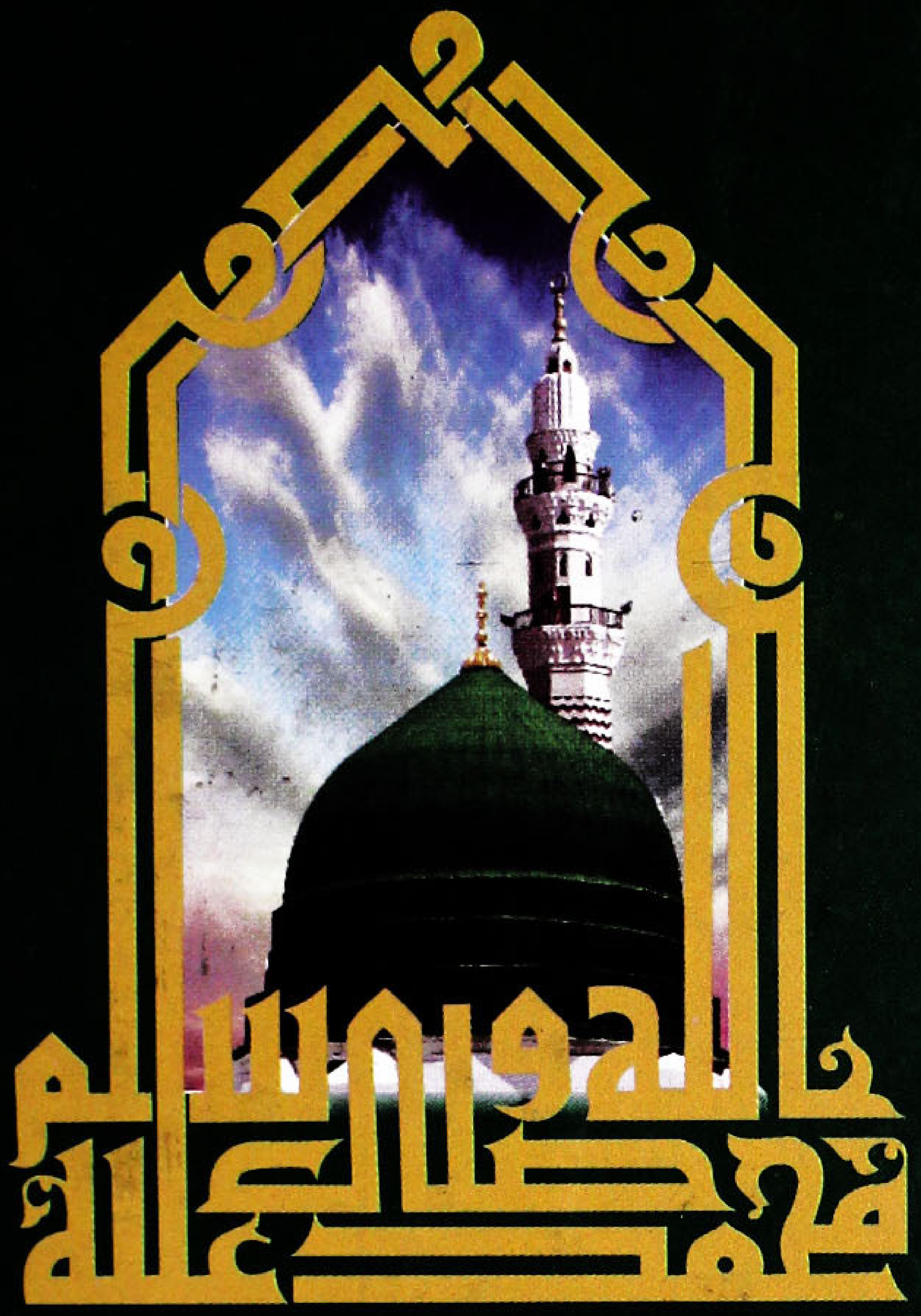

تذکرۂ اولیاء

جوہرِ دین

تصنیف:
سجاد مسعود قریشی

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جو میرے ولی سے عداوت رکھے گا میرا اُس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔
(بخاری شریف)

جواہرِ دین
تذکرہ اولیاء

تصنیف:
سجاد مسعود قریشی

Contact: 0321-4742267
Email: sajjadsom@gmail.com

Marfat.com

247-9924
33
140281

جملہ حقوق بحق مصنف

نام کتاب: ---------------- تدبر اولیاء جوہر دین
مصنف: -------------- سجاد مسعود قریشی
طبع اول: -------------- جنوری 2018ء
تعداد: ---------------- 300/-
کمپوز اینڈ ڈیزائن: ------------ محمد اعجاز صاحب
ٹائٹل ڈیزائن: ------------ محمد طاہر محمود
قیمت: ---------------- 400/-روپے

تصنیف:

سجاد مسعود قریشی

365

ملنے کا پتہ: 360۔ڈی بلاک فیصل ٹاؤن لاہور
Contact: 0321-4742267
Email: sajjadsom@gmail.com

Marfat.com

انتساب

اُن جذباتِ عشق کے نام جن کی قوتِ نورانی سے
محمدِ مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ، افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
کا اول واخر، ظاہر و باطن، قرآن و فرقان اور یسٰین و
طٰہٰ کا ہونا آشکار ہوا۔

تحریک عرفان القرآن

بانی سجاد مسعود قریشی (گدائے مصطفیٰ ﷺ)

Marfat.com

دُعا

یا رب العالمین ہر تعریف اور عبادت کے لائق تیری ذاتِ اقدس ومبارک ہے۔ یا نعم المجیبون اس کتاب کی تکمیل میں، میں اپنے اختیار وصلاحیت سے بیزاری کا برملا اظہار کرتا ہوں۔ تجھ پر توکل کرتا ہوں کیوں تیری توفیق کے بغیر ہر عمل ناممکن ہے۔ یا قادر وقیوم تو ہر شے پر قادر ہے۔ اور میں ہر معاملے میں بے بس ولاچار ہوں۔ میرے لیے تو ہی کافی ہے اور اے اللہ! درود وسلام بھیج ہمارے سید وآقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی تعداد میں جسے صرف تو ہی شمار کر سکتا ہے۔ میں تیری بارگاہ سے اُمتِ مسلمہ کے لیے ہر اُس خیر کا طلب گار ہوں جو سرورِ عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے طلب فرمائی اور ہر اُس شر سے اُمت کے لیے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس سے تیرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ طلب فرمائی۔ اللھم آمین!!!

تحریک عرفان القرآن

بانی سجاد محمد مسعود قریشی (گدائے مصطفیٰ ﷺ)

Marfat.com

جواہر سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

وحدت	رسالت	نبوت	رحمت	عبادت
اطاعت	رفعت	جلالت	حکمت	حقیقت
عقیدت	معرفت	ولایت	ریاضت	طریقت
شریعت	صداقت	ایمانیت	امانت	سخاوت
خلافت	نورانیت	سعادت	رفاقت	کریمیت
دیانت	صالحیت	مدحت	امامت	قدرت
طہارت	زکاوت	تلاوت	مغفرت	شہادت
لطاوت	وسعت	متانت	ذہانت	فراست
قناعت	بلاغت	وجاہت	خُلّت	روحانیت
فصاحت	عزیمت	حاکمیت	حکومت	جمعیت
خلوت	عینیت	وکالت	خیریت	صحابیت
فضیلت	غنیمت	جنت	عافیت	قربت
شجاعت	سنگت	نعت	حجت	فرحت
مودت	نصرت	ضیافت	مداومت	طمانیت
خدمت	شرافت	حفاظت	حمیت	غیرت
جلوت	درایت	مخالفت	سطوت	رافت

تحریک عرفان القرآن

بانی سیّد مسعود قریشی (گدائے مصطفیٰ ﷺ)

Marfat.com

سوانح عمری

(سجاد مسعود قریشی)

میرے آباء واجداد تقسیم ہند سے پہلے بھی لاہور میں سکونت پذیر تھے۔ والد صاحب اعلیٰ سرکاری عہدے پر فائز تھے۔ عالمانہ وجاہت اور وضع داری اُن کی شخصیت میں عیاں تھی۔ ان کا کمالِ بندگی رزقِ حلال کے لیے پیہم اور عظیم جہاد میں مضمر تھا جو پورے خاندان کے لیے آج بھی مشعل راہ ہے۔ اُن کے متکرر تبادلوں کی بدولت کئی شہروں میں ہجرت کے تلخ وشیریں تجربات کا موقع نصیب رہتا۔

میرے حافظے کا مورخ بتاتا ہے 1964ء میں مجھے لاہور کے اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ میں درجہ ششم کے سپرد کیا گیا۔ پہلے ہی روز سکول کی بزمِ ادب میں کھڑے ہو کر چاروں طرف دیکھا تو دیواروں پر سید الشعراء علامہ محمد اقبالؒ کے اشعار لکھے ہوئے تھے۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اس سکول میں میرا آنے کا مقصد انہی اشعار کی حکمتوں کو رہنما اصول بنانا تھا۔ یہ اشعار اس حیاتِ رزمِ حق وباطل میں آج بھی میرے امام ہیں۔

1969ء میں اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور داخلہ نے زندگی کو بڑا پُرکیف موڑ دیا۔ کالج اور جوانی کا ایک حسین رومانوی سنگم ہوتا ہے جسے میں آج بھی محسوس کرتا ہوں۔ 1974ء تک اسی علمی وادی میں علم وشباب کی پرورش ہوتی رہی۔ گریجوایشن کا تمغہ سینے پر سجا کر عظیم وشفیق اساتذہ نے عزت واحترام سے رخصت فرمایا۔ یہیں چند دوستوں کی مخلصانہ رفاقت نصیب ہوئی جو اس مصائب وبلا کی دنیا میں آج بھی ہمدم وہمدوش ہیں۔

موسیقی اور گانا میری سرشتِ خسروی میں شامل تھا لہٰذا کالج ہی کے دور میں عظیم موسیقار سلیم اقبال صاحب اور بعد میں عظیم کلاسیقی استاد اختر شیرازی صاحب سے مستفید ہوا۔ ایک دوست کی فلم میں موسیقی ترتیب دی اور گانے گائے لیکن رب ذوالجلال نے کرم کی انتہا فرمائی اور تدبرِ قرآنی کا ذوق عطا فرمایا لہٰذا موسیقی سے ہجرت کر کے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی نگری میں بسیرا کر لیا۔

1974ء میں والد صاحب کی خواہش پر بادلِ نخواستہ ایم۔ اے عربی کے لیے اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی اولڈ کیمپس لاہور میں داخلہ لیا۔ امرِ تقدیر نے حالات کے دھارے کو بدل دیا اور ادھورے ایم۔ اے عربی کے ساتھ عالمِ عرب کے قلب یعنی سعودی عرب ہجرت کرنا پڑی۔ کچھ معاشی استحکام نصیب ہوا تو تقریباً نو سال بعد واپس ارضِ پاک اور داتا کی نگری میں ڈیرہ ڈال لیا۔ اس دوران حرمین شریفین کے صدقے تدبرِ قرآنی کا ذوق نصیب ہوا۔ علامہ اقبالؒ کی شاعری کی مضمر حکمتوں میں گم ہوتا چلا گیا۔

داتا علی عثمان ہجویریؒ نے تصوف وطریقت کا وہ فیض نصیب فرمایا کہ کشف المحجوب نے میری

Marfat.com

مرشدانہ رہبری کا ذمہ لے لیا۔ مرزا غالب اور دیگر بلند مرتبت شعرا کے علاوہ میرے عصرِ شباب کی فلمی شاعری کے ادبی معیار نے زندگی کے رومانوی پہلوؤں کو اجاگر کیا بلکہ جمالیاتی حس کو بھی توانائیاں فراہم کیں۔ علامہ محمد اقبالؒ نے خودی کی حقیقت آشکار فرما کر مجھ سے میرا تعارف کروا دیا۔ مجھے علم الیقین، حق الیقین اور عین الیقین کی علمی شاہراوں سے محتاط انداز سے گزرنے کا شعور بخشا۔

ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

(اقبالؒ)

علامہؒ کے فیضانِ نظر سے شاعری کے ذوق کو بھی جلا نصیب ہوئی۔ اس سخن وری کو طمانیت اُس وقت نصیب ہوتی ہے جب حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم کی شانِ قدسی کے بارے اظہار کی کچھ توفیق نصیب ہو جائے، لیکن ہر مرتبہ اپنی کم مائگی اور کم ظرفی کا احساس بھی رہتا ہے۔

جو آپؐ کے شایاں ہو کیا ایسا بیاں لکھوں
میری کہاں بساط بطرزِ قرآن لکھوں

کیا خبر کس کیف میں ہو گا وہ ربِ کبریا
جب کہا ہو گا بڑی چاہت سے اُس نے والضحیٰ

(سجاد)

بچپن میں علامہ اقبالؒ کی شاعری کے اثر نے نگاہ شوق کو لطافت بخشی اور جہاں بینی کی لگن نصیب ہوئی اور یوں میری ذات جویائے اسرارِ ازل کا پیکر بن گئی۔

یہی جستجو مجھے لاہور کے نواح میں سندر شریف عظیم المرتبت تاجدارِ چشت بابا وجیہہ السیما عرفانیؒ کی بارگاہ لے گئی جہاں سجادہ نشین سید محمد حبیب شاہ صاحب دامت برکاتہ نے فیضان عرفانیؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ''شرحِ صدر'' نصیب ہوا جو یقیناً ''کاملاں را رہنما'' ثابت ہوا۔

''یتفکرون اور اولالباب'' کی ہمدوشی کے شوق اور ذوق کی تسکین کیلئے توفیق حق نے ایک نیا باب کھول دیا۔ ٹیلی ویژن پر مجدد عصر حاضر شیخ السلام ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے خطابات نے قرآن حکیم اور

Marfat.com

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی حکمتوں کو تمام مصادرِ علم کی روشنی میں یوں آشکار فرمایا کہ روح نہال ہوگئی۔ یہ ایک خاص کرم تھا رحمت اللعالمینﷺ کا کہ سفر کی زحمت اُٹھائے بغیر اپنی خواب گاہ میں علم وحکمت کا ایک عظیم مشرب جاری ہوگیا۔ آپ ؒ کے مرشدانہ طرزِ خطابات نے میرے مریدانہ ذوق کو اور وجدانی تشنگی کو خوب سیراب فرمایا۔

پیران پیر غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی ؒ نے اپنی تصنیف ''فتوح الغیب'' میں اپنے روحانی مجاہدات ومشاہدات کے ذریعے معرفت کی راہ استوار فرمادی امت کے لیے بھی اور مجھ جیسے بے مایہ کے لیے بھی۔ یہ تصنیف وہ جامعہ ولایت ہے جہاں غوث، قطب، ولی، ابدال اور مجدد پروان چڑھتے ہیں۔ یہاں کاملین عالم جبروت کی منازل طے کرتے ہیں۔

آج تک علم وفضل کا کوئی طالب علم ایسا نہیں ملا جسے امام غزالی ؒ کے تدبر نے سیراب نہ کیا ہو۔ امام ؒ کی حقیقی عظمت یہ ہے کہ اُن کی ہر تحریر سے یہ تاثر ملتا ہے کہ آج کے سائنسی دور میں انہیں تحریر کیا گیا ہے بلکہ قیامت تک کی ہر تہذیب وتمدن کی عکاسی اور جدت اُس میں نظر آتی ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ اہل مغرب کی علمی وسائنسی کامرانیوں میں امام ؒ کی تعلیمات کا کلیدی کردار ہے۔

چونکہ ''تفسیر ابنِ کثیر'' کے بغیر قرآنی عظمت آشکار نہیں ہوتی۔ لہٰذا تفسیر کے بارہا مطالعہ کی توفیق نصیب رہی اس کے علاوہ پیر کرم شاہ ؒ کی تفسیر ''ضیاء القرآن'' کے مطالعہ نے بھی بے شمار اسرار ہستی کی عقدہ کشائی کی۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام احمد بن حنبل اور امام ابن ماجہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمتوں کو کائنات کے ذرّے ذرّے کا سلام جنھوں نے احادیث کا ایسا خزانہ متعارف فرمایا جس نے عقیدہ سازی کی تمام تر حکمتیں اور اصول فراہم کر کے نبیﷺ اور نبوت کی عظمت اجاگر فرمائی۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو ؒ کی ''ابیات پنجابی'' اور ''نفی اثبات'' آپ کی تصنیف لطیف ''اسرار قادری'' نے ''ھُو'' کے روحانی ترنم میں سرمست کر کے تصوف وولایت کی لطافتوں سے بہرہ مند فرمایا۔ حیات ارضی میں حق وباطل کے پیہم تصادم میں آپ نے نفی اثبات کے اصول کی وضاحت فرما کر تزکیۂ نفس کی شاہراہ دکھادی۔ عظیم وحید شہنشاہ ولایت سرکار بلھے شاہ نے جس سادگی سے حق وباطل میں امتیاز کو واضح فرمایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ ؒ نے فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم ''دین خلوص نیت ہے'' کی

Marfat.com

وضاحت، خوبصورت مگر جامع الفاظ، مترنم بحروں اور عوامی انداز سے فرمائی ہے کہ زنگ آلودہ دل بھی وجد میں شاداں ورقصاں ہو جاتے ہیں۔ میری جان سے بھی عزیز! میرے پیارے باباؒ نے یہ فرما کے کہ

؎ بلھے شاہ اساں مرنا ناہیں گور پیا کوئی ہور

فنا و بقا کی دقیق حکمت بڑی سادگی سے بیان فرما کرامت پر احسان عظیم فرما دیا۔

؎ مولوی ہر گز نہ شُد مولائے رومؒ

تا غالم شمس تبریزی نہ شد

راہ طریقت کا سفر عشق کے بغیر ممکن نہیں اور بادۂ عشق خیرات ہے صاحب الکوثر صلی اللہ علیہ وآلہ و بارک وسلم کی۔ اسی بادۂ قدسی سے سرمست مولانا رومؒ نے اپنے شرحِ صدر کے تصدق سے منظوم انداز میں تقدیر عالم بے حجاب فرما دی۔ جنہیں علامہ اقبالؒ نے اپنا استاد تسلیم کیا تو اُن کی شاعری پڑھنے کا اشتیاق بیدار ہوا لیکن تنگیٔ وقت اور فکر معاش آڑے آئے۔ لیکن ایک روز ٹیلی ویژن پر نیریاں شریف کے عظیم المرتبت پیر علاؤ الدین صدیقیؒ دامت برکاتہٗ کا درسِ مثنوی دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی تو ایک قوی احساس ہوا کہ اس بزرگ عمری میں علم و حکمت کے جس فیضان و کرم کی ضرورت تھی وہ اب نصیب ہو رہا ہے۔ میرے پاس کم از کم نہ الفاظ ہیں، نہ زورِ بیان ہے نہ شعور ہے جس سے میں قبلہ پیر صاحبؒ کی حکیمانہ عظمت کا احاطہ کر سکوں۔ البتہ علامہ اقبالؒ کی حکیمانہ بصیرت کا سہارا لیتا ہوں۔

؎ تیرا جوہر ہے نوری پاک ہے

تو فروغ دیدۂ افلاک ہے تو

تیرے صید زبوں افرشتہ و حور

کہ شاہینِ شاہ لولاک ہے تو

اَللّٰہ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی نے انسانوں کو نسل در نسل پیدا فرمانا مقدر فرمایا کہ علم و تمدن بصورت وراثت (Heritage) تواتر کے ساتھ اگلی نسلوں کو منتقل ہوتا رہے. اگرچہ اوقات نہ تھی لیکن امت کی بے راہ روی اور تقلیدی روش نے دل رنجیدہ کر کے تحریک فراہم کی کہ لوگوں کو قرآن فہمی اور سیرت مصطفٰیﷺ صَلَّی اللّٰہُ

Marfat.com

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّم سے آگاہی کی طرف مائل کیا جائے۔ بارگاہِ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّم میں عرضداشت قبول ہوئی۔ توفیق حق سے لاہور فیصل ٹاؤن۔ اکبر چوک کی معروف مزمل مسجد میں جمعتہ المبارک کی خطابت سے اپنے مشن کا آغاز کیا۔ اب سالہا سال سے یہ سلسلہ ربِ کریم نے جاری فرما رکھا ہے۔

اب 2017 میں تحریک عرفان القرآن متعارف کروانے کا ارادہ ہے گر قبول بارگاہِ رب کریم ہو۔ اسی ضمن میں اپنی کچھ تصانیف کی اشاعت کا آغاز بھی کر دیا ہے۔ جس کا مطمع قلب ونظر فرقہ واریت کی بیخ کنی اور عشق مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ ہے۔ دراصل یہ ترغیب تھی میرے مرشدِ کریم بابا "'وجیہہ السیما عرفانی" "' کی کہ آپ فرمایا کرتے تھے بیکار ہے وہ شعور جو کسی مقصد سے وابستہ نہیں۔

Marfat.com

وجہ تالیف

الحمدلله الذی کشف الاولیأ بواطن ملکوتہ و قشع لا صفیائہ سرائر جبروتہ واراق دم المحبین بسیف جلالہ واذق سر العارفین رُوحِ وصالحہ

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہم پر اپنی بارگاہ سے رحمت نازل فرما اور ہمارے کام میں ہمیں ہدایت عطا کر۔ ساری تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے دوستوں کے واسطے عالم ملکوت کے اسرار فاش کیے اور اپنے برگزیدہ بندوں پر عالم جبروت کے راز آشکارہ کیے اور اپنے عاشقوں کا خون اپنے جلال کی تلوار سے بہایا اور عارفوں کو شرابِ وصال سے ذوقِ آشنا فرمایا۔

اللہ احسن الخالقین نے انسان کی تخلیق فرمائی۔ اس حکمت کے تحت کہ یہ زمین پر اس کی خلافت قائم کرے گا۔ یہ تو طے ہو چکا کہ کائنات میں اللہ ذوالجلال والاکرام کے بعد سب سے زیادہ شرف انسان کو حاصل ہے۔ لیکن انسانی طبیعت و مزاج کے مطابق اُسے یہ شرف پیدائشی طور پر نصیب نہیں ہوتا بلکہ کٹھن سفر کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے۔ اس سفر کا راستہ بالکل سیدھا ہے لیکن ہر قدم پر دائیں بائیں کچھ ذیلی راستے ہیں جن کی دلکشی غفلت انگیز ہے۔ اس کے ہوش رُبا نظارے ایک ایسا دام فریب ہیں کہ اللہ کے خلیفہ کو اس کے مقصدِ حیات سے یکسر غافل کر دیتے ہیں۔ اس سیدھے راستے کے پیہم سفر میں قیام کسی منزل پر بھی نہیں۔ ایک منزل پر پہنچے تو اگلی کے لیے رواں۔ جو رُک گیا وہ بھٹک گیا۔ حیاتِ انسانی کا یہ سفر بھی بڑا ہی عجیب و پُر اسرار ہے۔ روانگی سفر پر جس ذاتِ اقدس نے الوداع کہا وہی منزلِ مقصود پر استقبال کے لیے بھی کھڑا ہے۔ وہی اول ہے، وہی آخر ہے اور وہی مقصودِ مطلق ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم سفر بھی وہی ہے۔ جنہوں نے اس کی ہمسفری کو پسند کیا انہوں نے خیر کو پالیا اور دائماً اُس کی معیت نصیب ہو گئی۔ جو دُنیا کی لذات و شہوات میں اُلجھ گئے اُن کا ٹھکانہ جہنم قرار پایا۔ یہی نہیں بلکہ اُن کی بدقسمتی کی انتہا یہ ہے کہ وہ اُس رب ذوالجلال کے جلوے سے بھی محروم رہے۔

صراطِ مستقیم پر پوری یکسوئی سے چلنے کے لیے یقیناً ایک ضابطہ و دستور درکار ہے۔ انسان اس ضابطے کو وضع کرنے کی سرے سے اہلیت ہی نہیں رکھتا۔ جو انسان اپنی بے پناہ دریافتوں یعنی شعوری علم اور عقلیت کے باوجود اپنے کھلے دشمن کو نہیں پہچان سکتا۔ جو انسان اس دُنیا کو باآواز بلند عارضی قرار دیتا ہے لیکن اسی دُنیا کی ایک معمولی شے کے حصول کے لیے آخرت کے دائمی انعامات قربان کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

نفسانی خواہشات کی تشفی کو ہی فطرت گرداننے لگتا ہے۔ وہ اپنے اعمالِ خبیثہ سے جسمِ خاکی کے لیے عیش و عشرت کا اہتمام کرتا ہے۔ شیطان لعین کی آراستہ کردہ فوراً حاصل ہونے والی لذات و شہوات کی جستجو میں منصب خلافت کے مقاصد کو یکسر نظرانداز کر دیتا ہے۔ دوسری طرف اتباعِ رسول کا دم بھرنے والے اعمال صالحہ سے رُوح کی تقویت اور بالیدگی کے لیے پیہم معرفت کی منزلیں طے کرتے رہتے ہیں۔

قصہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام انہی دو راستوں کا آئینہ دار ہے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق کے دو مراحل انسانی زندگی کے دو بنیادی عناصر کی صورت حکمتِ خداوندی کا مظہر قرار پائے، یعنی خیر اور شر۔ پہلے مرحلے میں وجودِ خاکی کی تخلیق ہوئی جس میں حس و حرکت ہر گز نہ تھی۔ اسی لیے مٹی کا یہ پیکر جنّات و ملائکہ کو ہر چند متاثر نہ کر سکا۔ اس لیے کہ وہ انہیں اپنے آتشی و نورانی وجود کے مقابلے میں حقیر محسوس ہوا۔ اسی بنیاد پر انسانی خلافت اعتراض کی زد میں آئی۔

اگلے مرحلے میں جب احکم الحاکمین اور عزیز الحکیم نے اپنی رُوح میں سے کچھ اُس جسم پر پھونکا تو اُس پیکر خاکی میں تمام کائنات کو مسخر کرنے والی ہر ہر قوت پیدا ہو گئی۔ اب وہ اشرف المخلوقات کی حیثیت میں داخل ہو گیا۔

آشکارہ ہے یہ اپنی قوت تسخیر سے
گرچہ اِک مٹی کے پیکر میں نہاں ہے زندگی (اقبالؒ)

فرشتوں نے جب نفخت فیہ من روحی کا اثر دیکھا تو اپنے اعتراض سے دستبردار ہو گئے۔ تکبّر کے سبب شیطان لعین پر ایک ایسا حجاب وارد ہوا کہ وہ انسانی جسدِ خاکی میں رُوحِ خداوندی کے جلال کی قوّتوں کو دیکھ ہی نہ سکا۔ اُس کا تکبّر آج تک اُس کی بصارت پر حجاب کی صورت میں مسلّط ہے۔ وہ آج بھی انسان کی مشتِ خاک سے ہی متعارف ہے۔ رُوحِ خداوندی کی کرشمہ سازی کا اُس کو آج بھی علم نہیں اور یہی بے بصری اُس کے ہر پیروکار کا مقدر ہے۔ اسی لیے اللہ علیم الحکیم نے ایسے انسانوں کو جانوروں سے بدتر قرار دیا ہے۔

قرآن: اُن کے دل تو ہیں مگر نہیں لیتے سوچنے سمجھنے کا کام اُن سے اور اُن کی آنکھیں تو ہیں مگر نہیں دیکھتے اُن سے اور اُن کے کان تو ہیں مگر نہیں سنتے وہ اُن سے۔ یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ۔ یہی لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔
(آیت نمبر 179، سورۃ الاعراف 7)

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر شے کی تخلیق بڑے حکیمانہ انداز میں فرمائی۔ ہر حکمت کو ایک حجاب میں چھپادیا۔ جب یہ زندانیِ اسباب اکتسابِ عمل سے گزر کر اس شے کا شعوری علم حاصل کرلیتا ہے تو وہ قدرت کی ایک نشانی بن جاتا ہے۔ اہل تکبّر کے لیے یہ محض علم ہوتا ہے جبکہ مومن کے لیے یہ حکمتِ خداوندی ہوتی ہے۔ اسی لیے ذاتِ سیّد کائنات ﷺ نے فرمایا کہ حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ کی روشنی میں غور فرمائیں کہ تدبر، سماعت اور بصارت ہی حکم شناسی کے آلات ہیں مگر ایک کافر پتھر کے بے جان اور فکر و عمل سے عاری بت کو تو اللہ مانتا ہے لیکن اشرف المخلوقات میں سے منتخب ہستیوں کو نبی ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی حکیمانہ باتیں اُن کی سماعت سے ٹکراتی ہیں۔ حکمت باہر رہ جاتی ہے اور ایک لایعنی آواز اُن کی سمع خراشی کرتی ہوئی گزر جاتی ہے۔ حق اُن پر کسی بھی طور واضح نہیں ہوتا جس طرح شیطان لعین انسان کو آج تک مٹی کا ایک پیکر سمجھتا آرہا ہے۔

قصہ آدم علیہ الصلوٰۃ السلام کے اس مرحلے میں دو بنیادی رویّے انسانی سرشت کا حصہ بنے تکبّر اور عجز۔ تکبّر تمام تر شرور کا منبع ومعدون ہے۔ تکبّر سے حسد پیدا ہوتا ہے۔ حسد سے لالچ، بغض، کینہ، نفرت، بزدلی، جھوٹ اور ہر ظلم جنم لیتا ہے۔ ان تمام تر جذبوں کی تشفّی نفسانی خواہشات کے اتباع سے ہوتی ہے۔ شیطانی تحریک اُس وقت تک ان جذبوں کو مشتعل رکھتی ہے جب تک وہ انسان کی عادت نہ بن جائیں۔ اس کے برعکس عجز انسان میں بندگی کی خُو پیدا کرتا ہے۔ بندگی ایمان، توکل، صبر، شکر، تقویٰ اور مرشدِ کامل کے اتباع سے نصیب ہوتی ہے۔ مرشدِ کامل کے اتباع کی تاکید قرآنِ حکیم میں ربّ العالمین نے افتتاحی سورت میں ہی تعلیم فرمادی۔

قرآن: ہمیں ہدایت فرما سیدھے راستے کی۔ اُن لوگوں کے راستے کی جن پر تُو نے انعام کیا۔
(سورۃ الفاتحہ)

ہم مسلمان کئی صدیوں سے ایک گناہِ عظیم کے مرتکب چلے آرہے ہیں۔ اسلام تو ہمیں پیدائشی طور پر میسر آگیا لیکن مومن ہم نہ بن سکے۔ یہ اس خاکسار کا تجزیہ نہیں بلکہ قرآنِ حکیم میں خُداوندِ ذوالجلال کا دوٹوک فیصلہ ہے۔

قرآن: بدو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ہنوز تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اُس کے

Marfat.com

رسولؐ کی فرمانبرداری کروگے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا۔ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔(آیت نمبر14، سورۃ الحجرات)

اللہ جل شانہٗ کا یہ ایسا احسان ہے کہ جس کا شکر کسی طور بھی ممکن نہیں کہ اُس نے ہمیں مسلمان پیدا فرمایا۔ اس مسلمانی کا تقاضہ یہ ہے ہمارا مطلوب و مقصود صرف اور صرف اللہ الصمد ہو۔ دُنیا اور آخرت کی کسی شے سے ہمیں کوئی غرض نہ ہو یہاں تک کہ قلبِ سلیم میں جنّت کی خواہش کا بھی کہیں دُور دُور تک نشان نہ ہو۔ ہاں مگر وہ جو اللہ خیر الرازقین اپنی رضا سے عطا فرمائے۔ اس مطلوب و مقصود کا حصول ایمان اور اعمال صالحہ کے تین مراحل سے گزرنے کے بعد ممکن ہے۔

قرآن: اے ایمان والو! اللہ کے تقویٰ میں رہو اور تلاش کرو اس تک (پہنچنے کا) کوئی ذریعہ اور جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔(آیت نمبر35، سورۃ المائدہ5)

مذکور بالا آیتِ مبارکہ کی روشنی میں پہلا مرحلہ ایمان کا ہے کہ انسان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان قائم کرے۔ اُسے یقین کامل ہو کہ انبیا کرامؑ کے برحق ہونے پر، نبی مکرم ﷺ کے خاتم النبیّین ہونے پر، دوبارہ زندہ کیے جانے پر، آخرت کے حساب پر، اللہ تبارک وتعالیٰ کتابوں پر، فرشتوں پر اور اچھی بُری تقدیر کا اللہ عزّ وجل کی طرف سے ہونے پر۔

انسان کے اعمال کی صحت کا انحصار اُس کی قوّت ایمانی پر ہے۔ ایمان کی مضبوطی اعمال میں اخلاص و صدق پیدا کرتی ہے۔ شریعت اسلامی کی پیروی میں نیتِ عمل کو انتہائی اہمیت حاصل ہے۔ انسان کا بدن اُس کے ارادوں کے تابع ہے۔ ادائیگی نماز کا پکا ارادہ ہو تو یہ جسم مسجد کی طرف چل پڑتا ہے۔ شراب خانے کا قصد ہو تو قدم میخانے کی طرف بڑھنے لگتے ہیں۔ ایمان مضبوط ہو تو بدن اطاعتِ رسول کا پابند ہو جاتا ہے ورنہ شیطانی سبز باغ اُسے دُنیاداری میں اُلجھا دیتے ہیں۔ حقیقی ایمان کی کسوٹی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے وضع فرمائی، ''فرمایا کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ خود میرے سامنے آجائے تو میرے ایمان میں اضافہ نہیں ہوگا۔''

اسلامی نقطۂ نظر سے حیاتِ انسانی کا ارتقائی مزاج تقاضہ کرتا ہے کہ ایمان کا اظہار عمل کے ذریعے ہو۔ یہ راہِ حق کا دوسرا مرحلہ ہے۔ یہ تقویٰ کی منزل ہے۔ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی خوشنودی اور اُس کے خوف کے تحت اسلامی شریعت میں حکم کو شعوری سطح پر سمجھ کر اپنی ذات پر نافذ کرتا چلا جائے۔ یعنی

Marfat.com

اسلامی شریعت، جو ملکوت الٰہی کا مبینہ آئین حیات ہے، جس کا حتمی نفاذ ذاتِ سیّد کائنات ﷺ نے فرمایا، پر صادق جذبوں سے کاربند ہو جائے۔

انسانی فطرت میں جذبہ تقلید بھی ہے۔ یہ دوسروں کے طور طریقے اپنانے کا میلان رکھتا ہے۔ سماجی تفاعل (Social Interaction) اجتماعی زندگی کی رُوح رواں ہے۔ اسی سے تہذیب و تمدن اور ثقافت جنم لیتی ہے۔ اگر کسی معاشرے میں تعلیم و تربیت کی بنیاد تقویٰ پر رکھی جائے گی تو قرآن حکیم کے مطابق مندرجہ ذیل اوصاف و فضائل حاصل ہوں گے:

قرآن: یاایھا۔۔۔۔۔فرقانا

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے تقویٰ میں رہو گے تو وہ پیدا فرمادے گا تمہارے لیے ایک فرقان (حق و باطل میں فرق کی کسوٹی)، (آیت نمبر 29، سورۃ الانفال 8)

قرآن مجید کی آیت مبارکہ نُور ہدایت کا ایسا مینار ہے کہ جس کی روشنی میں شیطانی ظلمت کا ایک دھبہ بھی انسان پر اثرانداز نہیں ہوتا۔ اسی کا اندازہ بخوبی اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں میں تہتر 73 فرقے اسی آیت حکیم سے غفلت کی بنا پر پیدا ہوں گے۔ آج کئی ایک مسلک جو اسلامی سطح پر نظر آرہے ہیں انہوں نے اپنی عقلیت پر بے جا انحصار شروع کر دیا ہے۔ شیطان عقل کے ذریعے ہی انسان کو بہکا سکتا ہے اور وہ ہر اُس انسان سے زیادہ عقل مند ہے جو متقی نہیں۔ اہل تقویٰ پر اُس کا زور نہیں چلتا۔ غیر متقی لوگ اخلاص کے باوجود شیطان کے شکنجے میں پھنس کر قرآنی حکمت تک نہیں پہنچ پاتے اور راہِ حق پر ہوتے ہوئے بھی بے یار و مددگار بھٹکتے پھرتے ہیں۔ یہ میرا ذاتی تجزیہ نہیں بلکہ قرآن حکیم میں اللہ قادر و قہار کا دوٹوک اعلان ہے کہ اپنی قرآنی تمثیل ہی سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ لوگوں کو ہدایت بخشتا ہے اور انہی کے ذریعے گمراہ فرماتا ہے، لیکن یہ اُس علی العظیم کے شایانِ شان نہیں کہ وہ کسی متقی کو گمراہ فرمائے بلکہ گمراہی کو اُس نے فاسقین یعنی نافرمانوں کے لیے مخصوص فرما دیا۔

اگر آپ کو سیّد الشعرا حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ جیسا مرشدِ کامل میسر ہے تو یقیناً آپ اُن سے یہ رہنما اصول سیکھ چکے ہوں گے۔

گرچہ تو زندانی اسباب ہے
قلب کو لیکن ذرا آزاد رکھ

Marfat.com

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ (اقبالؒ)

اگر آپ صاحب نسبت نہیں تو یقیناً حکمت سے دور ہیں۔ حکمت سے دُوری دلیل ہے اس بات کی کہ آپؒ کے قلب کو اللہ جل شانہٗ نے فرقان کی قوت عطا نہیں فرمائی۔ آپؒ کا قلب حق و باطل، سچ و جھوٹ، صحیح و غلط اور درست و نادرست میں تمیز کرنے کا مجاز نہیں۔ آپؒ کے قلب میں فرقان کا نہ ہونا ثبوت ہے کہ آپؒ شرح صدر کی عظیم ترین نعمت سے محروم ہیں۔ شرحِ صدر نہیں تو تقویٰ نہیں۔ تقویٰ نہیں تو فرقان نہیں اور جب فرقان نہیں تو یقین کر لیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کے ساتھ نہیں کیونکہ اُس نے قرآن حکیم میں فرمادیا کہ وہ اہل تقویٰ کے ساتھ ہے۔

ملعون:

اللہ عزّ و جل کا کسی کے ساتھ ہونا ضمانت ہے شیطنت سے حفاظت کی اس لیے کہ اہل تقویٰ کے قلب میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ایک ایسی نُورانیت پیدا فرمادیتا ہے جس سے متقی شیطان پر قابو پالیتا ہے۔ ذاتِ سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ہمیشہ اسی نُورانیت کا پرچار فرمایا۔ ایک مرتبہ ایک ولی اللہ کا شیطان لعین سے سامنا ہو گیا تو انہوں نے اس مردود و رجیم کے سر پر ڈنڈا دے مارا لیکن وہ ملعون ہنسنے لگا تو غیب سے نِدا آئی کہ اس لعین کو اس مار سے کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ اس ملعون و مردود کو قلبِ مومن کی نُورانیت سے اذیت پہنچتی ہے۔ متقی کے قلب کی نُورانیت کیسے شیطانی وساوس سے اُس کا دفاع کرتی ہے۔ اُس کو قرآن حکیم نے یوں واضح فرمادیا۔

قرآن: اِنَّ ۔۔۔۔۔ مبصرونَ۔

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ جب چھو جاتا ہے انہیں کوئی بُرا خیال شیطان کی طرف سے تو فوراً چونکنے ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں صاف نظر آنے لگتا ہے۔(آیت نمبر 201، سورۃ الاعراف 7)

قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ ایک طرف تواُن قرآنی آیات کی تائید کرتی ہے جن میں شیطان لعین ور جیم کو انسانوں کا کھلا اور واضح دشمن قرار دیا گیا ہے اور دوسری طرف تاکید کرتی ہے کہ شیطانی وساوس

Marfat.com

کے خطروں سے بے بہرہ مسلمان تقویٰ سے بہت دُور ہے۔ وہ اسلام میں تو داخل ہے۔ لیکن حقیقی ایمان اُس کے دل میں ابھی نہیں اُترا۔ شیطان لعین ورجیم کی موجودگی میں ایمان کے لیے دل میں جگہ نہیں رہتی۔ اہل تقویٰ کی شان ہی یہ ہے کہ وہ شیطان لعین سے محفوظ ہوتے ہیں۔ یہ شرف و کرم انہیں اللہ کی معیت کے صدقے میں نصیب ہوتا ہے۔

قرآن: واعلمو ــــــ مع المتقین۔

ترجمہ: اور علمی سطح پر جان لو! کہ بے شک اللہ اہل تقویٰ کے ساتھ ہے، (آیت نمبر 149، سورۃ البقرۃ 2)

صرف یہی نہیں بلکہ اہل تقویٰ کی مزید تکریم یوں فرمائی:

قرآن: تقویٰ والے ہی اللہ کے دوست ہیں۔ (8:34)

تو اللہ بے شک تقویٰ والوں کو پیار کرتا ہے۔ (3:76)

اور اللہ تقویٰ والوں کا دوست ہے۔ (3:76)

اس تحریر کے درمیان میں جب آیتِ مبارکہ کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اُس کی رُو سے تیسرا مرحلہ وابتغو الیہ الوسیلہ ہے یعنی جب تقویٰ کی منزلِ مراد نصیب ہو جائے تو پھر کسی کامل مرشد کا وسیلہ پکڑو۔

اب ہم کیسے اس بات کو سمجھیں کہ یہ عمل اُسی مرحلہ وار سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ تو اُس کے لیے ایک ہی پیمانہ مقرر کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اُن کے ذوقِ بندگی کا مطالعہ و مشاہدہ کیا جائے اور جب ہم اس تجزیاتی مرحلہ سے گزر جائیں گے تو ہر مقبول کی بارگاہِ کرم سے یہی صدا آئے گی۔

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزومندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی (اقبالؒ)

کتنا عجیب معاملہ ہے اِن مردانِ حق کا کہ وہی شریعت ہے، وہی ضابطۂ حیات ہے ان کا جو تمام مسلمانوں کا ہے لیکن عام مسلمان قاری ہیں جبکہ یہ اللہ والے خود ایک قرآن ہیں۔

Marfat.com

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن (اقبالؒ)

یہ سراپا قرآن اس لیے بن جاتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ قرآن حکیم کی تمام تر حکمتیں ان پر آشکار فرما دیتا ہے۔ پھر یہ وحدتِ الٰہی میں فنا ہو کر حکمت کا پیکر بن جاتے ہیں۔ ان کے اعمال اہل تقویٰ جیسے نہیں ہوتے بلکہ اس میں عشق کی وہ جذب و مستی ہوتی ہے جو انہیں ولایت کے مختلف درجات یعنی قطب، غوث، امام، اوتار اور ابدال سے گزارتی ہے۔ یہ بندگانِ اللہ زاہد، عابد، سالک، مجذوب، فقیر، ولی اور اولیاً ہوتے ہیں۔ یہی در حقیقت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ ان کی جذب و مستی ہی ان کی تخصیص ہے جو جمیع مخلوقات میں اور کسی کو نصیب نہیں ہوتی کیونکہ فنا فی اللہ ہیں اور فخر ہیں رسالت مآب ﷺ کا۔ ان کی تقلید کسی دوسرے مخلوق سے ممکن نہیں۔

نہ کر تقلید اے جبریلؑ میرے جذب و مستی کی
تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ (اقبالؒ)

ان کا جذب و مستی یہ ہے کہ یہ چالیس چالیس سال عشاً کے وضو سے نمازِ فجر بھی ادا کرتے ہیں۔ یہ نفس کشی کے لیے چالیس چالیس دن کھانا نہیں کھاتے۔ یہ ساری ساری رات اپنے آپ کو کنویں میں اُلٹا لٹکا کر نمازِ معکوس ادا فرماتے ہیں۔ رات کو نیند کا غلبہ طاری ہو تو آنکھوں میں نمک بھر لیتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ کے یہ انعام یافتگان نہ تو زندانی اسباب ہوتے ہیں اور نہ ہی عقل کی غلامی کرنے والے۔ ان کے اعمال کی بنیادیں جذبہ عشق پر استوار ہیں۔ عقل کی غلامی اور اسبابِ دُنیا پر انحصار تقویٰ سے پہلے پہلے ہے۔

گرچہ تو زندانی اسباب ہے
قلب کو لیکن ذرا آزاد رکھ
عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ (اقبالؒ)

خیر و شر ہمیشہ پہلو بہ پہلو ساتھ چلتے ہیں۔ جب نبوت کے وارث یعنی عارفین حق فرائض منصبی ادا فرماتے ہیں تو کچھ لوگ اُن کا بھیس بدل کر دُنیا اکٹھی کرنے نکل پڑتے ہیں۔ لیکن حق ننگا ہوتا ہے کبھی چھپ

Marfat.com

نہیں سکتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے یہ انعام یافتگان اپنے اُن القاب سے پہچانے جاتے ہیں جو انہیں اللہ عزّ و جل نے عطا فرمائے۔ نظامِ قدرت ہے کہ جہاں وارثِ نبوت فروغِ اسلام کا جہاد برپا کریں گے وہاں وہاں ابو جہل، ابو لہب، عتبہ، شیبہ اور عبداللہ بن ابی جیسے کردار باطلانہ مزاحمت ضرور کریں گے اور اسلام کا احیاء اسی مزاحمت کی مزاحمت میں مضمر ہے۔

اس طرح اب باقاعدہ فرقے بن چکے ہیں جو مقبولانِ بارگاہ کے ان القابات کو محو کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ القابات اللہ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے جلائے ہوئے چراغ ہیں، انہیں بجھانا انسانی بساط سے ماوریٰ ہے۔ یہ اُن فرقوں کے لیے ایک ابدی چیلنج ہے کہ وہ ان القابات کو مٹانے کے لیے پُوری دُنیا کے وسائل بروئے کار لے آئیں لیکن انشاء اللہ العزیز وہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔

کفارِ مکہ نے اعلانِ نبوت سے قبل خود تسلیم کیا کہ جناب محمد ﷺ صادق و امین ہیں لیکن اس کے بعد اپنی پوری زندگی ان القابات کی تردید میں گزار دی اور ہر ممکن کوشش کی آپ کو جھوٹا اور بے ایمان ثابت کر دیں لیکن اللہ جل شانہٗ کا جلایا ہوا چراغ تا ابد الآباد روشن رہے گا۔ اسی طرح تقریباً ایک ہزار برس پہلے اللہ عزیز و حکیم نے اپنے ایک صالح دوست کو داتا گنج بخشؒ کا خطاب عطا فرمایا اُسی دن سے باطل قوتیں اپنی پھونکوں سے اسے بجھانے کے درپے ہیں۔ لیکن اجر الغیر الممنون، پانے والے علی عثمان ہجویریؒ آج بھی اللہ المعطی کے خزانے تقسیم فرما رہے ہیں اور انشاء اللہ فرماتے رہیں گے۔ جو اللہ کے راستے کا فقیر ہوا اُسے غنی الحمید نے دینے والا ہاتھ عطا فرما دیا۔ اسی طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کو غریب نواز کا لقب اللہ جل شانہٗ نے عطا فرمایا۔ آج پوری کائنات تقریباً آٹھ سو سال سے اُن کی غریب نوازی کو کھلی آنکھ سے دیکھ رہی ہے۔ بابا مسعود الدینؒ کو گنج شکر کا قلب اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ حضرت سلطان باہوؒ کو سلطان العارفین، پیرانِ پیر سرکار سیّد محمد عبدالقادر جیلانیؒ کو غوث پاک کا لقب اللہ عزّ و جل کی عطا ہے۔ حضرت نظام الدین اولیا کو محبوبِ الٰہی اللہ قادر مطلق نے بنایا۔ لہٰذا جنہیں اس میں شک ہو وہ پوری دُنیا کے وسائل بروئے کار لے آئیں تو ان القابات کو کبھی نہ مٹا سکیں گے۔ بے شمار علمائے دین کو کبھی کوئی لقب نصیب نہیں ہوا اور نہ ہی عوامی مقبولیت۔ یہ اس لیے کہ اُن کے اعمال کی بنیاد عشق پر استوار نہ تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ محمدؒ علی جناحؒ کے لیے قائدِ اعظم اور علامہ اقبالؒ کے لیے حکیم الامت کے القابات بھی اللہ جل شانہٗ کا اجر غیر ممنون ہیں۔

Marfat.com

یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی کھلی نشانی ہے کہ جب وہ کسی کو اپنی جناب سے کوئی نام عطا فرماتا ہے تو مقبولیت اسی نام کو ملتی ہے۔ اصل نام پیچھے رہ جاتا ہے۔

انسان عالمِ بشریت سے انتقال کر کے جب عالمِ بالا کو سدھارے گا تو وہاں اس کی حاضری قلب کی صورت میں ہو گی (واللہ اعلم)۔ قرآن مجید اور اولیائے کرام کی وضاحتوں سے یہی تاثر ملتا ہے۔

قرآن: یوم لا ــــــ سلیم۔

ترجمہ: جس دن نہ فائدہ پہنچائے گا مال اور نہ بیٹے۔ صرف وہ (بچ گا) جو حاضر ہو گا اللہ کے حضور ہو گا، قلب سلیم لیے ہوئے۔ (آیت نمبر 89,88، سورۃ الشعرا 26)

جب انسان ذوقِ بندگی، صوفیانہ ذوق، فقیرانہ عزم وجوانمردی، مجاہدات وریاضت، ذکر وعبادت اور یکسوئی وقوتِ وجدان کے ذریعے منزل بہ منزل اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف بڑھتا ہے تو ایک مقام پر اُسے ایک مرشدِ کامل کی جستجو ہوتی ہے جو اُسے جسم کی دُنیا سے نکال کر عالمِ قلب میں لے جائے۔ اس شاہراہِ حق پر اکیلے سفر کرنا نہایت خطرناک اور تقریباً ناممکن ہے۔ اس شاہراہ کی کٹھنائیاں ایسی ہیں جنہیں عقل ودانش سے سَر نہیں کیا جا سکتا بلکہ کسی صاحبِ نگاہ، مقصد آگاہ اور منزل آشنا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس شاہراہ میں قدم بہ قدم پیش رفت بتدریج تزکیہ سے ہوتی ہے

خرد کے پاس خبر سے سوا کچھ اور نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں (اقبالؒ)

قلب کی حقیقت کو آج تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔ اولیائے کرام نے اس کے بہت سے پہلو آشکار کیے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ اپنی بے چارگی کا اظہار بھی فرمایا ہے، الغرض ذاتِ خداوندی میں فنا ہونے والوں کا ظاہر دُنیا کے لیے اور باطن صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے لیے ہوتا ہے۔

اولیائے کرام کو معرفتِ خداوندی یعنی فنافی اللہ ہونے کے صدقے میں وہ قدرتیں اور قوتِ تصرّف عطا فرمائی جاتی ہے جس کا احاطہ عقل کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ ہاں جب کوئی طالبِ ہدایت کسی انعام یافتہ کی صحبت اختیار کرتا ہے۔ جب صحبتِ کامل، ریاضت ومجاہدات سے صوفیانہ ذوق بیدار ہونا شروع ہوتا ہے تو وجدانی قوت پر اسرارِ خُداوندی منکشف ہونے لگتے ہیں۔ پھر اولیائے کرام کے کشف وکرامات پر اُن کا یقین محکم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ وہ تسلیم کرنے لگ جاتا ہے کہ اللہ عزیز الحکیم اپنے مقبولان پر اپنے ملکوت کا

Marfat.com

باطن ظاہر فرماتا ہے۔ تبھی یہ بات سمجھ آتی ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن کے ابتداء میں ہی انعام یافتگان کی صحبت اختیار کرنے کی تاکید کیوں فرمائی۔ اس لیے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق سے دستگیری فرماتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ کو اپنے مقبولان کس قدر عزیز و محبوب ہیں اس کا اندازہ اس حدیث قدسی سے لگایا جاسکتا ہے۔ ''جس نے میرے دوست کو ایذا دی اُس سے میں نے (اپنے ساتھ) جنگ کرنے کا اعلان کر دیا۔''

اولیائے کرام کے فیوضِ قدسیہ کو شعوری سطح پر سمجھنا ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کیونکہ اس کے بغیر اعمال صالحہ کی صحیح راہ متعین نہیں ہو سکتی۔ آج جدید دَور کی تعلیم ہمیں یہ سمجھا رہی ہے کہ اپنی سیاسی، سماجی اور معاشی جستجو کے لیے ایک vision یعنی دُور اندیشی یا فراست پیدا کرو تاکہ تمہارا ہدف اور راہِ عمل کا تعین واضح ہو جائے۔ اس کے علاوہ ایک اور اہم نکتہ قابلِ غور ہے کہ انسانوں کی تعلیم و تربیت میں ہمیشہ اکابرین اور نمایاں شخصیات کی زندگی کو عملی نمونے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ علمی شعبۂ تعلیم میں آج بھی ہیروز (Heros) کی عملی زندگیوں کو تمثیلاً پیش کیا جاتا ہے ایک تحریکی قوت کے طور پر لیکن اس کے برعکس انبیا کرام اور اولیا کرام کی شخصیتوں سے فیض یابی میں انسانوں کی اکثریت ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتی ہے۔

قرآن کریم حکمتوں کا ایک بے مثال و لازوال خزانہ ہے لہٰذا حکمتوں کی جستجو کے لیے راہ عمل متعین فرما دی کہ حق بندگی ادا کرنے کے لیے صرف عارفین حق کی دستگیری اللہ سے طلب کرتے رہیں۔

اولیائے کرام کا صاحب کشف و کرامات ہونا اُن کے مقرب ہونے کی دلیل ہے۔ جب وہ بندگی کے انتہائی مقام پر پہنچ جائیں یعنی اللہ جل شانہٗ انہیں صاحبِ دُعا بنا دے تو پھر وہ اللہ غنی الحمید کے اُن خزانوں کی تقسیم پر مامور ہو جاتے ہیں جن خزانوں کے قاسم اعلیٰ جناب سیّد کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ یہی قاعدۂ قدرت ہے۔ یہ سنّت الٰہی ہے کہ جو کوئی اس کی راہ کا فقیر ہوا اُسے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے دینے والا ہاتھ عطا فرما دیا۔ اسی مقام کی ترجمانی حکیم الامت نے فرمائی:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے (اقبالؒ)

Marfat.com

اب میں حضرت شیخ محمدؒ صادق قادری شہبانی سعدیؒ کی کتاب کے عربی ترجمے جس کا نام تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے کچھ اقتباسات پیش کرنا چاہوں گا۔

اولیأاللہ کی کرامتوں کا انکار انبیا علیہم السلام کے معجزوں کا انکار ہے اس لیے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نبیؑ کے قدم مبارک پر ہوتا ہے تو جو انبیا علیہم السلام کے معجزوں کو مانتا ہے ضروری ہے کہ وہ اولیأاللہ کی کرامتوں کو بھی مانے۔ اُن کا انکار اللہ تبارک وتعالیٰ کے غضب اور رسوائی کا باعث ہے۔

کامل لوگوں کی ارواح کو تین قسم کے تصرفات حاصل ہوتے ہیں:

1) مجسّم ہو جانا: یہ یا تو بدنوں کے ساتھ متعلق ہونے سے پہلے ہوتا ہے جیسے کہ حضرت علیؓ کی رُوح نے مجسّم ہو کر حضرت سلمان فارسیؓ کو ایک درندے سے چھڑایا تھا یا پیچھے جیسا کہ کامل لوگوں کی رُوحیں اپنے دوستوں اور مریدوں کے آگے جبکہ وہ اپنے رابطہ میں مشغول ہوتے ہیں، بیداری کی حالت میں مجسّم ہو کر سامنے آجاتی ہیں اور کبھی خواب میں اُن سے باتیں کرتی اور انہیں ہدایت کرتی ہیں۔ کامل لوگ ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر موجود ہوتے ہیں۔ کاملین کی یہ حالت اُن کے فوت ہونے کے بعد بھی جُوں کی تُوں برقرار و باقی رہتی ہے۔

2) ابدانِ انسانی میں تصرّف کرنا: تاکہ وہ رُوحانی و نورانی ہو جائیں۔ جیسے کہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا بدن مبارک۔ کیونکہ اس کی خلقت ہی نورانی ہے اس کی روحانیت ایک ملکوتی راز ہے اس لیے آپ کا سایہ صبح و شام کسی وقت دکھائی نہ دیتا تھا۔ جیسے حضرت بلالؓ اور حضرت اویس قرنیؒ کا جسم۔ جیسے حضور ﷺ نے معراج کے بعد حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ تم کون سا ایسا عمل کرتے ہو کہ میں نے آج رات جنّت میں تمہاری جوتیوں کی آواز سُنی ہے۔

3) اشیأ میں تصرّف کر کے ان کو لطیف اجسام بنا دینا: یہ تصرّف کبھی فرشتوں اور جنوں کی طرف سے ہوتا ہے۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مصاحب کو حکم دیا تھا کہ بلقیس کو اس کے تخت سمیت حاضر کریں۔ تو انہوں نے بلقیس کے تخت میں تصرّف کر کے اسے ایک لطیف جسم بنا دیا تھا۔

ترجمہ: قرآن حکیم: حضرت سلیمانؑ نے کہا کوئی تم میں ایسا بھی ہے کہ قبل اس کے کہ یہ لوگ مطیع ہو کر ہمارے حضور حاضر ہوں۔ ملکہ کے تخت کو ہمارے پاس لا حاضر کرے۔ (اس پر)

Marfat.com

جنات (کی قسم) میں سے ایک دیو بول اُٹھا۔ آپؑ کے دربار برخواست کرنے سے پہلے میں تخت کو حضور کی خدمت میں لاحاضر کروں گا اور میں اس مہم کو سَر کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہوں۔ ایک شخص جس کو کتابی علم تھا بولا کہ آپؑ کے آنکھ جھپکنے سے پہلے میں تخت کو آپؑ کے حضور لا حاضر کرتا ہوں۔ تو جب (سلیمانؑ نے) تخت کو اپنے پاس موجود پایا تو بول اُٹھے، ''یہ میرے رب کا فضل ہے۔''

یہ بھی جاننا چاہیے کہ کامل لوگوں کی ارواح کا فیض کئی طرح سے حاصل ہوتا ہے۔ علمِ ظاہر بالمشافہ تربیت بغیر دیکھنے کے اور یہ تربیت کبھی مرّبی اپنی زندگی میں کرتا ہے اور کبھی مرنے کے بعد۔

اوّل جیسے جناب محمد ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت اویس قرنیؒ کی اور حضرت امام جعفر صادقؒ نے بایزید بسطامیؒ قدس سرہٗ کی تربیت کی۔

دوم جیسے آنحضرت ﷺ کی وہ تربیت جو آپؐ کے وصال کے بعد سرزد ہوتی رہتی ہے۔

سوم عالم خواب میں تربیت: جیسے حضرت محمد ﷺ کی رُوح نے تمام نبیوںؑ کی تربیت کی ہے۔ اس تربیت کو تربیتِ رُوح کہتے ہیں اور کامل تربیت تب ہی ہوتی ہے جس مرّبی (تربیت کرنے والا) اور مرّبی (جس کی تربیت کی جائے) میں مناسبت ہو اور کامل مناسبت تین چیزوں سے ہوتی ہے۔ قدم سے، لسانِ صدق سے، قلبِ صدق سے۔ قدم کے معنی یہ ہیں کہ سالک آداب کے مراحل طے کرتا نفس، دل، رُوح سرّ خفی، سرّ اخفیٰ کے مقامات کو عبور کرے۔

لسانِ صدق یہ ہے کہ کامل لوگ طالبوں کو ان کی استعداد کے موافق اس مرتبہ پر پہنچائیں جو انہیں وحی یا الہام، اللہ تبارک وتعالیٰ یا فرشتوں کے خطابات کے ذریعے معلوم ہوا ہے۔ ایسے آدمی کی سچی شفاعت قبول، دُعا مستجاب، علمِ حق کو ثابت اور باطل کو رَد کرنے والا ہے۔ اس پر طرح طرح کے اسرار منکشف ہوتے ہیں۔ اُس کا حکم نافذ ہوتا ہے۔ اُس کی تلقین مقصد پر پہنچا دیتی ہے اور اُسے کرامتیں عطا کی جاتی ہیں۔

قلبِ صدق سے مراد کامل کے دل میں آیاتِ عینیہ اور شہودیہ کا انکشاف ہے جو بیداری میں ایک مثالی شکل میں وقوع پذیر ہوتا ہے اور نیند کی حالت میں کامل کی قوتِ خیالیہ میں موجود ہوتا ہے اور یا کامل کی قوتِ غلبہ میں معانی مجردہ کے انتقالش کا قلب صادق ہے۔

Marfat.com

مذکورہ بالا اقتباسات میں بیان شدہ قوّتِ تصرّف ہی پہچان ہے خلیفۃ اللہ کے تھوڑے سے غور و فکر سے ہی یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے جو دِن بھر کی محنت سے بچوں کے لیے روزی کماتا ہو اور صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو۔ یقیناً یہ اوصاف حمیدہ اُخروی کامیابی کی ضمانت ہیں لیکن اس میں خلافت کی جھلک بہت ضعیف سی ہے۔
ایک خلیفہ کی حیثیت سے یہ اعمال صالحہ حي القیوم، خیر الرازقین، العزیز الحکیم، غنی الحمید، احکم الحاکمین، ارحم الراحمین، محي و ممیت، احد و صمد کے ترجمان ہر گز نہیں ہو سکتے۔

توفیق خداوندی سے منصبِ خلافت کے تقاضوں کو سمجھنا، اُن کو مقصدِ حیات بنانا اور حصولِ مقصد کے لیے بر سرِ پیکار ہونا ہی خلافت کی شان ہے۔ یہی بندگی کی معراج ہے۔ بندگی کی معراج ایک ہی راستے پر چل کر نصیب ہوتی ہے کہ مسلمان اپنی انسانی جبلتوں کو عباداتِ الٰہی، مجاہدات و ریاضت کے ذریعے خُدائی صفات میں ڈھالنے کی پیہم جستجو کرے مگر عشقِ حقیقی شرط ہے۔ یہی حکمت خداوندی ہے کہ اُس اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے انسان کو اپنی فطرت مقدسہ پر پیدا فرمایا لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کی آزمائش کے لیے شَر بھی اُس کی ذات میں رکھ دیا جاتا ہے۔ یہی انسان کا مقصدِ حیات ہے کہ خلافت کی اہلیت ثابت کرنے کے لیے شر و ر سے بچتا بچاتا اپنی اصل فطرت تک پہنچ جائے۔

خلافت کا منصب وابتغو الیہ الوسیلہ (اللہ کو پانے کے لیے کوئی وسیلہ تلاش کرو) کے بغیر ناممکنات میں سے ہے۔ یہی فطرت ہے، یہی دستورِ حیات ہے، یہی حکمت خداوندی ہے، یہی قرآن کا پیغام ہے، یہی محمد ﷺ کا مشن ہے، یہی اتباعِ رسول ﷺ کا رہنما اصول ہے۔ ویسے بھی انسان تحقیقی نظر سے انسانی زندگی کا تجزیہ کرے تو اُس پر واضح ہو جائے گا کہ اس کائنات میں کوئی ایک شے بھی ایسی نہیں جو وسیلہ کے بغیر ملتی ہو۔

انسانی تعلیم و تدریس کا دائماً ایک کلیدی اصول رہا ہے کہ تعلیم و تربیت کے لیے کسی اُستاد، رہبر، پیشوا، امام، گرو وغیرہ کی صحبت اختیار کی جاتی ہے۔ اسلام دین فطرت ہے۔ اسی لیے نظام فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق انبیا کرامؑ بھی ظاہر اُجامہ بشریت میں اور معلم کی حیثیت سے مبعوث ہوئے۔
حیاتِ ارضی میں انسان کو صرف ایسی تعلیم ہی کی ضرورت نہیں جو صرف کسبِ معاش میں اس کی ممد و معاون ثابت ہو بلکہ انسان کا فرضِ اوّلین یہ ہے کہ وہ اپنے منصبِ خلافت کے مقصد کو سمجھے اور ہر ہر ساعت اپنی اہلیت میں اضافے کی جستجو میں ڈٹا رہے۔ جس طرح دُنیا کا کوئی علم بغیر اُستاد کے حاصل نہیں

Marfat.com

ہو سکتا۔ اسی طرح حقیقی مقصدِ حیات سے آگاہی کسی انعام یافتہ کا پلہ پکڑے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے سب تعریفوں کا سزاوار اللہ تبارک و تعالیٰ ہے جس نے ہمیں ہدایت کا یہ کلیدی اصول اوائلِ قرآن میں ہی تعلیم فرما دیا۔

اسی مقصد کے حصول کے لیے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے توفیق و رحمت سے نوازا کہ منصبِ خلافت کا ایک مختصر مگر جامع نصاب وضع کر سکوں۔ یہ کتاب یقیناً ایک مرشدِ کامل کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ اس میں سبھی کاملین کا تدبر، جو مبنی بر قرآن ہے، شامل کیا گیا ہے۔ منتخب اقوالِ مقدسہ کا یہ مرقع صبغت اللہ کے بہت سے رنگوں کی جھلک پیش کرے گا۔

اس کتاب کی ایک تخصیص یہ ہے کہ ہر قولِ مقدسہ کے ساتھ اُس کا مرکزی خیال لکھ دیا گیا ہے جو دین کے گہرے مطالعہ اور تحقیقی سرگرمیوں میں بے حد معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

خدام محمد ﷺ کا خادم ادنیٰ سجاد مسعود قریشی

Marfat.com

سیّد علی بن عثمان ہجویری علیہ الرحمۃ اللہ

(ماخوذ از کشف المحجوب)

غرض نفس:

جس کام میں غرض نفس ہو اس سے برکت اُٹھ جاتی ہے اور دِل سیدھے راستے سے ہٹ کر ٹیڑھی راہ پر چلنے لگتا ہے۔ دوزخ کے دروازے کی کنجی نفس کی مراد حاصل ہونے کے سوا کوئی نہیں۔

نفسانی اغراض:

امور میں نفسانی اغراض یہ ہیں کہ بندہ جو کام کرے اس میں اللہ کی رضا کے سوا کچھ اور ہی مقصود ہو۔

افراد کی تقدیر:

خدائے بزرگ و برتر نے ہر شخص کو ایک چیز کے لیے پیدا فرمایا ہے اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ اُس کے لیے آسان کر دیا ہے۔

حجابات:

حجاب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حجابِ رَینی یعنی فطری اور یہ قطعاً نہیں اُٹھ سکتا۔ دوسرا حجاب غینی یعنی عارضی جو جلد اُٹھ جاتا ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ کوئی انسان ایسا ہوتا ہے جس کی ذات حق کا حجاب ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اُس کے نزدیک حق و باطل برابر ہوتے ہیں اور کوئی انسان ایسا ہوتا ہے جس کی صفت حق کا حجاب ہوتی ہے۔ اُس کی طبیعت ہمیشہ حق کی طالب اور باطل سے گریزاں ہوتی ہے۔

توفیق:

Marfat.com

توفیق عمل کے وقت اطاعت کی قوت ہے۔جب بندہ اللہ کا حکم بجالاتا ہے تو اللہ کی طرف سے اُسے پہلے سے زیادہ طاقت اور قوت عطا ہوتی ہے۔ تمام حالات میں بندے کی جملہ حرکات و سکنات اللہ کا فعل اور اُس کی تخلیق ہیں۔اس لیے وہ قوت جس سے بندہ اللہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے، توفیق کہلاتی ہے۔

حق شناسی:

اللہ کے چند برگزیدہ بندوں کے سوا تمام خاص و عام نے حقیقت کو ترک کر کے صرف اُس کی عبادت کو کافی سمجھ لیا ہے اور دل و جان سے اُس حجاب کے خریدار بن گئے ہیں۔کام تحقیق سے خارج ہو کر تقلید میں پڑ گیا ہے۔ تحقیقِ حق نے اُس سے چہرہ چھپالیا ہے۔ عوام اس امر پر اکتفا کرتے ہیں کہ ہم حق شناس ہیں۔خواص اِس پر شاد ہیں کہ دل میں اس کی تمنا قلب میں احساس اور سینے میں اس (طریقت) کی جانب ذوق و شوق رکھتے ہیں۔مرید مجاہدے سے دست کش ہو کر ظنِ فاسد کو مشاہدہ کہنے لگے۔

کج فہمی:

اللہ بزرگ و برتر نے ہمیں ایسے زمانے میں پیدا فرمایا ہے جس کے لوگوں نے ہوا و ہوس کا نام شریعت، جاہ وریاست کی طلب اور تکبّر کا نام عزت و علم رکھ لیا ہے۔

غفلت و حجاب:

آدمی غفلت کے سائے میں رہ کر اپنی سستی کے باعث حجاب میں ہو گیا۔اسی وجہ سے اُس نے جہالت پر اکتفا کر لیا ہے اور اسی حجاب کو حق سے جان کے عوض خرید لیا ہے۔لہٰذا وہ کشف کے جمال سے بے پناہ، رازِ خداوندی سے رُو گرداں۔نہ اُس نے توحید کی بُو سونگھی، نہ احدیّت کا جمال دیکھا اور نہ وحدانیت کا مزہ چکھا۔

عمل کے بغیر علم:

عمل کو علم کے بغیر عمل نہیں کہہ سکتے بلکہ عمل اُس وقت عمل بنتا ہے جب علم اُس کے ساتھ ہو۔

Marfat.com

عالم و جاہل:

عالموں کا کام علمی باتوں پر غور اور جاہلوں کا کام انہیں نقل کرنا ہے۔

جہالت مذموم ہے:

جاہل ہر حال میں قابل مذمت ہے۔

جاہل و غافل:

کافروں کے دل مردہ ہیں کہ وہ اللہ تعالی کی ذات وصفات سے جاہل ہیں اور غافلوں کا دل بیمار ہے کہ وہ اس کے احکام سے بے خبر ہیں۔

پرہیز:

تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرو، غافل علما، خوشامدی قاری اور جاہل صوفی۔

موصوف علم:

علم ایک ایسی صفت ہے کہ اس کے موصوف سے ہر قسم کی جہالت دور ہو جاتی ہے۔

علم بندگی:

تمہیں صرف اتنا علم ہونا چاہیے کہ تم کچھ علم نہیں رکھتے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ علم بندگی کے سوا کچھ نہیں جان سکتا۔ بندگی اللہ اور بندے کے درمیان سب سے بڑا پردہ ہے۔

حقیقی فقیر:

فقیر وہ ہے جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو اور کسی چیز سے اُسے نقصان نہ ہو۔ وہ اسباب کی موجودگی سے مالدار نہیں ہوتا اور اُس کی غیر موجودگی اُس کی محتاجی کا سبب نہیں بنتی، اسباب کا ہونا نہ ہونا اس کے فقر کے نزدیک برابر ہوتا ہے۔ اگر وہ اسباب کے نہ ہونے پر زیادہ خوش و خرم ہو تو جائز ہے۔

Marfat.com

فقر و غنا:

غنا کا نام خاص اللہ ہی کو سزاوار ہے مخلوق اس کی حق دار نہیں اور فقر کا نام خاص مخلوق ہی کو سزاوار ہے اللہ پر اس کا اطلاق روا نہیں۔

صبر و شکر:

غنا پر اللہ نے شکر کا حکم دیا ہے اور فقر پر صبر کا۔ صبر آفت و بلا میں ہوتا ہے اور شکر نعمتوں میں۔ حقیقت میں نعمتیں بلا سے افضل ہوتی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ نعمت پر شکر کا حکم دے کر اُسے نعمت کی زیادتی کا سبب بنایا ہے اور فقر پر صبر کر کے اُسے قرب الٰہی کا باعث قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ان اللہ مع الصابرین (بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)

غنا حقیقی:

حقیقتاً غنا منعم حقیقی کا پالینا ہے۔ فقیر اللہ کے ساتھ غنی ہوتا ہے۔

فقر ہی غنا ہے:

احتیاج فنا و زوال کی علامت ہے:

بشریت کا وجود عین احتیاج ہے اور احتیاج فنا اور زوال کی علامت ہے۔ پس جس کی صفت باقی ہو وہی غنی ہو سکتا ہے۔

فقر:

فقیر وہ نہیں جس کا ہاتھ دنیوی مال و متاع سے خالی ہو بلکہ فقیر وہ ہے جس کی طبع مقصود سے خالی ہو۔

فقر کا اعلیٰ درجہ:

سب سے بلند مقام فقر پر قبر تک صبر کا اعتقاد ہے۔

Marfat.com

فقیرِ حق:

فقیر وہ ہے جو اللہ کے سوا کسی سے غنی نہیں ہوتا۔

فقیر کی تعریف:

فقیر کی تعریف یہ ہے کہ چیز نہ ہو تو خاموش رہے اور ہو تو اسے خرچ کرے۔

درویش و درویشی:

درویش مصیبتوں کا سمندر ہے اور اس کی تمام مصیبتیں درویش کے لیے باعث عزت ہیں۔

فقر کی تعریف:

فقر کی تعریف یہ ہے کہ فقیر کا باطن اغراض سے اور نفس آفات سے محفوظ ہو۔ وہ احکام کی تعمیل اور فرائض کی ادائیگی میں مصروف رہے۔

مصیبت و نعمت:

معزز بندہ وہ ہے جو دوست کی مصیبت کا بوجھ اُٹھائے کیونکہ مصیبت اصل میں عزت اور نعمت ذلت ہوتی ہے۔

ذلیل و معزز شخص:

ذلیل ترین شخص وہ ہے جسے لوگ اللہ کا بندہ سمجھیں اور حقیقت میں وہ اس کا بندہ نہ ہو۔ معزز ترین شخص وہ ہے جسے لوگ اللہ کا بندہ سمجھیں اور حقیقت میں وہ اس کا بندہ ہو۔

درویش اسرارِ الٰہی کی گزرگاہ:

درویش فقر کے تمام معانی سے عاری اور کل دنیوی اسباب سے یکسر بیگانہ ہوتا ہے مگر اس کے باوجود وہ اسرارِ الٰہی کی گزرگاہ ہے۔ جب تک اُس کے افعال خود اس کے کسب سے سرزد ہوتے ہیں وہ اسی کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

فقر و باطن:

فقر یہ ہے کہ اللہ کے سوا ہر شے فنا ہو جاتی ہے اور فقرا ماسوائے باطن سے یکسر انقطاع اختیار کر لیتے ہیں۔

عالم الغیب:

تم پر اسرار باطن کی نگہداشت لازم ہے، کیونکہ اللہ دلوں کے رازوں کو جاننے والا ہے۔

(حضرت امام حسنؓ)

تقدیر و عقائد:

ہر اچھے بُرے کی تقدیر خدائے تعالٰی کی طرف سے ہے، وہ کافر ہے جس نے گناہوں کو اللہ کے ذمہ عائد کیا۔ وہ گناہگار ہے لاریب۔ نہ تو اللہ کی بندگی جبر سے ہے اور نہ اُس کی نافرمانی زور سے کی جاتی ہے۔
(حضرت امام حسنؓ)

دین کی شفقت:

تیرا سب سے زیادہ شفیق بھائی تیرا دین ہے۔ (حضرت امام حسینؓ)

مرد مومن:

وہ شخص کہ جب راضی ہو تو اس کی رضا اسے باطل پر نہ اُکسائے اور جب غصے ہو تو اس کا غصہ اسے حق سے خارج نہ کر دے۔ (حضرت امام حسینؓ)

ایمان کی علامت:

مومن سے کوئی باطل فعل سرزد نہیں ہوتا۔ (حضرت امام حسینؓ)

شیطنت:

جو چیز تمہیں حق کے مطالعے سے باز رکھے، وہ تیرا شیطان ہے۔ (حضرت امام باقرؒ)

Marfat.com

توبہ عبادت سے مقدم:

عبادت توبہ کے سوا درست نہیں ہوتی کیونکہ اللہ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے۔(حضرت امام جعفر صادقؒ)

اتباعِ قلب:

اپنی ذات کو دل کے تابع کردینا کاملوں کا کام ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان کے دل اپنے جمال کے نور سے منور کردیے ہیں۔(حضرت ھرم بن حیان)

شریر کی مصاحبت:

شریر لوگوں کی مصاحبت نیک لوگوں سے بدگمانی پیدا کرتی ہے۔(حضرت حسن بصریؒ)

رضا کی جستجو:

تو دین کی سلامتی سے تھوڑی سے دُنیا پر راضی ہو۔ بعض لوگ ضیاعِ دین کے باوجود بہت سی دُنیا پر راضی ہوئے ہیں۔(حضرت سعید بن المسیبؒ)

شکر گزاری کا انداز:

جب آفت آتی ہے تو اللہ سے غافل لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے جسم پر نہیں آئی۔ مگر دوستانِ حق پکار اُٹھتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے جسم پر آئی، دل پر نہیں آئی ہے۔(حضرت سعید بن المسیب)

حلال و حرام کا ذکر:

صرف اللہ کا ذکر حلال ہے جس میں حرام نہیں اور غیر اللہ کا ذکر حرام ہے جس میں حلال نہیں۔(حضرت سعید بن المسیبؒ)

نیتِ مومن:

مومن کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔(حضرت حبیب بن سلیم الراعیؒ)

۱۶۵۲۸۱

Marfat.com

حرص و حرام:

اپنا دل حرص کا صندوق اور پیٹ حرام کا برتن نہ بناؤ۔ (حضرت حبیب بن سلیم الراعیؒ)

کاملین کا مال:

حضرت ابو حازمؒ سے پوچھا گیا: آپؒ کا مال کیا ہے؟ فرمایا، اللہ کی رضا اور بندے سے بے نیازی۔ (حضرت ابو حازمؒ)

اللہ ہی اللہ:

میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی، جس میں مجھے اللہ نظر نہ آیا ہو۔ (حضرت محمدؒ بن واسعؒ)

علم و عمل:

تجھ پر عمل کرنا واجب ہے کیونکہ علم بغیر عمل کے ایسا ہے جیسے جسم بغیر روح کے۔ (حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ)

توبہ:

اُس جہان کی اچھی زندگی اِس جہان کی توبہ ہوتی ہے۔ (حضرت ذوالنون مصریؒ)

سچائی:

سچائی اللہ عزوجل کی زمین میں اُس کی تلوار ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں جس پر وہ پڑے اور اُسے کاٹ کر نہ رکھ دے۔ (حضرت ذوالنون مصریؒ)

دنیاوی سہاروں پر انحصار:

بندے کا بندے سے مدد طلب کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ قیدی کا قیدی سے طالبِ امداد ہونا۔ (حضرت بشر حافیؒ)

Marfat.com

باطن کی فضیلت:

اپنے عیبوں کے مطالعے میں دِلوں کی حرکتوں کا علم اعضا کی حرکتوں کے عمل سے افضل ہے۔
(حضرت حارث بن اسدؒ)

صفاتِ خالق وبندگان:

عمل بندے کی صفت ہے علم اللہ کی۔ (حضرت حارث بن اسدؒ)

حجاب کی ذلت:

بارِ خدایا! اگر تو مجھے کسی چیز سے عذاب دے تو حجاب کی ذلت سے عذاب نہ دینا۔ (حضرت سری سقطیؒ)

فرمانبردار و نافرمان:

اللہ نے اپنے فرمانبردار بندوں کو ان کی موت کے بعد بھی زندہ اور نافرمانوں کو ان کی زندگی میں مردہ کر دیا ہے۔ (حضرت شفیق بن ابراہیم ازرویؒ)

امید کا غلبہ:

جب امید خوف پر غلبہ پا لیتی ہے تو صوفی کے وقت و حال پر خرابی آجاتی ہے۔ (حضرت عبدالرحمٰن الدّارائیؒ)

معلوم کو معمول بنانا:

میں نے تیس سال مجاہدے میں صرف کیے اور اپنے لیے کوئی چیز اس سے زیادہ مشکل نہ پائی کہ علم حاصل کر کے اُس پر عمل کیا جائے۔

راہ جہالت و شریعت کے تقاضے:

طبیعت علم کے مقابلے میں جہالت کی جانب زیادہ مائل ہوتی ہے۔ جہالت میں بیشتر کام تکلیف کے بغیر کر سکتے ہیں مگر علم کی راہ میں تکلیف کے بغیر ایک قدم نہیں رکھ سکتے، شریعت کا راستہ آخرت کے پُل صراط سے زیادہ ہولناک ہے۔

Marfat.com

جوانمردی کی علامات:

جوانمردی کی علامات تین ہیں۔ خلاف ورزی کے بغیر وعدہ پورا کرنا، انعام واکرام کے طمع کے بغیر تعریف کرنا اور مانگے بغیر ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا۔ (حضرت معروف کرخیؒ)

خواہشاتِ نفس کی قسمیں:

خواہش نفس کی تین قسمیں ہیں: کھانے کی خواہش، بات کرنے کی خواہش اور دیکھنے کی خواہش۔ اللہ پر بھروسہ اور یقین کر کے کسبِ حلال سے کھانے کی حفاظت کر، سچ بول کر زبان کی نگہداشت کر اور نظارہ عالم سے عبرت حاصل کر کے نظر کو محفوظ کر۔ (حضرت حاتم اصمؒ)

شریعت میں سہولت:

جب تو کسی عالم کو دیکھے کہ وہ دینی کاموں کی بابت سہولتیں پیدا کرنے میں مصروف ہے تو سمجھ لے کہ اُس سے کوئی کام نہ ہو سکے گا۔ (امام شافعیؒ)

خواص وعام افراد:

عالم خاص افراد ہیں۔ جب خواص عوام کے درجے پر رضامند ہو جائیں تو ان سے کسی امر کی توقع نہ رکھنی چاہیے۔ (امام شافعیؒ)

طالب رعایت:

رعایت مانگنا حق تعالیٰ کے حکم کی توہین کرنا ہے۔ (امام شافعیؒ)

رضا کی وضاحت:

آپؒ سے سوال کیا گیا کہ رضا کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ تمام کام اللہ کے حوالے کر دینا۔ (امام احمد حنبلؒ)

Marfat.com

دنیااور دنیادار:

دنیا گھوڑے کی مانند اور کتوں کے جمع ہونے کا مقام ہے۔ جو شخص اسی سے چپکا رہے گا وہ کتوں سے بھی کمتر ہوتا ہے کیونکہ تو گھوڑے سے حاجت پوری کر کے پیٹ بھر لینے کے بعد وہاں سے لوٹ جاتا ہے لیکن دُنیا سے محبت کرنے والا اس سے جُدا نہیں ہوتا اور کسی بھی حال میں اسے نہیں چھوڑتا۔ (حضرت احمد بن حواریؒ)

رہبر کی قدر و منزلت:

آپؒ جب اماموں کے مرتبے پر پہنچ گئے تو اپنی کتابیں اُٹھا کر دریا میں پھینک دیں اور فرمایا: تم حصول مقصد کی نہایت اچھی علمی دلیل ہو، مگر منزل مقصود پالینے کے بعد دلیل کے ساتھ مشغول ہونا غیر ممکن ہے کیونکہ رہبر کی ضرورت اسی وقت ہوتی ہے کہ مرید راستے میں ہو۔ جب منزل مقصود سامنے نظر آجائے تو رہبر کی قدر و قیمت کیا ہو سکتی ہے۔ (حضرت احمد بن حواریؒ)

جوانمردی کی نسبت:

میرے نزدیک جوانمردی یہ ہے کہ جوانمردی کو نہ دیکھے اور جو کام کرنے لگے اسے اپنے سے منسوب نہ کرے کہ میں یہ کرتا ہوں۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

جوازِ ترک عمل:

میں نے عمل ترک کر دیا پھر جب اُس کی طرف رجوع کیا تو خود عمل ہی نے مجھے ترک کر دیا۔ بعد ازاں میں نے کبھی اُس کی طرف رجوع نہیں کیا۔ (حضرت عمرو بن سالم نیشاپوریؒ)

بندگانِ خدا کی قسمیں:

لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک اپنے نفس کا عارف جس کا شغل مجاہدہ اور ریاضت ہوتی ہے۔ دوسرا اپنے پروردگار کا عارف جس کا شغل اللہ کی عبادت اس کی خدمت اور اس کی رضاجوئی ہوتی ہے۔ (حضرت منصور بن عمارؒ)

Marfat.com

محتاجی و استغنا:

لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک فریق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہوتا ہے۔ سو وہ ظاہر شریعت پر عمل کرنے کے باعث اعلیٰ مرتبے پر فائز ہے۔ دوسرا فریق اللہ کی طرف اپنی حاجت کو خیال میں نہیں لاتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ازل سے اس کی پیدائش تقسیمِ رزق، موت اور خوش قسمتی و بد بختی کا تقرر عمل میں لاکر فارغ ہو چکا ہے۔ پس وہ اپنی حاجت میں ذاتِ حق کی طرف محتاج اور غیر حق سے مستغنی ہے۔ (حضرت منصور بن عمارؒ)

سبحان اللہ:

پاک ہے وہ ذات جس نے عارفوں کے دل اپنے ذکر کے محل، زاہدوں کے دل توکل کے مقام توکل کرنے والوں کے دل رضا کی جگہیں، فقیروں کے دل قناعت کے ٹھکانے اور دنیاداروں کے دل حرص کے مسکن بنا دیے ہیں۔ (حضرت منصور بن عمارؒ)

نفیٔ اسباب:

سب سے زیادہ نفع دینے والا فقر وہ ہے جس سے تُو اپنے آپ کی آرائش کرے اور جس پر راضی ہو، یعنی ساری مخلوق کی آرائش اسباب کے ثابت کرنے سے ہوتی ہے لیکن فقیر کی آرائش اسباب کی نفی سے۔ فقر سبب کا عدم ہے اور غنا فقر کا وجود ہوتی ہے۔ (حضرت احمد بن عاصم انطاکیؒ)

حقیقی زندگی:

جو شخص اپنی زندگی میں حقیقتاً زندہ رہنا چاہتا ہے اُس کے لیے ضروری ہے کہ حرص کو دل میں جگہ نہ دے۔ (حضرت عبداللہ خبیقؒ)

ایمان میں قناعت ہے حرص نہیں:

اللہ تعالیٰ نے دِلوں کو اپنے ذکر کا ٹھکانا بنایا پس وہ نفس کی مصاحبت کے سبب شہوات کا ٹھکانہ بن گئے اور شہوات کو یا تو بے تاب بنا دینے والا خوف محو کر سکتا ہے یا بے چین کر دینے کا شوق۔ خوف اور شوق ایمان کے دو ستون ہیں۔ ایمان کے ساتھ قناعت ہے حرص نہیں۔ (حضرت عبداللہ خبیقؒ)

Marfat.com

حریص قابلِ نفرت:

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ حریص سے ہر کوئی وحشت اور نفرت کرتا ہے۔

انبیاؑ و صدیقین کا کلام:

پیغمبروں کا کلام اللہ تعالیٰ کی خبر دیتا ہے اور صدیقین کا کلام مشاہدۂ الٰہی کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ خبر کی صحت نظر سے اور اشارے کی صحت فکر سے ہوتی ہے۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

اللہ کے ہمراز:

اللہ عزوجل کے اولیا رازوں اور پوشیدہ باتوں سے بھی واقف ہوتے ہیں۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

دوستی و دشمنی کی بنیاد:

کاہلی کو ہوائے نفس سے موافقت اور نصیحت کو مخالفت ہے یعنی آدمی اُس کا دشمن ہوتا ہے جو اُس کی ہوائے نفس کا مخالف ہو اور اُسے دوست سمجھتا ہے جو اُس کی خواہش کے مطابق ہو۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

ضد:

دو ضدیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ (حضرت احمد بن محمد نوریؒ)

عالم و عارف:

ہمارے زمانے میں عزیز ترین چیزیں دو ہیں، ایک عالم جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے اور دوسرا عارف جو اپنے حال کی حقیقت کے مطابق بات کرتا ہے۔ (حضرت احمد بن محمد نوریؒ)

نگاہِ موحد:

جس نے سب چیزوں کو اللہ کی وجہ سے معلوم کیا وہ ہر چیز میں خدا کی طرف راجع ہوتا ہے۔ (حضرت احمد بن محمد نوریؒ)

Marfat.com

معززین کا رویہ:

جسے اللہ اپنی معرفت سے عزت عطا فرمائے اُس کے لیے واجب اور سزاوار ہے کہ اُس کی نافرمانی سے اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے۔ (حضرت سعید بن اسمٰعیل جری ؒ)

خُو عرفانی:

عارف کی توجہ اپنے مولا کی طرف ہوتی ہے۔ پس وہ اس کے سوا کسی شے کی جانب رجوع اور التفات نہیں کرتا۔ (حضرت احمد بن یحییٰ ؒ)

محبت کی نزاکت:

کسی شے کی تعبیر اسی شے سے کی جا سکتی ہے، جو اس سے زیادہ نازک ہو، چونکہ محبت سے زیادہ نازک شے کوئی نہیں۔ لہٰذا اس کی تعبیر کس سے کی جائے۔ (حضرت سمنون بن عبداللہ ؒ)

فضیلت وولایت:

فضیلت والوں کے لیے فضیلت ہے، جب تک وہ اس فضیلت کو نہ دیکھیں، پس جب وہ فضیلت کو دیکھیں تو اُن کے لیے کوئی فضیلت نہیں اور ولایت والوں کے لیے ولایت ہے جب تک وہ اس ولایت کو نہ دیکھیں۔ پس جب وہ ولایت کو دیکھیں تو اُن کے لیے کوئی ولایت نہیں۔ (حضرت شاہ شجاع کرمانی ؒ)

اللہ کا بھید نا قابل بیان:

وجد کی کیفیت لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ مومنوں کے پاس اللہ کا بھید ہے۔ (یعنی جس شے میں بندے کے الفاظ تصرّف کر سکیں وہ اللہ کا بھید نہیں ہوتا)۔ (حضرت عمرو بن عثمان مکّی ؒ)

بس اللہ ہی اللہ:

روئے زمین والوں پر نہ تو آفتاب طلوع ہوا، نہ غروب، لیکن ایسی حالت میں کہ وہ اللہ کے متعلق سراسر جاہل ہیں سوائے اُس شخص کے جس نے اللہ کو اپنے نفس، رُوح، دُنیا اور آخرت پر ترجیح دی۔ (حضرت سھل بن عبداللہ تستری ؒ)

Marfat.com

اللہ شناسی:

سب سے زیادہ اللہ شناس وہ ہے جو اس کے احکام کی تعمیل میں زیادہ جدوجہد کرنے والا اور اس کے نبی ﷺ کی اطاعت سب سے زیادہ کرنے والا ہے۔ (حضرت محمدؒ بن فضل بلخیؒ)

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغِ زندگی:

مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو جنگل و بیابان قطع کر کے اللہ کے گھر اور اس کے حرم پہنچتا ہے، کیونکہ اس میں پیغمبروں کے آثار ہیں لیکن وہ نفس کا دشت اور ہوس کا دریا قطع کر کے دل میں کیوں نہیں پہنچتا جس میں اُس کے اللہ کے آثار ہیں۔ (حضرت محمدؒ بن بلخیؒ)

معرفت نفس:

جو نفس کی معرفت کا طریقہ نہیں جانتا وہ اللہ کی معرفت کا طریقہ بھی نہیں جان سکتا، کیونکہ ظاہر و باطن سے تعلق رہتا ہے، ظاہر سے تعلق باطن کے بغیر محال اور باطن کا دعویٰ ظاہر کے بغیر محال ہے۔ بس ربوبیت کے اوصاف کی معرفت عبودیت کے ارکان واحکام صحیح طریق پر بجالانے میں ہے اور یہ بے شک ادب واحترام کے بغیر صحیح نہیں۔ (حضرت محمدؒ بن علی ترمذیؒ)

شریعت معاش اور اخلاق کا بگاڑ:

لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں: عالم، امیر، فقیر۔ جب عالم لوگ بگڑ جاتے ہیں تو عبادت اور شریعت میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ جب امیر بگڑ جاتے ہیں تو معاش کے نظام میں خرابی واقع ہو جاتی ہے اور جب فقیر بگڑ جاتے ہیں تو اخلاق کا شیرازہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔

پس امیروں اور بادشاہوں کی بربادی تو جور و جفا سے ہوتی ہے۔ عالموں کی بربادی لالچ سے اور فقیروں کی بربادی اقتدارِ طلبی سے۔ جب بادشاہ، عالموں سے منہ نہیں موڑتے برباد نہیں ہوتے۔ جب تک فقیر اقتدار طلبی نہیں کرتے برباد نہیں ہوتے اور جب تک عالم بادشاہوں کی مصاحبت اختیار نہیں کرتے برباد نہیں ہوتے۔ بادشاہوں کا جور بے علمی کے باعث ہوتا ہے۔ عالموں کی طمع بددیانتی کے سبب ہوتی ہے اور فقیروں کی ریا اللہ پر توکل نہ کرنے کی بنا پر۔ پس بے علم بادشاہ، بے پرہیز عالم اور بے توکل فقیر شیطان کا

Marfat.com

مصاحب ہوتا ہے اور ساری مخلوق کی خرابی ان تین گروہوں کی خرابی سے وابستہ ہے۔ اللہ و رسولہٗ ﷺ اعلم۔

(حضرت محمدؒ بن عمر وراقؒ)

جمہوری فکر:

عالم، امیر اور فقیر کو ہمیشہ جمہوری فکر برباد کرتی ہے۔ (سجاد مسعود قریشی)

حضوری بارگاہِ حق:

بارگاہ حق میں ہر لمحہ حاضر رہنا ذاتِ باری کے یقین سے بڑھ کر ہے کیونکہ بارگاہِ حق میں دائمی حاضری گویا قیامِ وطن ہے جس پر غفلت کا وارد ہونا جائز نہیں۔ (حضرت علی بن محمدؒ اصفہانیؒ)

کوئی بتائے کہ دل کیا شے ہے:

لوگ آدمؑ کے زمانے سے دِل دِل پکار رہے ہیں اور میں ایسے آدمی کو دیکھنا چاہتا ہوں جو تشریح کر کے مجھے بتائے کہ دِل کیا شے ہے اور اس کے رموز و اسرار کیا ہیں۔ مجھے آج تک ایسا شخص نظر نہیں آیا۔ (حضرت علی بن محمدؒ اصفہانیؒ)

منوّر دِل و نگاہ:

اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاروں کے سینے یقین کے نور سے کھول دیے اور یقین والوں کے دِلوں کی آنکھیں ایمان کی حقیقتوں کے نور سے روشن کیں۔ (حضرت محمدؒ بن اسماعیلؒ)

غربت کا معیار:

غریب وہ ہے جو دُنیا کی محبت سے دور بھاگے۔ (حضرت ابو حمزہ خراسانیؒ)

رموزِ محبت:

جس شخص کی خوشی غیر اللہ سے ہو اُس کی خوشی غم و اندوہ پیدا کرتی ہے اور جس شخص کی محبت اپنے پروردگار کی خدمت سے نہ ہو اُس کی محبت وحشت آفریں ہوتی ہے۔ (حضرت احمد بن مسروقؒ)

Marfat.com

دُنیا کی انصاف پسندی:

میں نے دنیا سے زیادہ انصاف کرنے والی چیز کوئی نہیں دیکھی کہ جب تو اُس کی خدمت کرے تو وہ تیری خدمت کرتی ہے اور جب تو اسے ترک کر دے تو وہ تجھے ترک کر دیتی ہے۔ (حضرت ابو عبداللہ ابن محمدؒ اسماعیل مغربیؒ)

انسانی ظن پرستی:

تمام لوگ غفلت کے میدانوں میں گھوڑے دوڑا رہے ہیں اور ظن و گمان پر اعتماد کرتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ وہ حقیقتاً ایک حالت سے دوسری حالت میں آتے جاتے ہیں اور وہی مکاشفے سے بات چیت کرتے ہیں۔ (حضرت ابوالحسن بن علی جرجانیؒ)

اصلاحی عوامل:

ایمان کی ہیشگی، دین کی پائیداری اور جسموں کی اصلاح تین چیزوں پر موقوف ہے۔ اللہ پر اکتفا کرنا، منع کیے ہوئے امور سے بچے رہنا اور نازیبا باتوں سے الگ رہنا۔ جس شخص نے اللہ پر اکتفا کیا اُس کے باطن کی اصلاح ہو گئی۔ جو شخص اللہ کے منع کیے ہوئے امور سے بچتا رہا اُس کی سیرت پاکیزہ ہو گئی اور جس نے ناموافق غذا سے پرہیز کیا اور اُس کی طبیعت میں اعتدال آ گیا۔ پس اللہ پر اکتفا کرنے کا پھل معرفتِ حق کی صفائی ہے۔ منع کیے ہوئے اُمور سے بچے رہنے کا انجام حسنِ اخلاق ہے اور موافق غذا سے پرہیز کرنے کی غایت طبیعت کا اعتدال ہے۔ یعنی جو شخص تمام کاموں میں اللہ کو کافی جان کر اُسی پر توکل کرتا ہے اُس کی معرفت عین مصفا ہوتی ہے۔ (حضرت احمد بن حسین حریریؒ)

حق نارسا:

اُن چیزوں سے تسکین حاصل کرنا جن سے طبیعتوں کو میلان ہو آدمی حقیقتوں کے درجے پر پہنچنے سے باز رکھتا ہے۔ یعنی جو شخص مرغوبات طبع سے آرام پاتا ہے۔ وہ حقیقت تک رسائی حاصل کرنے سے رہ جاتا ہے۔ (حضرت احمد بن محمدؒ بن سھلؒ)

Marfat.com

حدِ فاصل:

نہ تو مسلمان خسارہ اُٹھانے والا جادو گر ہو سکتا ہے اور نہ کافر صاحب کرامت۔ کیونکہ ضدین ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔

ذالک تقدیر العزیز الحکیم:

علم سارے کا سارا دو کلموں میں جمع ہے۔ اول یہ ہے کہ اللہ نے تیرے حق میں جس امر کا فیصلہ کر دیا اُس میں تکلّف نہ کر۔ دوم یہ کہ تجھ سے جس امر کے ادا کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے اُسے ضائع نہ کر تا کہ تجھے دُنیا اور عقبیٰ میں نیکی کی توفیق عطا ہو۔ (حضرت ابراہیم بن احمد الخواصؒ)

ادائیگی حقوق:

جب تیرا نفس تجھ سے سلامت رہے تو تُو نے اُس کا حق ادا کر دیا اور جب تجھ سے مخلوق سلامت رہے تو تُو نے اُس کے حقوق ادا کر دیے۔ (حضرت ابو حمزہ بغدادیؒ)

اہل ذکر و غافل:

اہل ذکر کو اُس کے ذکر میں اُن لوگوں سے زیادہ غفلت ہوتی ہے جو اُس کا ذکر بھلا دیتے ہیں۔ (حضرت محمدؒ بن موسیٰ واسطیؒ)

توکل کی علامت:

توکل یہ ہے کہ رزق کے ہونے اور نہ ہونے کے وقت دونوں صورتوں میں تیرا دل برابر ایک حال پر رہے۔ (حضرت ابو محمدؒ بن جعفر بن نصیر خالدیؒ)

مرید و مراد:

مرید وہ شخص ہے جو اپنے لیے وہی چیز چاہے جو اللہ اُس کے لیے چاہے۔ مراد وہ شخص ہے جو دونوں عالم سے حق تعالیٰ کے سوا کوئی شے نہ چاہے۔ (حضرت ابو علی محمدؒ بن قاسم رودباریؒ)

Marfat.com

توحید:

توحید یہ ہے کہ تیرے دِل میں خدا کے سوا کسی شے کا گزر نہ ہو۔(حضرت ابوالعباس مہدی سیاریؒ)

مصاحبت کی ترجیحات:

جس شخص نے امیروں کی مصاحبت کو فقیروں کی ہم نشینی پر ترجیح دی تو اللہ نے اُسے دل کی موت میں مبتلا کر دیا۔(حضرت سعید بن سلام مغربیؒ)

دو نسبتیں:

تُو دو نسبتوں کے درمیان ہے۔ایک نسبت حضرت آدمؑ کی جانب سے اور دوسری اللہ کی جانب۔ پس جب تیری نسبت حضرت آدمؑ کی جانب ہو گی تو تُو خواہشاتِ نفسانی کے میدان، آفتوں اور خطاؤں کے مقاموں میں داخل ہو گا۔اس نسبت سے تیری بشریت ثابت ہوتی ہے۔جیسا کہ اللہ نے فرمایا:'' وہ(انسان) بہت ظالم و جاہل تھا''۔جب تیری نسبت اللہ کی جانب ہو گی تو تُو کشف، دلائل، پاک دامنی اور ولایت کے مقاموں میں داخل ہو گا۔اس نسبت سے تیری عبودیت ثابت ہوتی ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،''اور اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔''(حضرت ابراہیم محمدؒ بن محمودؒ)

انسان سراپا عداوت یا محبت:

مجھے میری مصیبت میں چھوڑ دو۔جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ۔کیا تم حضرت آدمؑ کی اولاد میں سے نہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور اُن میں اپنی رُوح پھونک دی۔فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔پھر انہیں بھی ایک امر کا حکم دیا تو انہوں نے اس کی خلاف ورزی کی۔پس جب مٹکے کی اوّلین شراب ہی تلچھٹ ہو تو اُس کا اخیر کیا ہو گا۔یعنی جب آدمی کو اس کے حال پر چھوڑ دیں تو وہ سراپا عداوت اور جب اللہ کی مہربانی اس کے شامل حال ہو تو یکسر محبت بن جاتا ہے۔(حضرت ابوالحسن علی بن ابراہیم الحصریؒ)

Marfat.com

راضی بہ تقدیر:

تمام اہل دُنیا کو چاہیے کہ خواہی نخواہی اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہیں ورنہ انہیں رنج پہنچے گا۔ کیونکہ اگر تو اُس کی تقدیر پر راضی رہے گا تو مصیبت میں مصیبت نازل کرنے والے کو دیکھے گا اور تجھے مصیبت سے کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ اگر تو اللہ کی تقدیر پر راضی نہ ہوگا تو مصیبت آئے گی اور تیرا دِل رنج والم میں ڈوب جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تقدیر میں لکھ دیا ہے اُسے وہ ہماری رضامندی کی بنا پر تبدیل نہیں کرتا۔ لہٰذا اس کے حکم پر ہمارے راضی رہنے سے ہمیں راحت نصیب ہوگی۔ جو شخص اس کے حکم پر راضی رہتا ہے اُس کا دل راحت پاتا ہے اور جو رُوگردانی کرتا ہے۔ وہ تقدیر کے وارد ہونے پر رنجیدہ ہوتا ہے۔ (اللہ ورسولہٗ ﷺ اعلم) (حضرت ابوالعباس احمد بن قصابؒ)

غیر حق سے محبت:

جس شخص نے غیر اللہ کی محبت کی وہ اپنے حال میں کمزور رہ گیا اور جس نے غیر حق کا ذکر کیا اُس نے اپنے کلام میں جھوٹ بولا۔ (حضرت ابو علی بن حسن بن محمد الدقاقؒ)

سفر حیات کے صرف دو راستے:

راستے صرف دو ہیں۔ ایک گمراہی کا دوسرا ہدایت کا۔ گمراہی کا راستہ وہ ہے جو خود بندے کا اللہ کی جانب سے ہے۔ دوسرا ہدایت کا وہ راستہ ہے جو اللہ کا بندے کی جانب سے ہے۔ پس جو بندہ یہ کہے کہ میں خود اللہ تک پہنچ گیا وہ حقیقتاً نہیں پہنچا اور جو یہ کہے کہ مجھے اللہ نے خود اپنے تک پہنچا دیا۔ جان لو کہ وہ در حقیقت اللہ تک پہنچ گیا۔ (حضرت ابوالحسن علی بن احمد خرقانیؒ)

توحید کا نچلا درجہ:

توحید تو تجھ سے درست ہے مگر تو خود توحید میں درست نہیں کیونکہ تُو توحید کا مقتضا کماحقہ پورا نہیں کرتا۔ توحید میں سب سے نچلا درجہ یہ ہے کہ تو ملکیت میں اپنا قبضہ ترک کر کے تمام معاملات خدائے بزرگ و برتر کو سونپ دے۔ (حضرت ابو عبداللہ محمدؒ بن علی المعروف بہ داغستانیؒ)

Marfat.com

صرف چار علوم میں نجات:

حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے چار علوم اختیار کر لیے اور دُنیا کے تمام علوم سے نجات پائی۔ لوگوں نے پوچھا: وہ چار علوم کون سے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، پہلا یہ کہ میں نے جان لیا کہ مجھے پر اللہ کا ایک ایسا حق ہے جو میرے سوا کوئی ادا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا میں اس کے ادا کرنے میں مصروف ہو گیا۔ تیسرا یہ کہ میں نے جان لیا کہ کوئی میری تلاش میں ہے یعنی موت اور میں نے اُس کا ساز و سامان کر لیا یعنی نیک کام کیے جا رہا ہوں اور چوتھا یہ کہ میرا ایک آقا ہے جو میرے حالات سے آگاہ ہے لہٰذا مجھے اس سے شرم آتی ہے اور ناروا کاموں سے ہاتھ اٹھا لیا۔ جب بندہ جانتا ہے کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جس کے باعث قیامت میں اُسے اللہ سے شرمندہ ہونا پڑے۔ (حضرت حاتم اصمؒ)

تصوّف کیا ہے؟

تصوّف کیا ہے؟ اللہ کے ساتھ بلاواسطہ دِل کا قائم ہونا۔ (حضرت ابو سعید فضل اللہ بن محمدؒ المہنیؒ)

حق شناسی:

دُنیا ایک دِن کی مانند ہے اور ہم اس میں روزے سے ہیں۔ (حضرت ابوالفضل محمدؒ بن حسن ختلیؒ)

نصیحت:

جان لو! کہ سب مقامات و حالات میں اللہ تعالیٰ ہی اچھائی برائی پیدا فرماتا ہے۔ تجھے چاہیے کہ نہ تو اس کے فعل پر جھگڑا کرے اور نہ دِل میں رنج لائے۔ (حضرت ابوالفضل محمدؒ بن حسن ختلیؒ)

تصوّف:

تصوّف کی مثال مرض برسام جیسی ہے کہ اس کی ابتدا بکواس اور انتہا خاموشی ہے اور مرض کے پختہ ہو جانے پر مریض بالکل گونگا ہو جاتا ہے۔ پس تصوّف کے دو پہلو ہیں: اوّل وجد، دوم نمود۔ نمود مبتدیوں کے لیے ہے اور وجد منتہیوں کے لیے۔ (حضرت عبدالکریم بن ہوازن قشیریؒ)

Marfat.com

اللہ کا اختیار پسند کرو:

جب بندے نے اللہ کا اختیار پیش نظر رکھا اور اپنے اختیار سے منہ موڑ لیا تو تمام اندوہ و غم سے رہا ہو گیا۔ (امیر المؤمنین حضرت حسینؓ بن علیؓ)

رضائے باہمی:

رضا کی دو قسمیں ہیں۔ اول اللہ کا بندے سے راضی ہونا۔ دوم بندے کا اللہ سے راضی ہونا۔ رضائے الٰہی کی حقیقت بندے کے لیے ثواب و نعمت و کرامت بخشنے کا قصد کرنا ہے اور بندے کی رضا حقیقت اللہ کے فرمان پر ثابت قدم ہونا اور اُس کی تعمیل حکم کے لیے سر جھکا دینا ہے۔ پس اللہ کی رضا بندے کی رضا پر مقدم ہے کیونکہ جب اللہ کی توفیق نہ ہو بندہ اُس کی تعمیل کے لیے سر نہیں جھکا سکتا اور نہ اُس کے فرمان پر ثابت قدم رہ سکتا ہے۔

نعمت کی حقیقت:

جو شخص دُنیا پر اللہ سے راضی ہوتا ہے وہ خسارے میں رہتا ہے اور اُس کی رضا سراسر آتش دوزخ کا باعث بن جاتی ہے۔ کیونکہ ساری کی ساری دُنیا بھی اس قابل نہیں کہ اُس سے دِل لگایا یا اس کا بارِ اندوہ دِل پر ڈالا جائے۔ نعمت اُس وقت نعمت ہوتی ہے کہ نعمت دینے والے کی جانب رہنمائی کرے۔ جب وہ نعمت دینے والے ہی سے پردہ بن جائے تو وہ نعمت مصیبت ہو جاتی ہے۔

رضا و زہد:

رضا زہد سے افضل ہے کیونکہ اللہ کی رضا پر راضی ہونے والا اپنی منزل سے اوپر کسی اور بات کی تمنا نہیں کرتا اور زاہد تمنا کرتا ہے۔ (حضرت فضیلؒ)

رضا کی طمانیت:

رضا احکامِ خُداوندی کے اجرا پر دِل کا سکون اور مطمئن رہنا ہے۔ کیونکہ دِل کا سکون و اطمینان بندے کے کسب و محنت سے میسر نہیں آتا بلکہ اللہ کے عطیات میں سے ہے۔ (حضرت حارث محاسبیؒ)

Marfat.com

مقاماتِ تصوّف:

تصوف میں اول مقام توبہ ہے۔ پھر انابت (اللہ کی طرف رجوع) پھر زہد، پھر توکل اور ان جیسے دوسرے مقام۔ پس صوفی کے لیے روا نہیں کہ توبہ کے بغیر انابت کا، انابت کے بغیر زہد کا اور زہد کے بغیر توکل کا دعویٰ کرے۔

حال:

حال وہ کیفیت ہے جو اللہ کی طرف سے دِل پر طاری ہوتی ہے۔

کیفیتِ حال:

احوال بجلیوں کی مانند ہیں جنہیں دوام حاصل نہیں پس اگر وہ باقی رہ جائیں تو حال نہیں بلکہ نفس کی بات اور طبع کی ہوس ہے۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

منتہائے سلوک:

رضا مقاماتِ سلوک کی انتہا اور احوال کی ابتدا ہے۔ یہ وہ محل ہے کہ اس کے ایک جانب کسب و مجاہدہ اور دوسری جانب محبت اور اُس کی شدّت ہے۔ اس سے اوپر کوئی مقام نہیں۔ یہاں انسان کے تمام مجاہدات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ پس اس کی ابتدا تو بندے کے عمل و ریاضت سے ہوتی ہے اور انتہا حق تعالیٰ کے انعام و احسان پر۔

خالق و مخلوق سے معاملہ:

تیرے بارے میں حق تعالیٰ کا علم مخلوق کے علم سے بہتر ہونا چاہیے یعنی خلوت میں ترا معاملہ اس سے بہتر ہونا چاہیے جو جلوت میں مخلوق میں تیرے دِل کا مشغول ہونا اللہ سے حجاب اعظم ہے۔ (حضرت صالحہ بن حمدون بند عمارہؒ)

حقیقت ظاہر میں نہیں:

لوگوں کا اللہ کو چھوڑ کر چیزوں میں الجھے رہنا اس وجہ سے ہے کہ وہ چیزوں کو جیسی وہ ہیں، نہیں دیکھتے۔ اگر چیزوں کی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں تو اُن کی قید سے مخلصی حاصل کر لیں۔ اسی وجہ سے حضور اکرمؐ

Marfat.com

نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہوئے فرمایا: اللھم ارنا الاشیاء کماھی۔ (اے اللہ! ہمیں چیزیں جیسی وہ حقیقت میں ہیں، دکھادے)

گوشہ گزینی شیطان کی مصاحبت:

گوشہ گزینی سے بچو۔ کیونکہ گوشہ نشینی شیطان کی ہم نشینی ہے اور مصاحبت اختیار کرنا لازم ہے کیونکہ مصاحبت اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

نفس کی پہچان:

جسے نفس کی پہچان نہ ہو، اسے ریاضت اور مجاہدہ ذرا فائدہ نہیں دیتا۔

شرُور کا سرچشمہ:

نفس شر کا سرچشمہ اور برائی کا رہنما ہے۔ پست اخلاق اور قبیح افعال کا اظہار اسی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

قبیح افعال اور تدارک:

قبیح افعال دو قسم کے ہیں، اوّل معاصی یعنی گناہ کے افعال، دوم مذموم اخلاق مثلاً تکبر، حسد، بخل، غُصّہ، کینہ وغیرہ پس ریاضت کر کے یہ افعال دُور کیے جاسکتے ہیں۔

ظاہر و باطن اور گناہ:

گناہ ظاہرہ اوصاف میں سے ہیں اور مذموم اخلاق باطنی اوصاف میں سے۔ ریاضت ظاہری افعال میں سے ہے اور توبہ باطنی اوصاف میں سے ہے۔ پس جو قبیح اوصاف باطن میں پیدا ہوتے ہیں وہ ظاہر کے اچھے اوصاف سے زائل ہو جاتے ہیں اور جو برے افعال ظاہر میں پیدا ہوتے ہیں وہ باطن کے اچھے اوصاف سے دفع ہو جاتے ہیں۔

عبادت کی اصل:

خواہشات نفس کی مخالفت تمام عبادتوں کی اصل اور مجاہدات کا کمال ہے۔ بندہ نفس کی مخالفت کے سوا اللہ کی جانب راہ نہیں پاسکتا۔

Marfat.com

بے خبری:

جو شخص اپنی حقیقت سے بے خبر ہو، وہ غیر کی حقیقت سے زیادہ بے خبر ہوتا ہے۔

فنا و بقا:

اپنی فنا سے اللہ تعالیٰ کی بقا معلوم کر لے۔

بہشت و دوزخ کا نمونہ:

مومن کی رُوح اُسے بہشت کی جانب دعوت دیتی ہے کیونکہ دُنیا میں بہشت کا نمونہ وہی ہے اور اُس کا نفس اُسے دوزخ کی جانب بلاتا ہے کیونکہ دُنیا میں دوزخ کا نمونہ وہی ہے۔

نفس کی تسکین صرف باطل سے:

نفس ایسی صفت ہے جس کی تسکین فقط باطل سے ہوتی ہے۔ یعنی وہ کبھی راہِ حق پر نہیں چلتا۔ (حضرت بایزید بسطامیؒ)

معرفت نفس کی رکاوٹ:

تو چاہتا ہے کہ اللہ کو پہچانے۔ حالانکہ تیرا نفس تیرے اندر باقی ہے اور تیرا نفس اپنے آپ کو نہیں پہچانتا تو وہ غیر کو کیونکر پہچانے گا۔ (حضرت محمدؒ بن علی ترمذیؒ)

کفر کی بنیاد نفس:

تیرا اپنے نفس کی مراد پر قائم ہونا ہی کفر کی بنیاد ہے۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

بہترین صالحہ عمل نفس کی مخالفت:

نفس امانت میں خیانت کرنے والا اور اللہ کی رضاجوئی سے روکنے والا ہے۔ سب سے اچھا عمل اُس کی مخالفت ہے۔ (حضرت ابو سلیمان دارانیؒ)

Marfat.com

عمل کے بغیر قرب:

جب تو دُنیا کی خدمت کرے گا تو عقبیٰ میں قرب حاصل کرے گا۔ عمل کے بغیر قرب میسر نہیں آسکتا۔ (حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ)

ذریعہ نجات عنایت خداوندی:

اگر مجاہدہ اللہ تک پہنچنے کا سبب ہوتا تو ابلیس راندۂ درگاہ نہ ہوتا اور اگر مجاہدے کو چھوڑ دینا اُس کے مردود ہونے کا سبب ہوتا تو حضرت آدمؑ ہرگز مقبول و برگزیدہ نہ ہوتے پس ثابت ہوا کہ مخلصی اور نجات کے لیے عنایت خداوندی کی سبقت درکار ہے نہ ہی مجاہدے کی کثرت۔ جو شخص زیادہ مجاہدہ کرنے والا ہے وہ مجاہدے کی کثرت کے باعث قہر و مواخذہ سے بے خوف نہیں ہو سکتا۔

نفس حق ہے:

میں نے نفس کو دیکھا۔ اُس کی صورت میری صورت جیسی تھی۔ ایک شخص نے اُسے بالوں سے پکڑ رکھا تھا پھر میرے حوالے کر دیا۔ میں نے اُسے ایک درخت سے باندھ کر مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اس نے مجھے کہا: اے علیؒ! زحمت نہ اُٹھائیں کیونکہ میں اللہ کا پیدا کردہ لشکر ہوں تُو مجھے کم نہیں کر سکتا۔ (حضرت شیخ بو علی سیاہ مروزیؒ)

نفس امّارہ:

میں شروع ہی سے نفس کی خرابیوں سے آگاہ تھا اور اُس کی گھاتوں کو خوب جانتے ہوئے ہمیشہ دِل میں اس سے کینہ رکھتا تھا۔ ایک دن میرے حلق سے لومڑی کے بچے جیسی کوئی شے باہر نکلی۔ حق تعالیٰ نے مجھے اس سے مطلع کر دیا اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ نفس امّارہ ہے۔ میں اُس پر پاؤں رکھ کر روندنے لگا۔ جوں جوں میں لاتیں چلاتا وہ اور بھی بڑا ہوتا جاتا۔ میں نے پوچھا: اے فلاں تمام چیزیں دُکھ اور چوٹ سے مر جاتی ہیں ، تُو کیوں بڑا ہو جاتا ہے؟ اُس نے جواب دیا، میری پیدائش ہی اُلٹی ہے۔ جس چیز سے تمام چیزوں کو دُکھ ہوتا ہے وہ میرے لیے سکھ کا باعث ہوتی ہیں اور جس چیز سے اور چیزوں کو خوشی ہو، اُس سے مجھے رنج ہوتا ہے۔ (حضرت محمدؒ علیان نسویؒ)

Marfat.com

نفس باعث نجات بھی ہے:

ایک درویش نے کہا: میں نے نفس کو ایک چوہے کی صورت میں دیکھا۔ اس سے پوچھا: تُو کون ہے؟ اُس نے جواب دیا میں غافلوں کی ہلاکت ہوں اور شر و فساد کی دعوت دیتا ہوں اور اللہ کے دوستوں کی نجات کا باعث ہوں۔ اگرچہ میرا وجود خرابی کا سبب ہے تاہم اگر میں اُن کے ساتھ نہ ہوتا تو انہیں اپنی پاکیزگی پر غرور اور اپنے افعال پر تکبّر ہوتا۔

خواہشات کی فتنہ گیری:

ھوا (خواہش) کی دو قسمیں ہیں: اوّل لذّت و شہوت کی خواہش۔ دوم مخلوق میں جاہ و جلال اور حکومت کی خواہش جو شخص خواہش و لذّت کا تابع ہو، وہ شراب خانے میں ہوتا ہے اور لوگ اُس کے فتنے سے بے خوف رہتے ہیں لیکن جو شخص جاہ و حکومت کا خواہاں ہو، عبادت خانوں اور خانقاہوں میں رہتا اور مخلوق کے لیے فتنے کا مُوجب ہوتا ہے کہ آپ بھی سیدھی راہ ہٹ جاتا ہے اور خلقت کو بھی بے راہ روی کی جانب دعوت دیتا ہے۔

وسوسہ اور شیطان کا طریقۂ واردات:

شیطان کو بندے کے دِل اور باطن میں اُس وقت تک داخل ہونے کی مجال نہیں جب تک اُسے گناہ کی ہوس پیدا نہ ہو۔ جب اُس میں ہوس کا مادہ ظاہر ہوتا ہے تو شیطان اسے لے لیتا ہے اور بنا سنوار کر اس کے دل کے روبرو پیش کر دیتا ہے۔ اسی کو وَسوسہ کہتے ہیں۔

نفس کی مخالفت وصلِ حق کی سعادت:

جو شخص چاہتا ہے کہ اُسے وصلِ حق کی سعادت نصیب ہو اُسے کہہ دو کہ ہوائے نفس کی مخالفت کرے۔

نفس اور نفس کشی:

نفس کی سب سے زیادہ ظاہر صفت شہوت ہے اور شہوت ایک کیفیت ہے جو انسان کے اجزا میں منتشر ہے اور تمام حواس اس کے کاموں میں مصروف ہیں۔ اس لیے بندہ اُن تمام کی نگہداشت پر مکلّف اور ہر

Marfat.com

جس کے فعل سے حضورِ حق میں جوابدہ ہے۔ چنانچہ آنکھ کی شہوت دیکھنا، کان کی شہوت سننا، ناک کی شہوت سونگھنا، زبان کی شہوت بولنا، تالو کی شہوت چکھنا، جسم کی شہوت چھونا، گھِسنا اور قلب و دماغ کی شہوت سوچنا ہے۔ پس لازم ہے کہ طالب اپنا نگہبان و حاکم ہو اور وہ اسباب جو حواس میں پیدا ہوتے ہیں، اپنے سے الگ کردے۔ اس لیے بہترین طریق یہ ہے کہ اُسے اللہ کے سپرد کردے تاکہ مقصد حاصل ہو جائے۔

حقِ تصرّف:

بندے کو اپنا وجود خراب کرنے میں تصرّف کا کوئی حق نہیں۔

سعی و قسمت:

بندہ ذاتی سعی کے بل پر کسی چیز سے باز نہیں رہ سکتا کیونکہ سعی قسمت کے بغیر سود مند نہیں۔ جب تک اللہ کی جانب سے یہ قسمت نصیب نہ ہو، سعی سے کچھ حاصل نہ ہوگا اور سعی سے بندگی کی قوت ساقط ہو جاتی ہے۔ کیونکہ بندے کی تمام مساعی دو ہی قسم کی ہوتی ہیں۔ یا تو وہ سعی کرتا ہے کہ تقدیرِ حق تبدیل ہو جائے یا تقدیر کے خلاف خود کوئی چیز اپنے لیے حاصل کرلے اور یہ دونوں جائز نہیں کیونکہ تقدیر سعی سے تبدیل نہیں ہو سکتی اور کوئی کام تقدیر کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

وَلی کی تعریف:

وَلی کا نام اُس شخص کے لیے وارد ہے جس میں وَلی کے اوصاف موجود ہوں جو بظاہر و باطن اللہ کا دوست ہو اور اُس کے تمام احکامات بجالائے۔

وَلی صدقِ رسول کی دلیل:

اللہ تعالیٰ نے نبی کی برہان آج تک باقی رکھی ہے اور ولیوں کو اُس کے ظاہر کرنے کا سبب بنادیا ہے تاکہ ہمیشہ حق کی نشانیاں اور حضرت محمد ﷺ کے صدق کی دلیل قائم رہے اور ایسے مختص ولیوں کو دُنیا کا مالک بنادیا جائے۔ حتیٰ کہ وہ تنہا اللہ عزوجل کی بات کے لیے وقف ہو گئے ہیں۔ پیروی نفس کی راہ اُن پر بند ہو گئی ہے۔ تاکہ اُن کے مبارک قدموں کی بدولت آسمان سے بارش کا نزول ہو، اُن کے احوال کی صفائی کے باعث زمین سے نباتات اُگے اور اُن کی دُعا اور توجہ سے مسلمان کافروں پر غلبہ حاصل کریں۔ یہ چار ہزار ہیں جو

Marfat.com

چھپے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے۔ اپنے حال کا حُسن نہیں جانتے، تمام حالات میں خود اپنی ذات اور مخلوق سے پوشیدہ رہتے ہیں۔

بارگاہِ الٰہی کے سالار:

جو لوگ دُنیا میں اربابِ نظم و نسق اور بارگاہِ الٰہی کے سالار ہیں، وہ تین سو ہیں جو اخیار کہلاتے ہیں، چالیس دوسرے ہیں جو ابدال کہلاتے ہیں، سات اور ہیں جنہیں ابرار کہتے ہیں۔ چار اور ہیں جو اوتار کے نام سے موسوم ہیں۔ تین اور ہیں جو نقیب کہلاتے ہیں، ایک اور ہے جسے قطب اور غوث کہتے ہیں۔

ولایت کی شرط:

ولایت کی شرط حق کی حفاظت ہے۔

رجوع الی اللہ کا تقاضہ:

دُنیا اور آخرت کی کسی شے کی خواہش نہ کر اپنا نفس اللہ کے لیے یکسر خالی کر دے اور اپنی توجہ اللہ کی جانب لگا دے۔ (حضرت ابراہیم ادھمؒ)

امر و نہی پر صبر:

ولی وہ ہے جو اللہ کے امر و نہی پر صبر کرے۔ (حضرت بایزید بسطامیؒ)

کرامت:

کرامت فرمانبردار مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوتی۔

ولایت نبوت کی آئینہ دار:

سچا ولی وہی بات کہتا ہے جو ایک سچا نبی۔ ولی کی کرامت نبیؑ کا عین معجزہ ہوتی ہے۔

معجزے و کرامت کی شرط:

معجزوں کی شرط اُنہیں ظاہر کرنا اور کرامتوں کی شرط اُنہیں چھپانا ہے۔

Marfat.com

کرامت حجت شریعت:

امت کی کرامتیں کلیۃً پیغمبر ﷺ کے معجزے ہوتی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ پیغمبر ﷺ کی شریعت باقی ہے۔ لہٰذا اس کی حجت کا باقی رہنا بھی ضروری ہے۔

نبی معصوم ولی محفوظ:

ولی بے گناہ نہیں ہوتے کیونکہ بے گناہی نبوت کی شرط ہے مگر وہ ایسے گناہ سے لازماً بچے ہوئے ہوتے ہیں، جس کا وجود ولایت کی نفی کا تقاضا کرے۔ ولایت کی نفی اُس چیز سے ہوتی ہے جو ایمان کی نفی کرے۔ پس ایسا فعل کرنے سے بندہ مرتد ہو جاتا ہے نہ کہ نافرمان۔

ولایت کی شرط بندگی:

ولایت کی شرط بندگی پر ہمیشہ قائم رہنا ہے۔ جب ولی سے کوئی گناہ کبیرہ سرزد ہو جاتا ہے تو وہ ولایت سے برطرف کر دیا جاتا ہے۔

معجزہ و کرامت کا صدور:

صوفیا کی ایک جماعت اس امر پر متفق ہے کہ کرامت ولی سے حالتِ مستی کے سوا کسی اور حالت میں ظاہر نہیں ہوتی اور جو حالت ہوشمندی میں ہو، وہ انبیا کا معجزہ ہوتا ہے۔

کرامت کا ظہور:

ولیوں کو کرامت میں اختیار نہیں ہوتا۔ ولی کبھی کرامت چاہتا ہے تو اس کا ظہور نہیں ہوتا اور نہیں چاہتا تو ظہور ہو جاتا ہے۔

صاحب شریعت و صاحب سرّ:

نبی صاحبِ شریعت ہوتا ہے اور ولی صاحب سرّ۔

Marfat.com

صوفیا، دُنیا کے حاکم:

جیّد صوفیا کی ایک جماعت اس امر پر متفق ہے کہ کرامت کا ظہور بے خودی میں نہیں بلکہ ہوشمندی میں ہوتا ہے۔ کیونکہ ولی ملک کے مدّبر اور دُنیا کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دُنیا کا حاکم بنایا ہے اور اُس کا نظم ونسق اُن سے وابستہ کر کے جہان کے تمام احکامات کا تعلق اُن کی ہمت کے ساتھ پیوست کر دیا ہے۔ پس لازم ہے کہ سب سے زیادہ صائب رائے انہیں کی ہو اور اللہ کی مخلوق پر سب سے زیادہ شفقت دل انہیں کا ہو کیونکہ وہ منزل مقصود پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔

بندگی میں بندگانی:

جب بندہ اللہ کا فرمانبردار ہو جائے تو ساری دُنیا اُس کی فرمانبردار ہو جاتی ہے۔

ولایت و نبوت:

ولایت کی انتہا نبوّت کی ابتدا ہوتی ہے۔ تمام نبیؑ ولی ہوتے ہیں لیکن کوئی ولیؒ نبیؑ نہیں ہوتا۔

نبی وولی کی تعریف:

تمام ولیوں کے احوال واقوال کسی ایک نبیؑ کے سچے مرتبے کے مقابل لائے جائیں تو وہ سب ہیچ ہوں گے کیونکہ ولی منزل مقصود کے طلبگار اور اُس پر گامزن ہوتے ہیں۔ لیکن نبیؑ منزل مقصود پر پہنچے ہوئے اور مراد حاصل کیے ہوئے ہوتے ہیں۔

مقامات انبیا اور اولیا اسرارِ خداوندی:

اللہ تعالیٰ نے انبیاؑ کے اثبات و نفی کو ایسے درجے میں رکھ دیا ہے کہ مخلوق کی نگاہ وہاں تک پہنچنے سے قاصر ہے۔ پس جس طرح ولیوں کا مقام مخلوق کی سمجھ سے بالاتر ہے اُسی طرح نبیوں کا مقام ولیوں کے ادراک سے بعید ہے۔ (حضرت بایزید بسطامیؒ)

ولی۔ رازِ حق:

ولایت حق سبحانہ وتعالیٰ کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے جو ریاضت کے بغیر ظاہر نہیں ہوتا۔ ولی کو ولی کے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔

Marfat.com

بندگی کا علم غفلت کی فنائیت:

جب جہالت فانی ہو جائے تو یقیناً علم باقی ہوتا ہے اور جب نافرمانی فانی ہو جاتی ہے تو بندگی باقی ہوتی ہے۔ جب بندہ اپنی بندگی کا علم حاصل کر لیتا ہے تو اللہ کا ذکر باقی رہنے سے اُس کی غفلت فنا ہو جاتی ہے۔

فنا و بقا:

فنا سے مقصود بندے کا اپنی بندگی کے دیکھنے سے فانی ہو جانا ہے اور بقا سے مقصود بندے کا مشاہدۂ الٰہی کے ساتھ باقی رہنا ہے۔ (حضرت ابو سعید خرازؒ)

راست بندگی:

بندگی کا درست ہونا فنا و بقا میں پوشیدہ ہے۔ (حضرت ابو یعقوب نہر جوریؒ)

وحدت و بندگی رہنمائے فنا و بقا:

فنا اور بقا کا جاننا، خلوص وحدانیت اور صحیح بندگی پر منحصر ہے۔ اس کے بغیر جو کچھ ہے وہ مغالطہ اور بے دینی ہے۔ (حضرت ابراہیم بن شیبانیؒ)

ذوالجلال کی دید:

حقیقت یہ ہے کہ بندے کو فنا جلالِ خداوندی کی دید اور دِل پر اُس کی عظمت کی نمود سے حاصل ہوتی ہے تا کہ اُس کے غلبۂ جلال میں دُنیا اور آخرت دِل سے محو ہو جائیں۔ (علی بن عثمان جلابی ہجویریؒ)

قلبِ سلیم:

جب اللہ کے سوا کوئی اور دل کا مالک نہ ہو تو وہ خواہ اُسے غائب رکھے یا حاضر، اسی کے قبضے اور اُس کے حکم میں ہوتا ہے۔

انسانی ذات و صفات حاضر و غائب کے تناظر:

جب تو اپنی ذات سے غائب تھا تو اللہ کے حضور میں بے حجاب حاضر تھا اور جب تُو اپنی صفات دیکھنے لگا اور دُنیا میں آیا تو قربِ الٰہی سے غائب ہو گیا۔ پس تیری موت تیری اپنی ذات کو دیکھنے کی صورت میں ہے۔

Marfat.com

حضوری بارگاہِ حق کا وسیلہ:

اپنی ذات سے غائب ہونا اللہ کے حضور میں حاضر ہونے کا وسیلہ ہے۔

حاضر و غائب:

غائب وہ نہیں جو اپنے شہر، وطن سے غائب ہو بلکہ غائب وہ ہے جو اپنی مراد سے غائب ہو۔ مقصود یہ ہے کہ اپنے تمام ارادے ترک کر دے اور اللہ کا ارادہ ہی اُس کا ارادہ ہو۔ حاضر وہ نہیں جس کی کوئی مراد نہ ہو بلکہ حاضر وہ ہے جس کا دِل ہی نہ ہو کہ اس میں کوئی مراد ٹھہر سکے تاکہ نہ دِل ہو، نہ اُس میں دُنیا و عقبیٰ کی فکر پیدا ہو اور نہ نفسانی خواہش سے اُسے سکون ہو۔

متاعِ غرور سے فنا:

جو شخص نفس، ہوس اور دوستوں کے ساتھ محبت کرنے سے فانی نہیں ہوا، وہ گویا مراتب کے درمیان خطِ نفس کے حضور یا نیک انجام کے لیے ٹھہرا ہوا ہے۔

حیات قلب و قدرِ عارف:

معرفت الٰہی سے دِل کی زندگی ہے اور غیر اللہ سے منہ موڑنا ہر شخص کی قیمت ہوتی ہے۔

ذوالفضل و ذوالنور:

میں نے اللہ کو اُس کے فضل سے شناخت کیا اور غیر اللہ کو اللہ کے نور سے پہچانا۔ (حضرت علیؓ)

جسم و قلب کا تعلق:

اللہ تعالیٰ نے جسم پیدا کیا اور اُس کا تعلق رُوح سے کر دیا، لیکن دِل پیدا کیا تو اس کی زندگی کا تعلق اپنی ذات سے کر دیا۔ لہٰذا جب عقل و دلیل کو جسم کے زندہ کر دینے پر قدرت نہیں تو ناممکن ہے کہ وہ دِل کو زندہ کر سکے۔

ہادیٔ برحق صرف اللہ ہے:

مخلوق میں سے یہ کوئی بھی قدرت نہیں رکھتا کہ کسی کو اللہ تک پہنچا دے۔

Marfat.com

اکتساب سعادت سے ہے:

اللہ کی عنایت کا حصول بندے کے کسب میں نہیں۔

ادائے عارفانہ:

عارف لوگ تو اُس کی معرفت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ میں اپنی جہالت کا اقرار کرتا ہوں، یہی میری معرفت ہے۔

معرفت:

معرفت وہ ہے کہ تُو کسی چیز سے حیرت زدہ نہ ہو۔ (حضرت عبداللہ بن مبارکؒ)

معرفت کی حقیقت:

معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ لطیف ترین انوار سے دِلوں پر جلوہ فرما رہا ہو۔ یعنی جب تک اللہ تعالیٰ از راہِ لطف و کرم بندے کا دِل اپنے نُور سے آراستہ نہ کردے اُس کا قلب تمام خرابیوں سے نجات نہیں پاتا۔ (حضرت ذوالنون مصریؒ)

معرفت:

معرفت دائمی حیرت ہے۔ (حضرت شبلیؒ)

مسبب الاسباب کی پہچان معرفت ہے:

معرفت یہ ہے کہ تُو جان لے کہ مخلوق کی تمام حرکات و سکنات اللہ کے سبب سے ہیں۔ یعنی اُس اللہ کے سبب متحرک، متحرک اور اُسی کے طفیل سے ساکن ساکن ہے، کیونکہ جب تک اللہ نے بدن میں توفیق پیدا نہ کی اور دِل میں ارادہ نہ کیا، بندہ فعل نہ کرسکتا تھا۔ بندے کا فعل مجازاً اور حقیقی فعل اللہ کے لیے ہے۔ (حضرت بایزید بسطامیؒ)

معرفت کی علامت:

جس نے اللہ کو پہچان لیا اُس کی گفتگو کم ہوگئی اور حیرت ہمیشہ کے لیے ہوگئی۔ (حضرت محمدؒ بن واسعؒ)

Marfat.com

معرفت کی حقیقت:

معرفت الٰہی کی حقیقت اللہ کی معرفت سے عاجز ہونا ہے۔ (حضرت شبلیؒ)

معرفت کا استغنا:

جب سے میں نے اللہ کو پہچان لیا ہے میرے دِل میں نہ حق کا خیال آیا ہے اور نہ باطل کا۔ (حضرت ابو حفص حدادؒ)

معرفت دُنیا سے بیگانگی:

جس نے اللہ کو پہچان لیا، اُس نے دُنیا سے علیحدگی اختیار کر لی بلکہ دُنیا کے بارے میں کچھ کہنے سے گونگا اور اپنے اوصاف سے فانی ہو گیا۔ (حضرت ابو بکر واسطیؒ)

لاشریک لہٗ:

جب تیرے ہست اور نیست کرنے میں اُس کا شریک کوئی نہیں ہونا چاہیے تو نا ممکن ہے کہ تیری پرورش میں کوئی اس کا شریک ہو۔

توحید شناسی:

توحید کے بیان میں بندے کا اوّلین قدم اللہ کو اپنی صفاتِ حقیقت میں منفرد نہیں بلکہ فقط ایک سمجھنا ہے۔

توحید:

توحید یہ ہے کہ بندہ اللہ کے آگے بت بن کر رہ جائے جو اختیار اور ارادے سے یکسر عاری ہو۔ جس پر توحید الٰہی کے بحرِ بے پایاں میں اور اُس کی قدرت کے اجرا احکام کے وقت اُسی کی تدبیر کے تصرفات کام کر رہے ہوں۔ جو اللہ کے اصل قرب اور حقیقتِ توحید سے مطلع ہو جانے کے سبب اپنے نفس اور خلعت کی دعوت کے انکار و قبول سے بالکل غافل ہو۔ پھر اُس مقام فنا فی اللہ پر فائز ہو جانے کے بعد اُس کا اپنا ہر ارادہ نابود ہو جائے اور اُس مقام کی جانب عود کر آئے۔ جہاں اُس کا آخر اُس کے اوّل سے واصل ہو۔ وہ ایسا ہو جائے جیسا دُنیا میں وارد ہونے سے قبل تھا۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

Marfat.com

معرفت کا ایک ہی راستہ اعترافِ عجز:

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی مخلوق کے لیے اپنی معرفت کی جانب اعترافِ عجز کی راہ کے سوا کوئی راہ نہیں رکھی۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

معرفت اوّلاً کسبی آخراً ضروری:

معرفت شروع میں کسبی ہوتی ہے اور آخراً میں ضروری ہو جاتی ہے۔ ضروری علم وہ ہے کہ صاحبِ علم اُس علم کی موجودگی کی صورت میں اُس کے ٹالنے یا لینے سے عاجز ہوتا ہے۔ (حضرت ابو سہیل صعلوکیؒ، حضرت استاد ابو علی وقاقؒ)

اصلِ ایمانی:

اہل تحقیق و معرفت اس امر پر متفق ہیں کہ ایمان کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ ایمان کی اصل تو دِل سے تصدیق کرنا ہے اور اُس کی فرع اللہ کا حکم بجالانا ہے۔ جب تک بندہ اللہ کے احکامات کی تعمیل نہ کرے تو صرف تصدیق کفایت نہیں کرتی۔

اہل عبادت و معرفت:

اگر عبادت موجود ہو اور معرفت غائب ہو تو عبادت کوئی فائدہ نہ دے گی۔ اگر معرفت موجود ہو اور عبادت غائب ہو تو آخر کار بندے کی نجات ہو جائے گی۔ اگرچہ اس کا حکم رضائے حق تعالیٰ ہے۔ خواہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اُس کی لغزش معاف کر دے یا شفاعتِ رسولؐ سے بخش دے یا اُس کے گناہ کے برابر عذاب دے کر جہنم سے نجات دے اور جنت میں پہنچا دے۔ پس اصلِ معرفت اگرچہ گنہگار ہوں معرفت کی بنا پر دائماً جہنم میں نہیں رہیں گے۔

انتہائے محبت:

ایمان و معرفت کی انتہا محبت ہے۔ محبت کی نشانی عبادت ہے کیونکہ جب دِل محبت اور مشاہدے کا مقام ہے، آنکھ دیدار کا اور جان عزت کا تو بدن کو لازم ہے کہ اللہ کا حکم نہ چھوڑے۔

Marfat.com

توحید اور جبر و قدر:

در حقیقت توحید کا طریق جبر سے نیچے اور قدر سے اوپر ہے۔

ایمان کی حقیقت:

ایمان در حقیقت بندے کے تمام اوصاف کا حق کی طلب میں گم ہو جانا ہے۔

توکل کی نگہداشت:

ایمان کی حقیقت توکل کی نگہداشت ہے۔

مجاہدہ:

دُنیا ایک بے وفا مقام اور فنا کا محل ہے۔ اس لیے دل اُس سے خالی کر دے۔ یہ بات شدید مجاہدے کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ سب سے ضروری مجاہدہ آدابِ ظاہری کا تحفظ اور تمام حالات میں اُن پر برابر قائم رہنا ہے۔

راحتِ علم:

آرام علم میں ہے۔

ظاہری و باطنی طہارت:

ظاہر کی طہارت پانی سے ہوتی ہے، باطن کی طہارت توبہ اور درگاہِ حق میں رجوع کرنے سے۔

پشیمانی توبہ ہے:

بُرے کام سے پشیمانی ہی توبہ ہے (حدیث نبویؐ) توبہ کی ایک شرط احکام الٰہی کی مخالفت پر افسوس کرنا ہے۔ دوسری شرط لغزش کو یکدم ترک کر دینا ہے۔ تیسری شرط گناہ کی جانب نہ لوٹنے کا ارادہ کرنا ہے۔

توبہ کی تین شرطیں:

پشیمانی کے سبب تین۔ جیسا کہ توبہ کی تین شرطیں ہیں۔ اوّل یہ کہ جب عذاب کا ڈر دِل پر غالب آ جاتا ہے اور بُرے فعلوں پر دل میں غم پیدا ہوتا ہے تو پشیمانی حاصل ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ نعمت کی تمنا پر غلبہ پا

Marfat.com

جائے اور معلوم ہو کہ بُرے کام اور نافرمانی سے وہ نعمت میسر نہیں آئے گی تو بُرے کام سے پشیمانی حاصل ہو گی۔ سوم یہ کہ حشر میں اللہ اور ساری مخلوق کے سامنے بے محابی کے خیال سے ڈر کر بُرے کاموں پر پشیمانی ہو۔ پس ان میں پہلا تائب (توبہ کرنے والا) ہے۔ دوسرا منیب (انابت یعنی اللہ کی طرف رجوع کرنے والا) اور تیسرا اوّاب (اللہ کی جانب بہت رجوع کرنے والا) کہلاتا ہے۔

رجوع سے رحمت و مغفرت نصیب ہوتی ہے:

جب بندہ اپنے بُرے کاموں اور بُرے حالات پر غور و فکر کرے اُن سے مخلصی چاہے تو اللہ اُس پر توبہ کے اسباب آسان کر دیتا ہے، اُسے خطاکاری کی لعنت سے نجات دے دیتا ہے اور اسے عبادت کی حلاوت تک پہنچا دیتا ہے۔

عام و خاص کی توبہ:

عام لوگوں کی توبہ گناہ سے اور خاص لوگوں کی توبہ غفلت سے ہوتی ہے۔ (حضرت ذوالنون مصریؒ)

توبہ توفیق سے ہے:

بندے کو توبہ میں مطلق دخل نہیں ہوتا، کیونکہ توبہ اللہ کی جانب سے بندے کو فطرتاً ملتی ہے ے کو اپنے اختیار سے نہیں۔ (حضرت ابو حفص حدادؒ)

توبہ کی علامت:

جب تو گناہ کو یاد کرے اور تجھے اُس کی یاد سے لذّت نہ ملے، پس یہ توبہ ہے۔ (حضرت ابوالحسن بوشنجہؒ)

ارادۂ گناہ کا وبال:

جو شخص گھڑی بھر بدن سے گناہ کرے، وہ ایسا نہیں ہوتا جیسا کہ وہ شخص جو دن رات دِل سے اُس گناہ کا ارادہ رکھے۔

Marfat.com

رجوع یا شرم کے باعث توبہ:

توبہ کی قسمیں دو ہیں۔ پہلی توبہ انابت یعنی رجوع کرنے کے باعث اور دوسری توبہ استحیائی یعنی شرم کے باعث۔ اہل حیا بے خود اور اہل خوف ہُشیار ہوتے ہیں۔ (حضرت ذوالنون مصریؒ)

نماز کی تاثیر:

نماز کے لیے طہارت طالبان الٰہی کے لیے توبہ ہوتی ہے۔ قبلے کی طرف منہ کرنا مرشد سے تعلق کے قائم مقام ہے۔ قیام کرنا مجاہدہ نفس، قرأت ذکر دوام، رکوع تواضع، سجود معرفت نفس، تشہد عشق الٰہی، سلام دُنیا سے کنارہ کشی اور پابندی مقامات سے نکلنے کا مظہر ہے۔

نماز ایک حکم خداوندی:

نماز اللہ کا حکم ہے۔ حاضری کا آلہ یا غیبت کا ذریعہ نہیں۔ (علی بن عثمان جلابی ہجویریؒ)

صدقِ اطاعت کی علامت:

سچے مطیع کے صدق کی علامت یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے ایک فرمانبردار فرشتہ اس کے لیے مقرر ہو کہ جب نماز کا وقت آئے تو وہ اُس بندے کو ادائے نماز پر آمادہ کرے اور اگر وہ شخص سو رہا ہے تو اُسے جگادے۔ (حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ)

تقاضۂ نماز:

نمازی کو چار چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، نفس کے فنا ہونے، طبیعت کے مٹ جانے، باطن کے صاف ہونے اور مشاہدے کے کمال کی۔

فرشتوں کی مصروفیت:

فرشتے ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں، اُن کا پینا بھی اللہ کی عبادت اور کھانا بھی اللہ کی بندگی، کیونکہ وہ روحانی مخلوق ہیں۔ اُن میں نفسِ امارہ نہیں اور عبادت سے باز رکھنے والا نفسِ امارہ ہی ہوتا ہے۔

Marfat.com

محبت کی تاثیر:

محبت کا نام اس وجہ سے محبت رکھا گیا ہے کہ وہ دل سے محبوب کے سوا ہر چیز کو محو کر دیتی ہے۔(حضرت شبلیؒ)

محب و محبوب:

محبت وہ ہے کہ محب اپنے تمام اوصاف محبوب کی طلب میں محو اور محبوب یعنی اللہ کی ذات کو ثابت کر دے۔چونکہ محبوب باقی ہوتا ہے اور محب فانی۔(استاد ابوالقاسم قشیریؒ)

تقاضۂ محبت:

محبت یہ ہے کہ اپنے زیادہ کو کم اور دوسرے کے کم کو زیادہ سمجھے۔(حضرت بایزید بسطامیؒ)

محبت کیا ہے؟:

محبت یہ ہے کہ تُو محبوب کی عبادات سے ہم آغوش اور اُس کی مخالفت سے رو گرداں ہو۔
(حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ)

دُنیا اور عقبٰی کی بزرگی:

دُنیا کی بزرگی یہ ہے کہ اللہ اُن کے ساتھ ہے اور عقبٰی کی بزرگی یہ ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ ہوں۔(حضرت سمنون محبؒ)

آدھی طریقت:

روزہ آدھی طریقت ہے۔(حضرت جنید بغدادیؒ)

نفس کے ممنوعات:

حقیقت میں نفس کو حلال کھانے سے نہیں بلکہ کھیل کود اور حرام سے باز رکھنا ہے۔

نافرمانی سے بچنا روزہ ہے:

جب کوئی شخص اللہ کی نافرمانی سے بچ جائے تو اُس کے تمام احوال روزہ بن جاتے ہیں۔

Marfat.com

بھوک انکسار و عجز کو موجب:

بھوک نفس کے لیے انکسار اور دل کے لیے عجز کا موجب ہے۔

بھوک و سیری:

بھوکا رہنا باطن کو آباد کرنا ہے اور سیر ہو کر کھانا پیٹوں کو آباد کرنا ہے۔

بھوک:

بھوک صدیقین کی غذا ہے، مریدوں کا طریقہ اور شیطانوں کی قید ہے۔

مریدی کی شرائط:

مرید کے لیے شرط یہ ہے کہ اُس میں تین باتیں پائی جائیں۔ اُس کا سونا غلبے کے باعث، اُس کا کلام ضرورت کی وجہ سے اور اُس کا کھانا فاقے کے سبب ہو۔

قلبِ عارف:

ارباب معرفت کی رگیں تمام حق تعالیٰ کے اسرار کی دلیلیں ہیں۔ اُن کے دل اللہ تعالیٰ کی نظر کا مقام ہیں۔

غذا کی نفس پروری:

نفس طمع کی طبیعتیں غذاؤں سے جتنی زیادہ پرورش پاتی ہیں اتنا ہی نفس زیادہ طاقتور ہوتا ہے، نفسانی خواہش زیادہ پلتی ہے، اس کی تمکنت اعضا میں زیادہ پھیلتی ہے۔

نفس کشی کے مظاہر:

جب غذائیں نفس کو طاقتور کرنے سے دست بردار ہو جاتی ہیں اور غذا نہ ملنے کے باعث نفس کمزور ہو جاتا ہے تو نفسانی خواہش کمزور تر ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وجود سے کٹ جاتی ہے۔ اللہ کے بھید اور اُس کی

Marfat.com

دلیلیں واضح تر ہو جاتی ہیں۔ جب نفس اپنی حرکتوں سے عاجز آجاتا ہے اور نفسانی خواہش اپنے وجود سے فانی ہو جاتی ہے تو جھوٹی ارادت محبّت سے حق کا اظہار کرنے لگتی ہے اس وقت مریدی کی ساری مراد بر آتی ہے۔

مشاہدۂ حق:

مشاہدۂ حق مردانِ اللہ کا میدانِ کارزار ہے۔ (حضرت ابو العباس قصابؒ)

بھوک و سیری:

پس وہ سیری جس میں مشاہدۂ حق حاصل ہو۔ اُس بھوک سے بہتر ہے جس میں مخلوق کا مشاہدہ میّسر آئے۔

ہر شے مظہرِ وحدت:

میں نے کوئی شے نہیں دیکھی لیکن اس میں یقین کی صحت سے محض اللہ کو دیکھا۔ (محمدؒ بن واسعؒ)

غلبہ محبت:

میں نے محبت الٰہی سے غلبے اور مشاہدے کے جوش میں اللہ کے سوا کوئی شے نہیں دیکھی۔ (حضرت شبلیؒ)

اخلاص مجاہدہ:

جو مجاہدے میں زیادہ پُر خلوص ہو وہ مشاہدے میں زیادہ سچا ہوتا ہے۔

خاموشی فضیلت:

کیونکہ مشاہدۂ دل کے حاضر ہونے میں زبان کا قاصر ہو جاتا ہے۔ اسی سبب سے خاموشی کا درجہ گویائی سے زیادہ اونچا ہے۔

ادب:

لوگوں میں مروّت کی حفاظت، دین میں سنت کی حفاظت، اور دُنیا حرمت کی حفاظت کو ادب کہتے ہیں۔

Marfat.com

مؤدب:

ادب طالبانِ الٰہی کی عادت ہوتا ہے۔

ولایت و سنت نبویؐ:

ادب کا ترک کرنے والا کسی صورت ولی نہیں ہو سکتا، کیونکہ ولایت میں سنتِ نبویؐ پر عمل بہت ضروری ہوتا ہے۔

ادب، محبت کا بنیادی عنصر:

محبت آداب کے ہونے کی صورت میں ہے اور اچھا ادب دوستوں کی خوبی ہے۔

حقِ مصاحبت:

جس بھائی اور دوست سے تو اپنے دین کے متعلق کچھ استفادہ نہ کر سکے اُس کی مصاحبت چھوڑ دے تاکہ تو صحیح سلامت رہے۔ (حضرت مالک بن دینارؒ)

ہم نشینی کا حق:

بُرا دوست ہے وہ شخص جسے تجھ کو یہ بات کہنے کی ضرورت ہو کہ مجھے اپنی دُعا میں یاد کرنا، کیونکہ ایک گھڑی کی ہم نشینی کا حق دائماً دوست کے حق میں دُعائے خیر کرنا ہے۔ (حضرت یحییٰ بن معاذؒ)

صاحبانِ ادب:

لوگ آداب میں تین قسم کے ہیں۔ اوّل اہل دُنیا ہیں کہ اُن کے نزدیک ادب فصاحت بلاغت، علوم کی تدوین، بادشاہوں کے قصوں اور اشعار عرب کا حفظ کرنا ہے۔ دوم اہل دین ہیں کہ اُن کے نزدیک نفس کو ریاضت کا خوگر بنانا، اعضا کی تادیب، حدودِ حق کا تحفظ اور خواہشاتِ نفسانی کو چھوڑ دینا۔ سوم اہل خصوصیت ہیں کہ ان کے نزدیک ادب دل کو پاک رکھنا، باطن کے رازوں کی رعایت، وعدہ پورا کرنا، وقت کی حفاظت اور پریشان دلوں کی طرف کمتر دیکھنا ہے، پھر طلب و قرب کے مقامات اور حضور کے اوقات میں سب سے اچھا ادب کرنا ہے۔ (شیخ ابو نصر سراجؒ)

Marfat.com

مخلوق سے سوال کی صورتیں:

مشائخ نے تین صورتوں میں لوگوں سے سوال کرنا روا رکھا ہے۔ اوّل دِل کی فراغت کے لیے ناگزیر ہے۔ دوم ریاضتِ نفس کے لیے سوال کرنا روا رکھا ہے۔ سوم اللہ تعالیٰ کے احترام و جلال کے لیے مخلوق سے سوال کو روا رکھا ہے۔

تنہائی و مصاحبت:

وحشتیں تنہائی میں ہوتی ہیں اور سب راحتیں مصاحبت ہیں۔

راضی برضا:

اولیا کرام کی ایک جماعت کہتی ہے کہ نکاح و تجرد کے باب میں ہمارے ذاتی اختیار کو کوئی دخل نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تقدیرِ الٰہی کے مطابق غیب کے پردے سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اگر تجرد ہماری قسمت میں ہو تو ہم پاکدامن رہنے کی سعی کریں گے اور اگر نکاح ہمارے نصیب میں ہو تو ہم سنت پر عمل اور دِل کو فارغ رکھنے کے لیے ساعی ہوں گے۔

Marfat.com

طریقت کی اصطلاحات

وقت:

وہ حالت ہے کہ بندہ اس کے باعث ماضی و مستقبل سے فارغ ہو جائے اور اللہ کی جانب سے اُس کے دِل میں دیدارِ ربانی یا الہام کا سا کوئی فیض ہو، جو اس کے باطن کو سراپا اس میں یوں جمع کر دے کہ اُس حال کے کشف میں نہ اُسے گزرا ہوا وقت یاد ہو نہ آنے والا۔ پس تمام لوگوں کو اس حال پر قابو نہیں ہوا اور وہ آگاہ نہیں ہوتے کہ ہمارا مقدر کسی امر پر ٹھہرا اور انجام کس امر پر ہوگا۔ بجز اُن لوگوں کے جنہیں یہ وقت یعنی مشاہدے کا حال میسر ہے۔

"حال":

وہ عطائے خداوندی ہے جو مشاہدۂ الٰہی کے وقت دِل پر طاری ہو کر اُسے اس طرح سجا دیتا ہے جس طرح روح جسم کو سجا دیتی ہے۔ اس لیے وقت حال کا حاجت مند ہوتا ہے۔

"مقام":

سے مراد یہ ہے کہ اللہ کا طالب حقوق مطلوب ادا کرنے کے لے شدید جدوجہد اور نیت کی صحت کے ساتھ قیام کرے۔ مرید الٰہی میں سے ہر ایک کے لیے ایک مقام ہوتا ہے۔

اللہ کا طالب ہر مقام سے بہرہ یاب ہوا ہے اور ہر مقام سے گزرتا ہے مگر اس کا قرار صرف ایک مقام پر ہوتا ہے۔

حضرت آدمؑ کا "مقام" توبہ تھا۔ حضرت نوحؑ کا زہد، حضرت ابراہیمؑ کا تسلیم، حضرت موسیٰؑ کا انابت، حضرت داؤدؑ کا غم، حضرت عیسیٰؑ کا اُمید، حضرت یحییٰؑ کا خوف اور ہمارے پیغمبر محمدؐ کا ذکر۔

ہر "مقام" میں صبر سے واسطہ پڑتا ہے مگر آخر وہ اپنے حقیقی مقام ہی کی جانب رجوع کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی راہ تین قسم کی ہیں: اوّل مقام، دوم حال، سوم تمکین۔

"تمکین":

سے مقصود محلِ کمال اور درجہ اعلیٰ میں محققین کا اقامت کرنا ہے۔

Marfat.com

اللہ کے دوست راہِ حق میں حق سے غائب اور منزلوں میں حق سے بیگانہ ہوتے ہیں۔اُن کا راز حضور الٰہی میں ہوتا ہے۔

"محاضرہ":

اللہ کی آیات کے شواہد میں ہوتا ہے اور "مکاشفہ" مشاہدات الٰہی کے شواہد میں محاضرے کی علامت اللہ کی نشانی کی دید میں ہمیشہ کا تفکر ہے اور مکاشفہ عظمتِ الٰہی کی حقیقت میں دوامی حیرت۔

"قبض":

کا مطلب حجاب کی حالت میں دِل کا قبض کر لینا اور "بسط" کا مطلب کشف کی حالت میں دل کا کھولنا ہے۔ واضح ہو کہ قبض اور بسط ان حالتوں میں سے دو ہیں، جن میں انسان کی جدوجہد کو ذرا دخل نہیں کیونکہ نہ تو اس حالت کا آنا کسی کسب وسعی کی بنا پر ہوتا ہے، نہ اس کا جانا کسی کسب وسعی کی بنا پر۔

"ہیبت":

"ہیبت" اور "انس" طریق الٰہی پر چلنے والوں کی حالتوں میں سے دو حالتیں ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالٰی بندے کے دل پر شہود جلالی سے تجلی ڈالتا ہے تو اُسے ہیبت اور جب شہودِ جمالی سے تجلی ڈالتا ہے تو اُسے محبت نصیب ہوتی ہے۔

ہیبت خدا شناسوں کا درجہ ہے اور اُنس مریدان الٰہی کا۔ ہیبت فراق و عذاب کا قرینہ ہے اُنس وصل و رحمت کا نتیجہ۔

اللہ تبارک وتعالٰی جلال کی تجلی سے دوستوں کے نفس کو فانی اور جمال کی تجلی سے اُن کے باطن کو باقی کر دیتا ہے۔

"قہر":

"قہر" اور "لطف" بھی صوفیہ کی دو اصطلاحیں ہیں۔ قہر سے اُن کا مقصود مرادوں کے فنا کرنے اور نفس کو اُس کی خواہشات سے باز رکھنے میں حق تعالٰی کی تائید ہے۔ لطف سے مقصود بقا باطن، دوام مشاہدہ اور استقامت کے درجے میں قرارِ حال کے ساتھ اللہ تبارک وتعالٰی کی تائید ہے۔

Marfat.com

میں (علی بن عثمان جلابیؒ) رضائے الٰہی کے سوا کچھ نہیں چاہتا تاکہ وہ مجھے ہر اُس مقام میں ہر بلا سے بچائے رکھے اور نفس کی شرارت سے نجات دلائے اگر وہ قہر میں رکھے تو میں لطف کی آرزو نہ کروں اور اگر لطف میں رکھے تو مجھے قہر کی خواہش نہ ہو کیونکہ ہمیں اُس کے اختیار میں ذرا دخل نہیں۔

"نفی" و "اثبات":

مشائخ طریقت کی دو اصطلاحات ہیں۔ نفی سے صفات بشریت کی نفی مراد لی گئی ہے اور اثبات سے غلبہ حقیقت کا اثبات کیونکہ محو کل کا نابود ہو جانا ہے اور کل کی نفی صفات کے سوا کسی شے پر عائد نہیں کی جاتی۔

اچھی خصلتوں کے اثبات سے بُرے اوصاف کی نفی کی جائے۔

بقائے حق کے اثبات سے صفات بشریت کی نفی ہوتی ہے۔

اس سے مقصود اللہ تبارک وتعالیٰ کا اختیار ثابت کر کے، بندے کے اختیار کی نفی کرنا ہے۔

محبت، محبّ کے اختیار کی نفی اور محبوب کے اختیار کا اثبات ہے۔

محبت میں سب سے نچلا درجہ اپنے اختیار کی نفی کرنا ہے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ کا اختیار ازلی ہے جس کی نفی محال ہے۔

"محادثے":

کی حقیقت یہ ہے کہ وہ باطن کا راز ہے جو زبان سے بیان نہیں ہو سکتا۔ "مسامرے" کی حقیقت یہ ہے کہ وہ رازِ باطن کو پوشیدہ کرنے کی جاودانی راحت ہے۔ اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ مسامرہ رات کا ایک وقت ہے جب بندے کو حق تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز کی سعادت میسر آتی ہے اور محادثہ دن کا ایک وقت ہے جس میں بندہ حق تعالیٰ کے ساتھ ظاہری و باطنی سوال وجواب میں مشغول ہوتا ہے۔

"علم الیقین"، "حق الیقین":

عالموں کا درجہ ہے کیونکہ وہ شرعی امور واحکام پر ثابت قدم ہوتے ہیں۔ "عین الیقین" عارفوں کا مقام ہے، کیونکہ وہ موت کے لیے پوری طرح تیار رہتے ہیں اور "حق الیقین" اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوستوں کی فنا کا مقام ہے کیونکہ وہ ساری موجودات سے منہ موڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس علم الیقین

Marfat.com

مجاہدے سے عین الیقین اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت اور حق الیقین خدائی مشاہدے سے ہوتا ہے۔ علم الیقین عام عین الیقین خاص اور حق الیقین خاص الخاص ہے۔ واللہ اعلم

عالم اپنی ذات کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور عارف اپنے پروردگار کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔

''شریعت وحقیقت'':

ایک سے ظاہری حال کی درستی مراد ہے اور دوسری سے باطنی حال کی اقامت۔

عالم حادث اور تغیر کا مقام ہے اور جو بھی شے تغیر قبول کرتی ہے وہ حادث ہوتی ہے۔

خالق قدیم اور عالم حادث ہے۔

سماع:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیض ہے جو دِلوں کو حق کی جانب اُبھارتا ہے۔ جس نے اسے حقیقی معنی سے سُنا اُس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب راستہ پالیا اور جس نے اُسے ہوائے نفس سے سُنا وہ بے دین ہو گیا۔ (حضرت ذوالنون مصریؒ)

سماع عاجز لوگوں کا زادِ راہ ہے، پس جو منزل پر پہنچ گیا وہ سماع سے بے نیاز ہو گیا۔ (حضرت علی بن عثمان جلابیؒ)

Marfat.com

حضرت خواجہ حسن سنجری علیہ الرحمۃ اللہ

(ماخوذ از فوائد الفواد)

اولیائے ظاہرین و مستور:

اولیا اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ اولیائے ظاہرین اور اولیائے مستورین۔ اولیائے ظاہرین کے سپرد ہدایتِ خلق کی خدمت ہوتی ہے۔ اولیا مستورین کے سپرد امور تکوین کا انصرام (پورا کرنا،، انتظام کرنا) ہے، یہ اغیار کی نگاہ سے مستور ہوتے ہیں۔

مقامات اولیا:

صوفیا کے ہاں ایک تو اولیائے ظاہر ہیں اور دوسرے اولیائے مستور۔ ان ہر دو اولیا کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے چند ایک قسمیں درجہ وار یہ ہیں: اقطاب، غوث، امامان، اوتاد اور ابدال۔ سات ابدال تو بڑے ہوتے ہیں باقی اُن کے علاوہ بہت سے ابدال ہیں۔ ہر زمانے میں تمام دُنیا میں سب سے بڑا قطب ہوتا ہے۔ بعض بزرگوں کے نزدیک قطب اور غوث ایک ہی چیز ہے۔ قطب کے دو وزیر امامان کہلاتے ہیں۔ اوتاد چار ہوتے ہیں جو دُنیا کے چاروں کونوں پر متعین ہوتے ہیں، اس کے بعد ابدال کا درجہ ہے۔

نفسِ ناطقہ:

بدن کی تدبیر کرنے والا نفس ہے۔ نفسِ حیوانی ترقی کر کے نفسِ انسانی بن جاتا ہے اسے نفس ناطقہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

طاعت لازمی و متعدی:

ایک طاعتِ لازمی ہے اور ایک طاعت متعدی۔ لازمی طاعت وہ ہے جس کا فائدہ صرف طاعت کرنے والے ہی کے نفس تک رہے اور یہ طاعت ہے نماز، حج، اورادِ وظائف، تسبیحات اور انہیں کی مانند دوسری چیزیں۔ متعدی طاعت وہ ہے کہ اس سے دوسروں کو منفعت اور راحت پہنچے۔ اتفاقاً، خواہ ازراہِ شفقت پھر جسے یہ راحت پہنچے وہ دوسرے پر لطف و کرم کرے، اُسے متعدی کہتے ہیں۔ لازمی طاعت میں اخلاص چاہیے تاکہ وہ قبول ہو۔ البتہ متعدی طاعت جس صورت میں بھی کی جائے اس کا ثواب ملے گا اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

صوفیا اور ہمت:

صوفیہ کے ہاں ہمت سے مراد اپنی پوری قوتوں کے ساتھ کسی چیز کے حصول کے لیے متوجہ ہونا۔ دِل میں کسی امر کے متعلق جو پہلا خیال یا خاطر گزرتا ہے اُسے خاطر اوّل کہتے ہیں۔ جب وہ خیال قوی ہو کر نفس میں محقق ہو جاتا تو وہ ارادہ ہے اور جب اس مزید پختگی آجاتی ہے تو اسے ہمت کہتے ہیں۔ ہمت کے لیے یقین ضروری ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ نظام الدین اولیأ

(ماخوذ از فوائد الفواد)

"حالتِ سکر":

حیرت و وحشت اور بیخودی و مدہوشی کا عالم۔ یہ وہ کیفیت ہوتی ہے جب جمال معشوق کے مشاہدے سے عقل معطل ہو جاتی ہے۔

"حالتِ صحو":

عارف کا غیب سے احساس کی جانب واپس آنا صحو ہے۔

تزکیہ نفس:

تزکیہ نفس کے لیے چار چیزوں سے کمال پیدا ہوتا ہے۔ کم کھانا، کم بولنا، کم سونا اور لوگوں سے کم ملنا۔

کمالِ محبت:

اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں آقائی اور غلامی حائل نہیں ہوتی۔ جو بھی عالم محبت میں کمال کو پہنچا اُس کا کام بن گیا۔

کریم کا کرم:

عامیوں کے ہر مجمع میں کوئی نہ کوئی خاص موجود ہوتا ہے۔

Marfat.com

کرامت:

ہر وہ کام جو عقل کا (بعقل باز خواند) ہمنوا ہو اور ہے اور ہر وہ امر جس میں عقل کی گنجائش اور سمائی نہ ہو اُسے کرامت کہا جائے گا۔

ترکِ دُنیا:

ترکِ دُنیا یہ نہیں کہ کوئی شخص کپڑے اُتار کر برہنہ ہو جائے مثلاً لنگوٹ باندھ کر بیٹھ جائے۔ ترکِ دُنیا یہ ہے کہ وہ لباس بھی پہنے، کھانا بھی کھائے۔ البتہ جو کچھ اُس کے پاس آئے اُسے خرچ کرتا ہے، جمع نہ کرے، اُس کی طرف راغب نہ ہو اور دِل کو کسی چیز سے وابستہ نہ کرے۔

بامعنی نماز:

حضورِ قلب کی ابتدا یہ ہے کہ نمازی جو کچھ پڑھے اُس کے معنی دِل میں اُترتے جائیں۔

اخلاقی فارمولا:

کون ہے جس نے گھٹیا شے سے پنڈ نہ چھڑایا ہو۔ پھر کسی اعلیٰ شے نے اُس کی جانب قدم کو نہ بڑھایا ہو۔

شیخ کامل:

شیخ کے لیے ''وَلایت'' اور ''وِلایت'' دونوں چاہئیں۔ وِلایت یہ ہے کہ جب وہ ثابت ہو اور طاعت کرے تو اُسے طاعتوں سے حتماً لذّت ملے۔ اس حالت میں ممکن ہے کہ شیخ مریدوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ تک پہنچائے اور انہیں آدابِ طریقت کی تعلیم دے۔ جو معاملہ شیخ اور خلق کے درمیان ہوتا ہے اُسے وَلایت کہتے ہیں۔ البتہ جو معاملہ اُس کے اور حق کے درمیان ہوتا ہے وہ **وِلایت** ہے اور یہ خاص محبت ہے۔

Marfat.com

جب شیخ اِس دُنیا سے رحلت کرتا ہے تو وہ اپنی **ولایت** اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ لیکن جہاں تک اُس کی **وَلایت** کا تعلق ہے وہ جسے چاہے اُسے دے دے اور اگر وہ نہ بھی دے تو رواُ ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ خدائے عز و جل خود **وَلایت** دوسرے کو دے دیتا ہے البتہ وہ خود **وِلایت** جو اُس کے پاس ہوتی ہے اُسے وہ وفات پر اپنے ساتھ ہی لے جاتا ہے۔

سالک، واقف، راجع:

ایک ہوتا ہے ''سالک''، ایک ''واقف''، ایک ''راجع''۔ سالک وہ ہے جو راہ پر چلتا جائے۔ واقف وہ ہے جو کہیں ٹھہر جائے۔ راجع وہ ہے جس کا انحطاط شروع ہو جائے اور وہ جس منزل سے چلا تھا اُس کی جانب واپس ہونے لگے۔ راہِ سلوک کی لغزشیں سات قسم کی ہیں: (۱) اعراض، (۲) حجاب، (۳) تفاصل، (۴) سلبِ مزید، (۵) سلبِ قدیم، (۶) تسلی، (۷) عداوت۔

خطرہ، عزیمت، فعل:

اول ''خطرہ'' ہے یعنی پہلے کوئی خیال آدمی کے دِل سے گزرتا ہے۔ پھر ''عزیمت'' ہے یعنی وہ خیال دِل کو بھا جاتا ہے بعد ازاں ''فعل'' آتا ہے یعنی وہ عزیمت کو فعل سے ہمکنار کر دیتا ہے۔ عوام سے جب تک کوئی فعل سرزد نہ ہو اُن کی گرفت نہیں ہوتی لیکن خواص تو خطرے پر بھی پکڑ لیے جاتے ہیں۔ لوگوں کو چاہیے کہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہیں کیونکہ خطرہ، عزیمت اور فعل سب کے سب اللہ تبارک و تعالیٰ کے پیدا کیے ہوتے ہیں اور ہر حال اللہ کی پناہ ڈھونڈنی چاہیے۔

توبہ کی علامت:

جب تک تائب اپنی توبہ میں استقامت بحال رکھتا ہے اُس وقت تک نہ تو اُسے کوئی شخص معصیت سے منسوب کر کے یاد کرتا ہے اور نہ فسق کے سلسلے میں اُس کا نام زبانوں پر آتا ہے۔

Marfat.com

نیک عورتیں نادر ہیں:

درویش یوں دُعا کرتے ہیں: بحُرمتِ نیک زنان و نیک مردان۔ اس میں وہ پہلے نیک زنان کا ذکر کرتے ہیں اس لیے کہ نیک عورتیں (نیک زنان) نادر یعنی کم ہوتی ہیں

اخلاصِ نیت:

دراصل صالح نیت درکار ہے۔ اس لیے کہ لوگوں کی نظر تو عمل پر ہوتی ہے البتہ اللہ تبارک و تعالی کی نظر نیت پر ہوتی ہے اگر نیت اللہ تبارک و تعالی کے لیے ہے تو تھوڑا سا عمل بھی پسندیدہ ہوتا ہے۔

پیر کی حیثیت:

پیر مرید کے حق میں مشاطہ (وہ عورت جو دُلہن کی زینت و آرائش کرتی ہے) کا حکم رکھتا ہے۔

صاحبِ صحو و سکر:

اولیا کا کسی چیز کو ظاہر کرنا اُن کی مستی کے باعث ہوتا ہے اس لیے کہ وہ اصحاب سکر ہیں۔ اس کے برخلاف انبیا کرام ہیں جو اصحاب صحو ہیں۔

تلاوت کی سعادتیں:

قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور اُسے سننے میں جو سعادت حاصل ہوتی ہے اُس کی تین قسمیں ہیں۔ "انوار" احوال اور آثار۔ اور سعادت کی یہ تین قسمیں تین عالموں سے نازل ہوتی ہیں۔ یہ تین عالم ہیں، ملک، ملکوت اور ان دونوں کے درمیان جبروت ہے۔ ان عالموں سے جو تین سعادتیں نازل ہوتی ہیں اُن کے اُترنے کے بھی تین مقام ہیں۔ ارواح، قلوب اور جوارح (انسان کے اعضا)۔ اول انوار جو عالمِ ملکوت سے ارواح پر نازل ہوتے ہیں۔ احوالِ عالم جبروت سے قلوب پر نازل ہوتے ہیں پھر آثارِ عالم ملک سے جوارح پر

Marfat.com

نازل ہوتے ہیں۔ یعنی اول تلاوت قرآن مجید کی سماعت کی حالت میں عالم ملکوت سے ارواح پر انوار نازل ہوتے ہیں۔ پھر دل میں جو کچھ ظاہر ہوتا ہے اُسے احوال کہا جاتا ہے۔ یہ احوالِ عالم جبروت سے قلوب پر نازل ہوتے ہیں۔ بعد ازاں جو کچھ گریہ وبکاہ اور حرکت و جنبش کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اُسے آثار کہتے ہیں۔ یہ آثار عالم ملک سے جوارح پر نازل ہوتے ہیں۔

کھانے کی تواضع:

درہم کا کھانا پکا کر دوستوں کے سامنے پیش کرنا بیس درہم بطور صدقہ دینے سے بہتر ہے۔

صدق وصفا:

یہ راز تمام سعادتوں کا راز ہے۔ اس غرض کے لیے شیخ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ راز یہ ہے کہ خواہ طاعت وعبادت تھوڑی ہو صدق وصفا زیادہ ہونا ضروری ہے۔

مجاہدہ:

نفس کو اُس کی خواہشات سے مجرد کرنے اور بُری عادات کو اچھی عادات میں تبدیل کرنے کے لیے جو عملی کوششیں کی جاتی ہیں، اُسے مجاہدہ کہتے ہیں۔

دو عدموں کے درمیان وجود:

ہر وجود دو عدموں کے درمیان ہے۔ وہ وجود جو دو عدموں کے درمیان ہوگا، اُسے عدم ہی سمجھنا چاہیے۔ چنانچہ عورتیں اگر ایام حیض میں ایک روز خون دیکھیں۔ دوسرے روز انہیں خون نہ آئے اور وہ طُہر کا دن ہو۔ پھر تیسرے دن وہ خُون دیکھیں تو اُس بیچ کے طُہر کے دن کا حکم بھی خُون کے دن کا ہوگا۔ الغرض اس عمر پر جس کا وجود عدم کے حکم میں آتا ہے۔ کیا اعتماد کیا جاسکتا ہے اور اُس کو بے کاری و غفلت میں کیسے گزارہ جاسکتا ہے۔

Marfat.com

علم و عمل:

ایک شخص جب علم حاصل کرتا ہے تو اُسے عزت اور شرف حاصل ہو جاتا ہے اور جب وہ طاعت و عبادت کرتا ہے تو اُس کا عمل بہتر ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر اُسے پیر (مرشد) کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ ہر دو یعنی علم اور عمل کو توڑ دے اور انہیں اُس کی نظروں سے گرا دے۔ وہ شخص علم اور عمل کے غرور میں مبتلا ہو جائے اور اس طرح نقصان اُٹھائے۔

مرتے وقت توبہ:

کافر مرتے وقت جب عذاب کا جلوہ دیکھتے ہیں تو اُس گھڑی ایمان لے آتے ہیں۔ یہ ایمان کسی شمار میں نہیں آتا کیونکہ یہ ایمان بالغیب نہیں۔ البتہ اگر مومن مرتے وقت توبہ کرتا ہے تو وہ توبہ قبول ہو جاتی ہے۔

سلامتی ایمان کی علامت:

مرنے والے کی سلامتیٔ ایمان کی علامت یہ ہے کہ موت کے وقت اُس کا چہرہ زرد ہو اور اُس کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ رہا ہو۔

سونے چاندی کی راحت:

سونے چاندی سے راحت اس کے خرچ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

دُعا اور مصیبت:

مصیبت کے نازل ہونے سے قبل دُعا کرنی چاہیے۔ مصیبت جب اُوپر سے نازل ہوتی ہے اور دُعا نیچے سے اوپر جاتی ہے۔ تو ہر دو کا فضا میں آمنا سامنا ہو جاتا ہے۔ اگر دُعا میں قوت ہو تو وہ مصیبت کو واپس لوٹا دیتی ہے اور اگر قوت نہ ہو تو مصیبت نیچے اُتر آتی ہے۔

بعد از مصیبت دُعا:

نزولِ مصیبت کے بعد بھی دُعا کرنی چاہیے۔ اس سے خواہ مصیبت دُور نہ ہو لیکن اُس کی سختی کم ہو جاتی ہے۔

صبر و رضا:

صبر یہ ہے کہ جب بندہ کسی ناگوار صورتِ حال سے دوچار ہو تو صبر کرے اور شکایت نہ کرے۔ رضا یہ ہے کہ جب بندہ کسی ناگوار صورتِ حال سے دوچار ہو تو اُسے بالکل ناگواری کا احسان نہ ہوگا۔ گویا وہ بلا اُس تک پہنچی ہی نہیں۔

توکل:

توکل کے تین درجے ہیں۔ اس کا پہلا درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی اور کو اپنے مقدمے میں وکیل مقرر کرتا ہے اور وہ وکیل عالم بھی ہو اور موکل کا دوست بھی۔ پس یہ موکل یعنی وکیل مقرر کرنے والا بالکل مطمئن و مامون ہوگا اور کہے گا کہ میرا ایک وکیل ہے جو مقدمے کے بارے میں دانا اور سمجھدار بھی ہے اور میرا دوست بھی ہے۔ چنانچہ موکل گاہے بگاہے وکیل سے کہے گا کہ اس دعوے کا یوں جواب دو، اس کو اس طرح انجام تک پہنچاؤ۔ غرض توکل کا پہلا درجہ یہ ہے کہ توکل بھی ہو اور سوال بھی۔ توکل کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ ایک شیر خوار بچہ ہے ماں اُسے دودھ پلاتی ہے۔ یہ توکل ہوگا اس میں سوال نہیں ہوگا۔ یہ بچہ ماں سے یہ نہیں

Marfat.com

کہے گا کہ مجھے فلاں وقت دُودھ پلانا۔ ہاں وہ دُودھ کے لیے روئے گا ضرور لیکن ماں سے تقاضا نہیں کرے گا اور یہ نہ کہے گا کہ مجھے دُودھ پلاؤ۔ اُسے اپنی ماں کی شفقت و محبت پر پورا بھروسہ ہے۔ توکل کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ جیسے ایک مردہ ہو۔ غسل دینے والے یعنی غسال کے روبرو یہ مردہ نہیں ہِل جُل سکتا ہے نہ کوئی تصرف کر سکتا ہے اور نہ کوئی سوال۔ اُسے غسال جس طرف چاہے لٹادے اور نہلائے۔ توکل کا یہ تیسرا درجہ ہے۔ یہ سب سے اعلیٰ ہے اور سب سے بلند مقام رکھتا ہے۔

دُعا کے تقاضے:

بندے کو چاہیے کہ جب دُعا کرے تو کسی معصیت و نافرمانی کا جو اُس سے سرزد ہوئی ہو اور اُسی طرح کسی طاعت و عبادت کا بھی دِل میں خیال نہ لائے۔ کیونکہ اگر وہ طاعت و عبادت کا خیال دل میں لائے گا تو اُس میں غرور اور خود پسندی کا شائبہ ہوگا اور مغرور کی دُعا قبول نہیں ہوتی اگر وہ اپنی معصیت و نافرانی کا خیال دِل میں لائے گا تو اُس سے دُعا کے قبول ہونے کا یقین کم ہو جائے گا۔ پس دُعا کے وقت نظر خاص رحمت حق پر مرکوز ہونی چاہیے اور یہ یقین ہونا چاہیے کہ انشاءاللہ تعالیٰ یہ دُعا قبول ہو گی۔ نیز آپؒ نے فرمایا کہ دُعا کے وقت دونوں ہاتھ کھلے اور سینے کے برابر رکھنے چاہئیں۔ دُعا سے دل کی تسکین ہوتی ہے۔

پردہ پوشی:

درویش کی صفات میں سے ایک صفت پردہ پوشی ہے۔

معجزہ، کرامت، معونت واستدراج:

چار درجے ہیں: معجزہ، کرامت، معونت اور استدراج۔ معجزہ انبیا کرام سے صادر ہوتا ہے کیونکہ اُن کا علم اور عمل کامل ہوتا ہے وہ اصحاب وحی ہیں اور اس ضمن میں جو کچھ اُن سے ظاہر ہوتا ہے اُسے معجزہ کہا جائے گا۔ کرامت وہ ہے جو اولیاؒ سے صادر ہو، انہیں بھی کامل علم و عمل حاصل ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ اولیا

Marfat.com

مغلوب ہوتے ہیں جو کچھ اُن سے صادر ہو وہ کرامت ہو گی۔ معونیت وہ ہے جو مجنونوں پر صادر ہوتی ہے۔ حالانکہ نہ اُنہیں اس کا علم ہوتا ہے اور نہ اُن کا کوئی عمل کامل ہوتا ہے اُن سے کبھی کبھی کوئی چیز خارق عادت سرزد ہوتی دکھائی دیتی ہے، اُسے معونت کہتے ہیں۔ رہا استدراج تو وہ یہ ہے کہ کوئی گروہ ایسا بھی ہوتا ہے جس کو ایمان سرے سے میسر ہی نہیں ہوتا جیسے جادوگر اور اُن جیسے دوسرے لوگ۔ ان سے جب اس قبیل کی کوئی شے سرزد ہوتی ہے تو اُسے استدراج کہتے ہیں۔

اطوار العلم:

علم کے تین اطوار ہیں ایک طور حِس کا ہے، دوسرا طور عقل کا ہے اور تیسرا قدس ہے۔ حِس کا طور یہ ہے کہ مطعومات (کھانے کی چیزیں) مشمومات (سونگھی جانے والی چیزیں) اور اُس جیسی دوسری چیزیں حِس سے معلوم ہو جاتی ہیں۔ پھر عقل کا طور ہے۔ یہ دو طرح کے علم سے تعلق رکھتا ہے کسبی علم سے اور بدیہی (ظاہری) علم سے۔ اس طرح قدس کا طور دو علموں پر منقسم ہے۔ ایک علم کسبی اور دوسرا علم بدیہی۔ پس جو شخص عالم قدس میں پہنچ جائے وہ عقل کے کسبی علوم کو بدیہی طور پر جان لیتا ہے۔ جب عالم قدس کے بدیہی علوم یہ ہیں تو کسبی علوم کیسے ہوں گے یہ تو انبیا کرام و اولیا کرام ہی جان سکتے ہیں۔ وہ شخص جس پر عالم قدس کا دروازہ کھل جاتا ہے اُس کی شان کا کیا کہنا۔ باقی وہ شخص جو عالم عقل میں ہو اور کوئی چیز بدیہی اور کسبی علم سے اُس کے لیے حل ہو جائے اور اُس سے اُسے خوشی و فرحت ہو تو ایسے شخص کو عالم قدس کی طرف راہ نہیں ملتی۔

اطاعت گزاری:

گنہگار گناہ کرتے وقت تین اعتبار سے اطاعت گزار ہی رہتا ہے۔ اوّل یہ کہ وہ گناہ کرتے وقت جانتا ہے کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں صحیح نہیں۔ دوسرے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے گناہ کرتے

Marfat.com

دیکھ رہا ہے اور اُس کا اُسے علم ہے۔ تیسرے اُسے اللہ تبارک و تعالیٰ سے مغفرت کی اُمید ہوتی ہے۔ یہ تینوں عقائد اطاعت گزاروں ہی کا شیوہ ہیں۔

انکساری:

جس کو بھی دیکھو اُسے اپنے سے بہتر تصور کرو۔ اگرچہ تم خود اطاعت و عبادت کرنے والے ہو اور دوسرا عاصی و گنہگار ہو۔ اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ تمہاری یہ اطاعت آخری اطاعت ہو اور اُس کے بعد تم سے گناہ سرزد ہو جائے اور دوسرے کی معصیت آخری معصیت ہو۔

تلاوت قرآنی کے مراتب:

قرآن مجید کی تلاوت کے مراتب کی آٹھ قسمیں ہیں جن میں سے پانچ یہاں مذکور ہیں: پہلی قسم یہ ہے کہ قرآن پڑھتے وقت یہ چاہیے کہ پڑھنے والے کے دِل کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو، اگر یہ میّسر نہ ہو تو چاہیے کہ جو کچھ پڑھے اُس کے معانی اُس کے دِل کے اندر اُتریں۔ اگر یہ بھی میّسر نہ ہو تو چاہیے کہ قرآن مجید پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا تصور دِل کے اندر اُترے۔ مرتبہ چہارم کہ تلاوت کرتے وقت تلاوت کرنے والے پر یہ احساس حیا غالب ہونا چاہیے کہ قرآن مجید کی اس دولت کے میں کہاں لائق ہوں اور اس سعادت کا میں کہاں اہل ہوں۔ اگر ایسا بھی نہ ہو تو تلاوت کرنے والے کو یہ جاننا چاہیے کہ قرآن کی تلاوت کا اجر دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور وہ مجھے اس تلاوت کا اجر عطا فرمائے گا۔

حقیقی دانائی:

صحیح معنی میں دانا وہ ہے جو دُنیا سے پرہیز کرتا ہے۔ دُنیا نام اُس سونے چاندی اور سامان وغیرہ کا نہیں ہے بلکہ اُن سے تعلق و محبت رکھنا ہے۔

Marfat.com

خنّاس:

خنّاس وہ دیو ہے جو مستقل طور پر ابنِ آدم کے دِل پر مسلط رہتا ہے۔

قرآن حکیم کے دس موضوعات:

قرآن مجید میں جو کچھ ہے وہ دس چیزیں ہیں، اُن میں سے آٹھ سورۃ الفاتحہ میں موجود ہیں: (۱) ذات، (۲) صفات، (۳) افعال، (۴) ذکر معاد، (۵) تزکیہ، (۶) تخلیہ، (۷) ذکرِ اولیا، (۸) ذکر اعداء، (۹) محاربہ کفار اور (۱۰) احکام شرع۔ سورۃ الفاتحہ کی آٹھ چیزیں یہ ہیں: الحمد اللہ، ذات۔ رب العالمین، افعال۔ الرحمن الرحیم، صفات۔ مالک یوم الدین، ذکر معاد۔ ایاک نعبد، تزکیہ۔ و ایاک نستعین، تخلیہ۔ اھدناالصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم، ذکر اولیا۔ غیر المغضوب علیھم و الاالضالین، ذکر اعدا ہیں۔

صبر:

حق کے داعیہ کا ہوا و ہوس کے محرکات پر غالب اور حاوی ہونے کا نام صبر ہے۔

محبت کی کسوٹی:

پورا مومن وہ ہوتا ہے جس کے ہاں حق کی محبت، اولاد کی محبت پر غالب ہو۔

نزولِ رحمت کی ساعتیں:

مشائخ نے کہا ہے کہ تین اوقات میں رحمت نازل ہوتی ہے۔ اول: حالت سماع میں، دوم: کھانا کھاتے وقت بشرطیکہ کھانا اس غرض سے کھایا جائے کہ طاقت برائے طاعت نصیب ہو۔ سوم: جب درویشوں کے احوال و کوائف اور اُن کی مشکلات اور صلح صفائی کا ذکر ہو رہا ہو۔

Marfat.com

اعمال کا نتیجہ عالمگیر و ہمہ گیر ہے:

ایک شخص نے راستے میں کانٹا رکھا اور تم نے بھی کانٹا رکھ دیا۔ اس طرح تو راستے میں کانٹے ہی کانٹے ہو جائیں گے۔

اخوّت:

اخوّت دو نوع کی ہوتی ہے: ایک نسبی اخوّت، دوسری دینی اخوّت، اخوّت کی ان دو انواع میں اخوّت دینی قوی تر ہوتی ہے۔

نماز کی قسمیں:

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو نمازیں پڑھتے تھے اُن کی تین قسمیں ہیں: ایک وہ قسم جس کا تعلق اوقات سے ہے۔ ایک وہ قسم ہے جو کسی سبب سے آپؐ نے پڑھیں اور تیسری قسم وہ ہے جن کا تعلق نہ وقت سے ہے اور نہ کسی سبب سے۔

اسمِ اعظم:

معدے کو لقمۂ حرام سے پاک رکھو اور دِل کو محبت دُنیا سے خالی کر لو اس کے بعد اللہ تبارک کو جس اسم سے بھی یاد کرو گے وہی اسم اعظم ہے۔ (حضرت ابراہیم بن ادھمؒ)

رزق کی اقسام:

مشائخ نے رزق کی چار اقسام بتائی ہیں: رزقِ مضمون، رزقِ مقسوم، رزقِ مملوک اور رزقِ موعود۔ رزقِ مضمون وہ ہے کہ آدمی کو کھانے پینے کے لیے اتنا کچھ مل جائے کہ اُس کے لیے کافی ہو یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کا ضامن ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: ومامن دابۃ فی

Marfat.com

الارض الا علی اللہ رزقھا (اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر مگر اللہ کے ذمہ ہے اُس کی روزی)۔ رزقِ مقسوم وہ ہے کہ ازل میں مقرر ہو گیا تھا اور لوحِ محفوظ میں اُسے لکھ دیا گیا۔ رزقِ مملوک وہ رزق ہے جو درہم، لباس اور دوسرے سامان کی شکل میں جمع ہو اور رزقِ موعود وہ ہے جس کا حق تعالیٰ نے صالحین اور عبادت گزاروں سے وعدہ کیا ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب۔ (اور جو کوئی اللہ کے تقویٰ میں رہا اللہ اُس کے لیے کشائش پیدا کر دیتا ہے اور اُسے ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں کا اُسے گمان بھی نہیں ہوتا) بعد ازاں آپؒ نے فرمایا کہ توکل رزقِ مضمون میں ہوتا ہے رزق کی دوسری قسموں میں نہیں۔ اس لیے کہ جو رزقِ مقسوم و مقرر ہے اُس میں توکل کا کیا کام اور جو رزقِ مملوک ہے اُس میں توکل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس طرح رزقِ موعود میں بھی توکل نہیں کیونکہ جس رزق کا وعدہ ہے وہ تو ملے گا ہی۔ الغرض توکل صرف رزقِ مضمون میں ہے یعنی آدمی یہ جانے کہ جس رزق کی قطعی طور پر مجھے ضرورت ہے وہ مل کر رہے گا یہ اُس کا توکل ہوگا۔

عورت پرست:

جس نے عورت کی آغوش پسند کر لی وہ کبھی فلاح نہیں پائے گا۔ (شیخ جلال الدین تبریزیؒ)

سخی و جواد:

سخی وہ ہے جو زکوٰۃ سے کچھ زیادہ دیتا ہے لیکن جواد وہ ہے جو کثرت سے دیتا اور بخشش کرتا ہے۔

انواعِ زکوٰۃ:

زکوٰۃ تین نوع کی ہوتی ہے۔ زکوٰۃ شریعت، زکوٰۃ طریقت اور زکوٰۃ حقیقت۔ زکوٰۃ شریعت وہ ہے جو دو سو درہموں کے پیچھے پانچ درہم دی جاتی ہے۔ زکوٰۃ طریقت یہ ہے کہ دو سو درہموں میں سے پانچ درہم

Marfat.com

رکھ لیے جائیں اور باقی دے دیے جائیں اور زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ سب کچھ دے دیا جائے اور کچھ بھی نہ رکھا جائے۔ (شیخ الاسلام فریدالدین گنج شکرؒ)

خالق و مخلوق کے معاملات:

خلق کے ساتھ تو حق تعالیٰ کے معاملے کی دو قسمیں ہیں اور خلق کے ایک دوسرے کے ساتھ معاملے کی تین قسمیں ہیں۔ حق تعالیٰ کا خلق کے ساتھ معاملہ یا تو عدل ہے یا فضل۔ لیکن خلق کا باہم ایک دوسرے کے ساتھ معاملہ یا عدل ہے یا فضل یا ظلم۔ اگر خلق ایک دوسرے کے ساتھ عدل یا فضل کا معاملہ کرتی ہے تو حق تعالیٰ ان پر فضل فرماتا ہے اگر خلق ایک دوسرے پر ظلم کرتی ہے تو حق تعالیٰ اُن کے ساتھ عدل فرماتا ہے۔ جس شخص کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ عدل فرمائے گا وہ عذاب میں ماخوذ ہوگا خواہ وہ وقت کا پیغمبر ہی ہو۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کل قیامت کے دن حق تعالیٰ مجھے اور میرے بھائی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوزخ میں ڈال دے تو یہ اُس کا عدل ہوگا۔ یعنی تمام جہان اُس کی مِلک ہے جو بھی اپنی ملک میں تصرف کرتا ہے وہ ظلم نہیں ہوتا، ظلم وہ ہوگا کہ دوسرے کی ملک میں تصرف کیا جائے۔

دُنیا کے بارے میں روّیہ:

جب دُنیا آئے تو دُکھ کم نہیں ہوگی اور جب وہ جا رہی ہو تو اُس پر نگاہ نہ رکھو کیونکہ وہ نہیں ٹھہرے گی۔

درویش و درویشی:

درویش وہ ہوتا ہے جو زمان و مکان کی حدود سے باہر نکل جائے نہ کسی نوع کی خوشی اُسے شادمان کرتی ہے، نہ کوئی غم اُسے غمگیں کرتا ہے۔

Marfat.com

سماع کی اقسام:

سماع کی دو قسمیں ہیں: اول ہاجم اور اُس کے بعد غیر ہاجم۔ سماع ہاجم اُسے کہتے ہیں کہ شروع میں سماع جوش دلاتا ہے۔ مثلاً جب بول اور شعر سُنا جاتا ہے تو وہ سُننے والے شخص کو حرکت و جنبش میں لاتا ہے اُس حالت کو ہاجم کہتے ہیں اور اس کی شرح و وضاحت نہیں ہو سکتی۔ غیر ہاجم وہ ہے کہ سُننے والا اُسے کسی مفہوم و مقصود پر محمول کرے حق تعالیٰ پر، اپنے پیر پر یا کسی ایسی چیز پر جو اُس کے دِل میں سما رہی ہوں۔

دُنیاوی معزز:

اگر کوئی شخص دُنیا کی دولت و ثروت کی بناپر باعزت ہوتا ہے تو اُس عزت کو بقا حاصل نہیں ہو گی۔

سلوک کے درجات اور کرامت:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے اولیا کرام پر کرامت کا چھپانا اس طرح فرض کر دیا ہے جس طرح اپنے انبیا علیہم السلام پر معجزے کا ظاہر کرنا فرض کیا ہے۔ سلوک کے سو درجے ہیں اُن میں سترہواں درجہ کشف و کرامت ہے۔ اگر سالک اسی درجے میں رہ جائے تو وہ باقی کے تراسی درجوں تک کیسے پہنچے گا۔

قلب و نفس:

ایک قلب ہوتا ہے اور ایک نفس۔ جب بھی کبھی کوئی آدمی ازرہِ نفس پیش آئے تو اُس سے ازرہِ قلب پیش آنا چاہیے۔ یعنی نفس میں لڑائی جھگڑا، شور و غوغا اور فتنہ و فساد ہوتا ہے اور قلب میں سکون، رضا، خوشنودی اور نرمی و لطافت۔ جب کوئی شخص ازرہ نفس پیش آئے مگر (جواباً) اس کے ساتھ ازرہ قلب پیش آئے تو نفس مغلوب ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی شخص دوسرے کے نفس کا مقابلہ نفس ہی سے کرتا ہے تو پھر لڑائی جھگڑے اور فتنے کی کوئی حد نہیں رہتی۔

Marfat.com

فارمولا:

کسی کام کو بھی بالالتزام کرتے رہنااور اس میں استقامت دکھاناضرور بار آور ہوتا ہے۔

عشق و عقل:

عشق اور عقل کے درمیان تضاد ہے۔ علما اہلِ عقل ہیں اور درویش اہل عشق۔ علما کی عقل عشق پر غالب ہوتی ہے اور اس قوم یعنی درویشوں کا عشق عقل پر غالب ہوتا ہے۔ انبیا علیہم السلام میں عقل اور عشق دونوں ہوتے ہیں۔

آراستگی ظاہر باطن:

خلق کی چار قسمیں ہیں اُن میں سے بعض وہ ہیں جن کا ظاہر آراستہ اور باطن خراب ہوتا ہے۔ اُن میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کا باطن آراستہ اور ظاہر خراب ہوتا ہے۔ بعض کا ظاہر و باطن ہر دو خراب ہوتے ہیں اور بعض کا ظاہر و باطن ہر دو آراستہ۔ وہ گروہ جن کا ظاہر آراستہ ہوتا ہے اور باطن خراب، وہ اُن عبادت گزاروں کا گروہ ہے جو بہت طاعت و عبادت کرتے ہیں مگر اُن کے دِل دُنیا کے معاملات میں مشغول رہتے ہیں۔ وہ گروہ جن کا باطن آراستہ اور ظاہر خراب ہوتا ہے وہ مجنون نہیں کہ اُن کا باطن مشغولِ حق ہوتا ہے اور ظاہر میں بے سر و سامان ہوتے ہیں۔ وہ گروہ جن کا ظاہر و باطن ہر دو خراب ہوتے ہیں وہ عوام ہیں اور وہ گروہ جن کا ظاہر آراستہ ہوتا ہے اور اُسی طرح اُن کا باطن بھی، وہ مشائخ ہیں۔

انجام باطنی کا انحصار صدق و صفا پر:

راہِ حق میں ہر رنگ اور ہر لباس میں آنا چاہیے اور اُمید یہ رکھنی چاہیے کہ انجام باطنی صدق و صفا پر ہی ہو گا۔

Marfat.com

شہوات و غصہ:

جس طرح شہوانی جذبات کی تسکین اُس کے جائز محل کے بغیر حرام ہے اسی طرح غُصہ آنا بھی بغیر اس کے محل کے حرام ہے۔

مشائخ کی دست بوسی:

مشائخ و درویش جو اپنا ہاتھ چومنے کے لیے دیتے ہیں اُن کی نیت یہ ہوتی ہے کہ چومنے والوں کے ہاتھ میں ایک ایسے شخص کا ہاتھ آئے جس کی مغفرت ہو چکی ہے۔

اسراف کی کسوٹی:

جو چیز بھی بغیر اچھی نیت کے دی جائے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے نہ دی جائے وہ اسراف ہے۔ اگر حق تعالیٰ کی خوشنودی و رضا کے لیے ساری دُنیا بھی دے دی جائے تو وہ اسراف نہیں ہوگا۔

Marfat.com

حضرت سیّد وجیہہ السیما عرفانی علیہ الرحمۃ اللہ

(ماخوذ از شرح صدر)

اللہ الصَّمَدُ:

ہمارا معبود اور ساری کائنات و موجودات کا خالق و مالک، ہر اعتبار سے ایسا ہے کہ عقل اس کے ادراک سے عاجز ہے، علم اُسے جاننے سے کوتاہ دست ہے، شعور اُسے سمجھنے سے قاصر ہے، بصیرت اس کا اندازہ لگانے میں بے چارہ ہے، آگہی اس کا گرد و پیش معیّن کرنے میں بے بس ہے، نگاہ اسے دیکھنے میں تہی دامن ہے، عرفان اسے پہچاننے میں فرومایہ ہے، ادراک اس کا احاطہ کرنے میں حرفِ نفی ہے، احساس اُسے پالینے میں ناکام ہے، اور وجدان اس کے حوالی عظمت میں گم ہے، یعنی اُس جلّ شانہٗ کو سمجھنے میں ہم سب محض عاجز و قاصر و بے چارہ ہیں اور وہ تعالیٰ ہے کہ وراُالورا، ثم وراُالورا، الور اُثم وراُالورا ہے۔ فتعالیٰ اللہ الملک الحق۔

اولیا برہان نبویؐ:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے برہان نبوی کو آج تک برقرار رکھا ہے اور تا قیامت برقرار رکھنا ہے۔ اس مقصد کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سرکار ﷺ کی نبوت و رسالت کے اظہار کا سبب بنا رکھا ہے۔

رجوع کے عناصر:

حصول خیر اور رفعِ شر کا واحد حل رجوع الی اللہ ہے۔ اللہ جل شانہٗ کی طرف طبیعت کا میلان۔۔۔ بندے کا شعور عقل و خرد کا کام ہے۔۔۔ بندے کا احساس ضمیر کا کام ہے۔۔۔ اظہارِ احساس ہوتا شعور کی زبان سے ہے لیکن ہوتا شعور کی سطح سے کہیں بلند ہے۔ بندے کا ادراک اور احساس کچھ قیاسات پر مبنی ہوتا ہے۔ کچھ ماضی و حال کے تجزیے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ تاہم ادراک کی بنیاد قیاس سے بلند ہے۔ ادراک کی کیفیات کا شعور متحمل نہیں ہوتا۔ ادراک سے اوپر وجدان ہے۔ ادراک بندے کی خارجی کیفیت ہے، وجدان داخلی کیفیت ہے۔ وجدان نعمت رحمت کی تجلی سے آگاہ ہوتا ہے۔۔۔ وجدان نے درِ دوست پر دستک تو دی

Marfat.com

محروم البتہ نہیں ہوا۔ اس سے اوپر واردات کا عالم ہے۔ واردات ایک کیفیت بھی رکھتا ہے ساتھ دلیلوں کے لشکر بھی لیتا ہے۔ واردات کیا شے ہے۔ واردات کا نام عشق ہے۔ یہ نہ تیرے مزاج کی بات ہے براہِ راست حق تعالیٰ جل شانہٗ کی نعمت کی فراوانی ہے۔ دلائل کی پیداوار نہیں ہے۔ لیکن دلائل کا لشکر کیفیات اور حواری کا انبوہ ساتھ ہوتا ہے۔

عشق:

عشق انسانی کے شعور، احساس، ادراک، وجدان حتیٰ کہ ہر شے سے ماورا ہے اور ہر شے پر غالب ہے۔ جمیع کائنات سے بے نیاز ہے لیکن آستان محبوب کی چوکھٹ کا نیاز مند ہے۔ نگاہِ جمال کی ایک تجلی ہے ایک واردات ہے جس کا نام عشق ہے۔ نہ تو خود اختیار کیا جاسکتا ہے، نہ کہیں سے سیکھا جاسکتا ہے۔ شعور پہلی منزل میں ہی ساتھ چھوڑ گیا۔ احساس، ادراک اور وجدان سب رخصت ہوگئے، واردات باقی رہا۔ اسی کے اندر سارے معاملات ہیں۔ عشق کے مزاج میں آگے بڑھنا ہے، نہ وہ پیچھے ہٹتا ہے، نہ آگے چلنے سے رُکتا ہے۔ عشق کے احوال تغیر پذیر ہیں۔ کثرت منازل طے کرنا اس کی فطرت ہے۔ کسی ایک سجدے پر بس نہیں کرتا، کسی ایک نماز یا روزے پر مطمئن نہیں ہوتا۔ اس لیے تادمِ آخر درود شریف میں مصروف رہتا ہے۔ عشق کی منزل، منزلِ مشاہدہ دوست ہے۔ راستہ اللہ کا، طلب امام الکونین ﷺ کی۔ زادِ راہ مقبولین حق کی توجیہات، محبت کے مزاج میں ثبات، تسلی اطمینان، طمانیت، کرم ہے، راحت ہے، عشق کے مزاج میں تغیر، اضطراب اور بے قراری ہے۔

اللہ کا ظہور و مقام:

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ظہور اپنا کثرت میں لیکن مقام اپنا وحدت میں قائم رکھتا ہے۔

راہِ اعتدال:

ہر معاملے میں راہِ اعتدال اختیار کر اور راہِ اعتدال یہ ہے کہ رات کو سونا بھی ہے اور جاگنا بھی۔ تقلید میں نہیں۔ اتباع میں اور تعمیل احکام میں خیر ہے۔ نہ شوق میں آگے نکلنے کی کوشش کر اور نہ سستی میں پیچھے رہ جا۔

Marfat.com

بندگی:

بندگی اس کی بارگاہ میں عجز کا نام ہے۔ دستِ سوال دراز کرنے کا نام ہے۔ یار کے کوچے میں کھڑے ہونے کا نام ہے۔ مانگنے کا راستہ ہے اور اس راستے میں عظمت بزرگی سے نہیں بندگی سے ملتی ہے۔ اے عزیزِ من! بندگی اختیار کر بندگی کہ تیرا واسطہ بے نیاز سے ہے۔

اہلِ طلب:

اہلِ طلب نعمت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ اہلِ راز حفاظت نعمت کی طلب کرتے ہیں اور اہل حقیقت صاحبِ نعمت کی طلب کرتے ہیں۔

خواب ذریعۂ ہدایت نہیں:

خواب میں تجھے کوئی وظیفہ پڑھنے کے لیے بتائے تو مت پڑھو۔ پڑھنا صرف یا حکم سے یا اجازت سے ہے۔ ہر شے کی افادیت اُس کے محل اور طریق استعمال میں مضمر ہے۔

ایاک نستعین:

ہمیشہ ہر معاملے میں اللہ جل شانہٗ کی جانب رجوع کرنا چاہیے اور اُسی سے امداد مانگا کرو خواہ وہ سوئی ڈھونڈنے جیسا معمولی کام کیوں نہ ہو۔

اسلام کی خدمت گزاری:

تاریخ بھر میں مسلمانوں نے اسلام کی خدمت اتنی نہیں کی جتنی اسلام نے مسلمانوں کی خدمت کی ہے۔

طریقت کا شرک:

طریقت میں بمنزلہ شرک دو گناہ ہیں۔ ایک عورتوں کا مسند فقیر پر گزر۔ دوسرے حکام کے قرب کی خواہش۔ یہ تو سیدھی سی بات ہے کہ یا بندۂ اللہ بن یا بندۂ دُنیا بن۔

Marfat.com

استغفار:

حضور سیدنا امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں سائل خواہ کوئی سوال بھی لے کر حاضر ہوتا آپؑ سب کو تمام معاملات کی کشائش کے لیے بس استغفار پڑھنا بتایا کرتے اور یہ حق ہے کہ استغفار بندے کے جملہ معاملات دنیوی و اُخروی کی کفایت کرتا ہے۔ البتہ طلبِ مغفرت کی اوّلین منزل اپنی غلطی کا احساس ہے اور مغفرت کی اوّلین شرط یہ ہے کہ طبیعت میں عہد ہو کہ آئندہ غلطی کے قریب نہیں جائے گا۔

کائنات کا ہر ذرّہ مظہرِ فنا:

کائنات کا ہر ذرّہ فنا کی آواز دے رہا ہے۔ فنا کا احساس کرو۔ عطائے نعمت اللہ کے راستے پر چلنے کی توفیق کے ساتھ حفاظتِ نعمت بھی طلب کرو۔

طلبِ خیر:

خیر طلب کرتے رہو اپنے لیے، اپنے بال بچوں کے لیے، اپنے ماں باپ کے لیے، اپنے ملک کے لیے، علاقوں کے لیے، جمیع اہلِ اسلام کے لیے۔ کیا عجب ہے کہ کسی بھی وقت اللہ تیری ہی سُنے۔

صراطِ مستقیم:

گمانوں سے گزر کر حق کی جانب دوڑنا، یہی صراطِ مستقیم ہے۔

تقابل، حق شناسی کا ذریعہ:

انسانی دائرے میں کسی شے کا تعین اُس کے تقابل کے ساتھ ہے۔ اندھیرا، روشنی۔ دُکھ، سُکھ۔ وہ غفار ہے اس کا مطلب ہے بندے تقصیروار ہیں۔ وہ کبریا ہے مطلب یہ کہ بندے فروتر ہیں۔ وہ غنی ہے مطلب یہ ہے کہ بندے محتاج ہیں۔ وہ قادر ہے کا مطلب یہ ہے کہ بندے عاجز ہیں۔

عقل و عشق کے تقاضے:

اگر اللہ نے تجھے عقل عطا کی ہے تو اُسے چوراہے میں رکھ دے تاکہ راستے روشن ہوں اور لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ لیکن اگر اللہ نے تجھے اپنے حبیب ﷺ کے عشق کا نُور عطا کیا ہے تو اُسے تُو چوراہے میں نہیں رکھ سکتا بلکہ اُس کے لیے تجھے قلبِ سلیم دیکھنا ہوگا یا بندۂ محرم کو دیکھنا ہوگا۔

Marfat.com

علم ومنشا کی تابعداری:

سنّتِ پروردگار جل شانہٗ میں کوئی چھوٹا اس بات سے مستثنیٰ نہیں ہے کہ بڑے کی توقیر نہ کرے اور کوئی بڑا اس بات سے مستثنیٰ نہیں ہے کہ چھوٹے پر شفقت نہ کرے۔ اپنے علم اور اپنی منشا کو اللہ جل شانہٗ کے تابع کر۔ اپنے معاملات کو اس قادر و قیوم کے حوالے کر۔

صاحبِ قوت وجبروت:

واسطہ صاحبِ قوت و جبروت سے آپڑا ہے۔ کس زبان میں بات کریں۔ عجیب تماشہ ہے کہ گود میں بٹھایا ہوا ہے اور رُلاتا ہے۔

اہلِ خبر، اہلِ نظر، اہلِ دُعا:

کچھ اہلِ خبر ہوتے ہیں جو آئندہ کے معاملے کی اطلاع دیتے ہیں اور کچھ اہلِ نظر ہوتے ہیں جن کی نگاہ میں صرف خبر ہی نہیں بلکہ معاملہ بھی ہوتا ہے۔ مثلاً اہلِ خبر کا کام یہ ہے کہ اس شخص کو زہر دیا گیا ہے۔ اہلِ نظر کا کام یہ ہے کہ فلاں زہر دیا گیا ہے۔ فلاں شے میں دیا گیا ہے۔ اہلِ دُعا سب سے اُوپر ہوتے ہیں، خبر اور نظر دونوں پر حاوی ہوتے ہیں۔ خبر اور نظر میں معاملہ بدلنے کی صلاحیت نہیں ہوتی لیکن اہلِ دُعا خبر اور نظر سے گزر کر معاملے کی تہہ تک پہنچتے ہیں اور اس لیے ملتجی ہوتے ہیں۔ دُعا کا مسئلہ اس لیے سب سے اُوپر ہے کہ اس کا تعلق براہِ راست معبودِ برحق جل شانہٗ سے ہے۔

خواب کا ردِ عمل:

یہ ضروری ہے کہ بندۂ کوئی خواب دیکھے تو صاحبِ دُعا کے سامنے بیان کرے۔ خاموش رہے تو بہتر ہے۔ کوئی حکم ہو تو بہتر ہے اور تعبیر ہو تو بھی بہتر ہے۔

خواب وحقیقت:

خواب میں روزہ رکھنے سے نہ روزہ ادا ہوتا ہے، نہ نماز ادا کرنے سے نماز ہوتی ہے۔ واقعہ معراج خواب نہیں بلکہ حقیقت اور امر واقعہ ہے۔

Marfat.com

خیر کا مزاج:

اللہ جل شانہٗ کی ذاتِ عالی اپنے فیصلہ کی پابند نہیں ہے۔ ہر لحظ قادر ہے فیصلہ بدلنے پر۔ اہلِ حق اسی لیے خاموش ہوتے ہیں کہ خیر کے مزاج میں پھیلنا ہے۔ نظر فیصلہ کرتی ہے، دُعا فیصلے کرا دیتی ہے۔

زندگی کے رنگ:

انسان کی ایک زندگی وہ ہے جو سانس کے آنے جانے پر قائم ہے۔ ایک زندگی اُس سے ورا ہے جسے ضمیر اور رُوح کی زندگی کہتے ہیں۔

ایک قلب کی زندگی ہے، وہ اپنے انداز رکھتی ہے۔ اس کا بارگاہِ دوست میں ملتجی ہونا، صفت و ثناو حمد کرنا، نماز ادا کرنا یہ قلب کی زندگی ہے۔ حیاتِ قلب بالکل بے نیاز ہوتی ہے، ہر شے سے، اُسے نہیں پتہ کہ زندگی کیا ہے۔

زندگی کے پانچ مرحلے ہیں۔ آغاز اُس کا اللہ جل شانہٗ کی قوت تخلیق۔ نیست سے ہست۔ پھر حرکت و آثار دے کر اُس پردے کے پیچھے رُوح دے دی۔ جو کچھ عرصہ رہ کر پھر لوٹ گئی۔ پھر قلب بیدار ہوا تو رُوح اس کی متبع ہوئی اور رُوح سے بھی آگے حیات ہے اور وہ ہے یادِ خواجہ غریب نوازؒ۔ یہ رُوح کو بھی زندہ رکھتی ہے اور رُوح کو بھی تڑپاتی رہتی ہے۔ یہ نام خواجہؒ ہے کہ میں سرکار ﷺ کی عطا ہوں۔ اللہ جل شانہٗ جو بھی زندگی دے گا اُسے واپس لے کر رہے گا۔ جسے زندہ کیا ہے، مار کر رہے گا، خواہ وہ جبرائیلؑ کیوں نہ ہو۔ لیکن بارگاہِ سرکارِ دوعالم ﷺ سے جو بھی حیات آتی ہے وہ لوٹ کر نہیں جاتی، وہ دے کر واپس نہیں لیتے۔ بلال حبشیؓ آج بھی زندہ ہے کہ عشقِ مصطفیٰؐ زندہ ہے۔ سیّدنا صدیق اکبرؓ آج بھی کائنات میں موجود ہیں کیونکہ سرکار ﷺ آج بھی موجود ہیں۔ مولا علی مشکل کشا علیہ السلام زندہ ہیں اس لیے کہ سرکار ﷺ کی نظر زندہ ہے۔ عبادت رب کی کر۔ طلب اللہ کے محبوب ﷺ کی کر۔

عالم وجد و وصال:

عالم وجد و وصال کیا ہے۔ یہ عالم ہے کہ رُوح اپنے مقام کو دوڑتی ہے۔ بدن اُس کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ رُوح اُسے پیچھے لگاتی ہے۔ یہ کیفیت سرشاریِ رُوح ہے۔ رُوح کا کام مقام تجلیات دوست کی جستجو میں

Marfat.com

سر گرداں رہنا ہے اس لیے مائل بہ پرواز ہے۔ قلب کا کام یار کی بارگاہ میں حضوری کے انداز میں حاضر ہونا ہے کہ قلب خود بارگاہِ دوست ہے۔

اگر تیرے مزاج میں و قلب میں استغفار ہے تو بارش کا ایک قطرہ بھی حیاتِ نمو لا سکتا ہے۔ سنگلاخ زمین پر سے پانی کے ریلے بھی جوں کے توں گزر جائیں گے۔

لباس اور اچھائی:

یہ ضروری نہیں کہ جس کا لباس اچھا ہو وہ اندر سے بھی اچھا ہو گا لیکن اگر اُس کا اندر اچھا ہے تو اُس کا لباس ضرور اچھا ہو گا۔

سب سے بڑا غیر اللہ:

اللہ جل شانہٗ کا سب سے بڑا غیر، سب سے بڑا شریک خود بندے کا اپنا آپ ہے۔

اہلِ حق کا معاملہ:

اہلِ حق کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ نامحرم کے سامنے کھلتے نہیں ہیں اور محرم کے سامنے پردہ کرتے نہیں ہیں۔

شریعت لگام ہے:

جہاں کہیں اللہ جل شانہٗ کے کرم وانعام کا وقت آتا ہے تو عین اُس وقت شیطان اور نفس گھسیٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہوش کر کہ شریعت لگام ہے، بے لگام نہ ہونا۔

دُعائے مستجاب کا وسیلہ:

معبود کسی کے قلب سے کوئی دُعائے مستجاب عطا فرما۔

یکسوئی:

دین حق ہے کہ دُنیا میں رہتے ہوئے دُنیا میں نہ رہنا۔ ہر کام میں مصروف ہونا اور کسی میں مصروف نہ ہونا۔ اگر یکبارگی دُنیا کو چھوڑنا ہو تو۔ اگرچہ ہے تو یہ بھی بڑا مشکل، بہت مشکل لیکن چلو چھوڑ ہی دیں کہ قصہ ایک طرف تو ہو۔

Marfat.com

اللہ کے جبر میں خیر ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ بندے کو بے بس کر کے اپنا بس چلاتا ہے۔ وہ بے اختیار کر دیتا ہے تو پھر اپنا اختیار چلاتا ہے اور پھر اس میں بندے ہی کی خیر ہے۔

آگاہی تقدیر باعثِ غفلت ہے:

شہنشاہِ عطا جب تجھے جھولی پھیلانے کی توفیق دے تو اُس میں وہ ساعت بھی آئے گی جب وہ آواز دے گا کون ہے جو مجھ سے رزق مانگے اور کچھ مانگے۔ لیکن اگر تجھے اس ساعت سے آگاہ کر دیا جائے تو تجھ پر غفلت طاری ہو جائے گی۔

دلیل نفس پر غلبہ:

تیرا نفس تجھے راہِ حق سے ہٹانے کے لیے بہت سی باتیں لائے گا۔ ساری باتیں دلائل کے ساتھ لائے گا مثلاً بیوی بچوں کے ساتھ آرام کر بے آرامی نہ کر چھوڑ نماز، کیا کرے گا پڑھ کر اور حق کی آواز کسی دلیل کے بغیر آتی ہے۔ ایک تنہا آواز جو بے آواز و بے دلیل ہے۔ ایک موج ایک تقاضہ جو تیرے اندر سے اُٹھتا ہے اور کہتا ہے نہیں چھوڑ آرام اُٹھ نماز پڑھ۔ یہ معاملہ قلب کا ہے جو بے دلیل ہے اور اسے توفیق کہتے ہیں، دلیل اپنے مقابل کی دلیل طلب کرتی ہے اور دلیل دلیل کو توڑتی ہے لیکن یہ بے دلیل آواز تمام دلائل نفس پر غالب آجاتی ہے۔

نصیحت:

فقر کا ایک راز بتاتے ہیں کہ بلا اجازت نفل عبادات بھی قلب پر بوجھ لے کر آتی ہیں اور فرائض عبادات سے بھی برگشتہ کر دیتی ہیں۔ اللہ جل شانہٗ کا بندہ بننے کا مطلب ہے اُس کا محتاج بنا، صرف اُس کا محتاج یہ فقر ہے۔ اللہ کے مقبولوں کی بارگاہ میں زیادہ حاضریوں سے گریز کرو اس سے حجابات وارد ہوتے ہیں اور عادت بن جاتی ہے۔

راہِ حق کے جرائم:

راہِ حق میں شہرت وناموری اور تعریف یہ سب سے بڑے جرم ہیں۔

Marfat.com

کلامِ ربانی اور نیت:

کلامِ ربانی یوں پڑھنا باعثِ برکت ہے۔ لیکن کوئی نیت رکھ کے کسی مقصد کے لیے پڑھنا عملیات ہے۔

مقامِ محبوبیت:

مقامِ محبوبیت محملِ لیلیٰ ہے۔ جس کو چاہے محرم بنا کے نقاب اُٹھا دے اور جسے چاہے غیر محرم بنا کر باہر نکال دے۔

تجلی توحید و تجلی دوست:

ایک طرف تجلی توحید اور دوسری طرف تجلی دوست ہے۔ دونوں کے درمیان خیر سے بیٹھا رہ اور تندور کی دیوار سے چپکا رہ۔ اُچھل مت کہ آگ میں جا پڑے گا۔ دونوں طرف کا توازن سیکھ تجھے پکا کر دے گا۔

حصولِ آسائش کا سہل طریقہ:

آسائش حاصل کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ لوگوں سے دشمنی چھوڑ دو اور اللہ سے دوستی کر لو۔ ان دونوں کا انحصار ایک دوسرے پر ہے، آسائش حاصل کرنے کے لیے دونوں کام کرنے پڑتے ہیں اسی میں سب معاملات بنتے ہیں۔

نصیحت:

عبادات کو عادت مت بناؤ۔

اسلام میں زندگی کا تصور:

اسلام زندگی کا جو تصور دیتا ہے کہ اُس میں موت کے بعد زندگی ختم نہیں ہوتی بلکہ اس کے بعد اصل زندگی شروع ہوتی ہے۔

Marfat.com

تصوّر، گمان، احساس اور وجدان:

ایک ہے مراقبہ۔ ایک اندازِ شہود ہے۔ ایک وجدان اور ایک احساس ہے۔ ایک گمان ہے اور ایک تصوّر ہے، لوگ انہیں غلط ملط کر لیتے ہیں۔ گمان یہ ہے کہ یہ انسان کا اپنا ایک خیال ہوتا ہے کہ وہ جتنا چاہے اُسے پختہ کرتا جائے۔ احساس یہ ہے کہ مثال کے طور پر سائے میں بیٹھے ہیں دھوپ باہر ہے لیکن اُس کی روشنی اندر آرہی ہے۔ احساس بھی نُور ہے۔ وجدان یہ ہے کہ آپ اپنے حواس سے قطع نظر کر کے یقین کر لیں، وجدان یقین کی پیداوار ہے شعور کے بعد سامنے آتا ہے۔ راہِ حق میں تصوّر کی ممانعت ہوتی ہے۔ یہ صرف خیالات میں مرکزیت پیدا کرنے یعنی (Concentration) کے لیے کراتے ہیں۔ بندہ گمان کو واردات اور واردات کو گمان سمجھنے لگتا ہے۔ وجدان کے بعد شہود ہے۔ یہ ایک کیفیت ہے۔ عنایات کا معاملہ ہے نہ گمان کی بات ہے نہ شعورر کی اور نہ احساس کی بات ہے اسے بیان نہیں کیا جاسکتا ہے۔ واردات جب آتی ہے تو بس آجاتی ہے لیکن اس کی کیفیت واردات اللہ کی طرف سے ہے اور حق ہے۔ اللہ کی ذات باقی ہے۔

چار عناصر:

قلب کو بیدار، نگاہ کو ہُشیار، بدن کو مصروفِ عبادت رکھو اور رُوح کو اللہ کی محبت کی سرشاریوں میں رکھو، یہ چار عناصر ہیں۔

رُوح کی حقیقت بیان میں نہیں آسکتی، علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس نفس کی آمد و شد کی زندگی کے پیچھے رُوح کی زندگی ہے اور اُس کے پیچھے ایک اور زندگی ہے، وہ قلب کی زندگی ہے حیاتِ قلب کے لیے نہ حد ہے اور نہ فاصلہ۔ ایک حیاتِ قلب کی زندگی سے پیچھے ہے وہ محبت کی زندگی ہے اور محبت کا مرکز میرے سرورِ کائنات ﷺ کی ذاتِ عالی ہے۔ اگر قلب کے اندر محبت کا چراغ فروزاں ہے تو تیری پیشانی اس کی بارگاہِ عالی میں ضرور جھکے گی۔

اللہ کی مقبولیت اور پسندیدگی:

ہمیشہ یہ دیکھنا چاہیے کہ اُس کی منشا کیا ہے، جہاں فروتنی، عجز، بے بسی اور بے چارگی ہے وہاں اُس کی دونوں باتیں بارگاہِ عالی کی کرامات ہیں قبول فرمائے تو موج، پسند فرمائے تو عیش۔

Marfat.com

محاسبہ:

محاسبہ اُس پر ہوتا ہے جو حد کے اندر ہو اور جس نے حد ہی توڑ دی تو اُس کا کیا کیا جائے۔

طلب و رجوع:

طلب خارج کا معاملہ ہے۔ رجوع دِل کا معاملہ ہے۔ ترکِ دُنیا بھی نہیں کرنا اور دُنیا کی طرف رجوع بھی نہیں کرنا۔

رازِ بندگی:

بندگی راز میں ہے اور راز میں رہتی ہے۔ راز کو پسند کرتی ہے اور رازدار بن جاتی ہے۔

جمال و جلال:

جس نے اللہ کے ظاہری عمل کی اتباع نہیں کی وہ اپنے معبود کے مقابل ہو گیا۔ بندے اور اللہ جل شانہٗ کا تعلق تعمیل کے حکم میں ہے اور ان اعمال کا ظاہر نہیں۔ وہ جلال ہے اور جن کا ظاہر ہے وہ جمال ہے۔ نماز جمال ہے اور روزہ جلال ہے۔ جمال کے مزاج میں نرمی اور جلال کے مزاج میں شدّت ہے۔

معاملاتِ منزل:

کچھ لوگ ہیں جن کی منزل ہوش میں چلتی ہے اور کچھ لوگ ایسے ہیں جن کا معاملہ برعکس ہوتا ہے۔

اصل میں ہی اصلیت ہے:

بندگی کرو اور شریعت کی پابندی کرو۔ صوفیوں جیسے کام ضرور کرو لیکن صوفی نہ بنو۔ اصل کام ہی اس ملمع کو توڑنا ہوتا ہے اور خیر اصل میں ہے۔ مٹی کے برتن پر قلعی نہیں کیا کرتے۔ اگر ہو گئی تو کھرچ دیتے ہیں تاکہ اصل شے ظاہر ہو جائے۔

Marfat.com

ربوبیت کے لوازم:

تو ہمارا اللہ ہے، تو ہمارا رب ہے۔ اللہ ہونے میں کسی بات کا پابند نہیں مگر رب ہونے کی بنا پر ہزاروں ذمہ داریاں ہیں کیونکہ ربوبیت کے بہت لوازم ہیں۔

یقین وخوف:

کبھی اُس کے کرم کا یقین۔ کبھی بے نیازی کا خوف۔

پھول راستہ روکتے ہیں:

اللہ جل شانہٗ کی راہ میں کانٹے ہی راستہ نہیں روکتے اس میں پھُول زیادہ راستہ روکتے ہیں۔ سچائی میں دیری ہے۔ جُرم میں مصنوعی دیری ہے۔

اللہ کی تقدیر، علم، تدبیر اور رحم:

ایک رب جل شانہٗ کی تقدیر ہے، ایک اُس کا علم ہے۔ ایک اُس کی تدبیر ہے، ایک اُس کا رحم ہے۔ اس نکتے کو جاننا ہے۔ بندہ اپنی نادانی سے چاروں چیزوں کو تقدیر سمجھتا ہے وہ اپنی تقدیر کی خبر کسی کو نہیں دیتا۔ اس نے کیا طے کر رکھا ہے، تقدیر نہیں بتایا۔ تقدیر کیا شے ہے؟ تقدیر کے لفظی معنی ہیں کسی شے کو توازن کے ساتھ رکھنا۔ دو سیر گوشت پکانا ہے اس میں مصالحہ، مرچ، گھی کتنا چاہیے، کتنا پکانا اور کیسے پکانا ہے یعنی اُس کے اندر صلاحیتیں پیدا کرنا، یہ ہے تقدیر کائنات۔ ہر شے میں توازن رکھ دیا ہے۔ تقدیر اپنی کسی کو بتاتا نہیں کہ یہ اُس جل شانہٗ کی بات ہے۔ ایک اُس کا علم ہے، اُس کا علم ظہور و وقوع کا محتاج نہیں جو شے بندے نے آج سے بیس سال بعد کرنی ہے وہ اس کی نظر میں ہے جو اُس نے بیس سال پہلے کیا تھا وہ بھی اُس کی نظر میں ہے، اس کے لیے یکساں بات ہے۔

علم کائنات کا عطا کرتا ہے۔ تدبیر باعثِ خیر ہے قدرت کا کرشمہ ہے۔ اللہ جل شانہٗ کی ذاتِ عالی ہر معاملے کی تدبیر فرماتی ہے۔ تدبیر یہ ہے کہ جس طرح اسے ظہور میں لانا ہے اس میں وقت کا تعین، انداز کا تعین ہے۔ ایک اُس کا رحم ہے ترس کھایا کسی پر کرم کر دیا۔ عزیز! یہ ساری چیزیں یکساں نہیں ہیں، تقدیر کی فضا میں کسی کو آنے نہیں دیتا، علم کا نُور ساری کائنات میں پھیلاتا ہے۔ تدبیر بھی خود کرتا ہے، رحم ساری

Marfat.com

کائنات پر کرتا ہے۔ یہ اُس کے رحم کا نتیجہ ہے اس کے اندر وابستگی ضرور رکھتا ہے۔ سجدہ تیرا اگر اخلاص نیت سے ہے تو ٹھیک اگر نہیں تو معبود کے سامنے نہیں۔ اگر شرائط کے ساتھ ہے تو اُسے پسند ہے اگر شرائط کے ساتھ نہیں تو بیکار ہے۔

شعور:

شعور بیکار شے ہے اگر کسی مقصد سے وابستہ نہیں۔ قلب شعور کے پیچھے نہیں جاتا بلکہ شعور کو اپنے پیچھے لگاتا ہے۔ شعور بہت بڑا حجاب ہے۔ جو شعور کی اُلجھن میں رہ گیا تو رہ گیا۔ شعور پابندیاں لاتا ہے اور پابندیوں میں خیر ہے۔

کلام اللہ ایک آئینہ ہے:

قرآن مجید سب نے سُنا ہے۔ کچھ وہ ہیں جن پر وارد ہو گیا۔ کچھ وہ ہیں جن کے اندر سے ہو کر نکل گیا۔ اللہ جل شانہٗ کی آواز ایک آئینہ ہے جس کا جی چاہے اپنا آپ دیکھ لے۔

سچ یکسوئی ہے:

سچ وہ شے ہے جس میں دو رنگی نہ ہو سچ یک رنگی کا نام ہے۔ صدق یکسوئی کے مفہوم میں آتا ہے۔

حق کی حقیقت:

حق قلب کی فضائے بسیط سے اوپر ہے، حق زبان کے حرفِ گویائی سے بلند ہے۔ حق مزاج، رُوح، جسم، احساس، وجدان اور مشاہدہ سب کا ماحصل ہے۔

صراطِ مستقیم:

عزیز! اللہ جل شانہٗ کا راستہ ہے۔ قاعدوں کا راستہ ہے ہوش بھی ہے جوش بھی ہے۔ مستی بھی ہے۔ سجودِ عبودیت بھی ہے۔ اشکِ استغفار بھی ہے۔ اس راستے میں بندوں کو بنایا کرتے ہیں بگاڑا نہیں کرتے۔ قلب کی سلامتی مزاج کی بندگی، رُوح کی سرشاری، طبیعت کا رجوع الیٰ اللہ ظاہر طہارت بھی ہے۔ باطن کا تجزیہ بھی ہے۔ کون سی شے نہیں ہے۔ ساری ہی باتیں ہیں اللہ جل شانہٗ کی۔

Marfat.com

درود و تلاوت و استغفار:

دُرود شریف میں تسکین ہے۔ تلاوتِ قرآن مجید میں سلامتی ایمان اور استغفار فتح باب ہے۔

اپنے اختیار سے بے زاری:

اپنے اختیار کو استعمال نہ کرتا کہ وہ صاحبِ اختیار تجھے منزل تک پہنچادے۔

عنایات رحمت اللعالمین ﷺ:

نگاہِ بینا، دلِ بیدار، چشم شناسا، شعورِ باخبر، قلبِ حضور، توجہ بارگاہِ سجودِ مقبول اور مستی شہود یہ سب بارگاہِ رحمت ﷺ کی عجیب عنایات ہیں، عطا کرتے ہیں تو سب کچھ عطا فرماتے ہیں۔

برکت اقتصادی مسائل کا واحد حل:

اقتصادی مسائل جتنے ہیں وہ مال میں برکت سے حل ہوتے ہیں۔

پابندیاں باعثِ کرم:

زمان و مکان اُس کی تحویل میں ہیں۔ اپنے دستِ عنایات میں رکھا ہوا ہے۔ آوارہ نہیں چھوڑتا، پابند کر کے رکھتا ہے، جتنا پابند کرتا ہے اتنا ہی کرم کرتا ہے۔

مقالیدِ شرحِ صدر:

بندوں کو اُس کی عنایات پر مطمئن نہیں ہونا چاہیے۔ شکر کے معنی مطمئن ہو جانا نہیں۔ اس کے معنی مزید طلب کرنا ہے۔ طلب میں منزل ہے۔ مطلوب لا محدود ہے لامکان بھی لازمان بھی۔ بے قیاس، بیداری قلب بڑی نعمت ہے۔ قلبِ بیدار وہ نہیں جو یہ گمان کرے کہ میں بیدار ہوں۔ کچھ مظاہر اس کے اسباب ہیں۔ اطاعتِ حق کر، خیر اسی میں ہے، حی علی الصلوٰۃ کی تعمیل کر، حی علی الفلاح کی آواز جس نے دی ہے وہ فلاح کے دروازے خود کھولے گا۔ مت غیر محرم پر نظر اُٹھا۔ تیری حیا کی حفاظت کی شرط یہ ہے کہ تیری نگاہ نیچی رہے، نگاہ اُٹھائے گا تو آج بھی فتنہ پیدا ہو گا کل بھی ہو گا۔ اُس کے کرم کو اپنا حق مت جان کہ تو حقدار تھا، یہ اُس کا انعام ہے۔

Marfat.com

لاحاصل عبادت:

ایک عبادت جس کا کچھ حاصل نہیں وہ ہندو کی تپسیا ہے۔ بندہ مومن کی عبادت بے مطلوب نہیں کسی سے وابستہ ہے۔ اس وابستگی میں خیر ہے۔

محفلِ طریقت:

ایک محفل طریقت پوری کتاب ہوتی ہے۔ کچھ اپنے منصب سے اوپر کچھ فضائے شعور سے باہر۔

نماز میں لذّت:

نماز میں لذّت مت ڈھونڈو اس سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں اور وسوسے سے نسیان ہونے لگتا ہے۔ یہ حکم ہے شریعت کا، اس میں خیر ہے۔

حیا ایمان ہے:

حیا نام ہے ایمان کا۔ حیا ایمان کا ایک پہلو ہے۔ حیا کے بغیر ایمان مکمل ہی نہیں ہوتا۔ حیا یہ ہوتی ہے کہ کسی دیکھنے والے کے سامنے شرمسار نہ ہونا پڑے۔

راہِ حق کا مطلوب بندگی:

اللہ جل شانہٗ کے راستے میں عظمتیں نہیں مانگتے، بندگی مانگتے ہیں۔

روح، قلب و نگاہ:

عزیز! روح کی اپنی ایک شناسائی ہے۔ قلب کی اپنی ایک منزل ہے۔ سینے کا اپنا ایک مدعا ہے، نگاہ کا اپنا ایک مقصود ہے، بس یہی معاملہ ہے۔

مقامِ وحدت:

مقام وحدت وہ عالم ہے کہ اس کے ظہور کے لیے سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر پرواز چاہیے۔

Marfat.com

رجوع الی الرّسولؐ:

ہر معاملے میں رجوع رسول اللہ ﷺ کی جانب کیا کرو۔ اگر کوئی کیفیت آئے تو اس کے بعد دُرود شریف پڑھ لینا چاہیے اس کو دوام مل جاتا ہے۔

تربیت کا اہم نکتہ:

ہمیشہ ایک اصول سمجھایا ہے کہ ماں نے جس بچے کو اپنی گود میں اُٹھالیا نالائق کر دیا۔

شریعت بنیاد ہے اور ہمہ گیر ہے:

شریعت ہمہ گیر کیوں ہے؟ اس لیے کہ اس کی ایک بنیاد ہے، کچھ حوالی ہیں اور اُن کے کچھ تقاضے ہیں، لیکن شریعت بنیاد ہے، بنیاد کے ساتھ ساری باتیں وابستہ ہوتی ہیں۔ طریقت شریعت کی بنیاد پر چلتی ہے اور شریعت کے اوپر سے دائرہ کھینچتی ہے۔ شریعت کہتی ہے بدگمانی نہ کر دیہ جرم ہے۔ طریقت کہتی ہے کہ ایسا کام ہی نہ کر جو بدگمانی پیدا کرے۔ شراب کا لیبل (Label) پانی کی بوتل پر نہ لگا کیونکہ یہ کسی کو بدگمانی میں مبتلا کرتا ہے۔ شریعت کہتی ہے کہ کسی نامحرم کو مت دیکھ۔ طریقت کہتی ہے کہ ایسی محفل کے قریب ہی مت جا جہاں غیر محرم عورتوں کا امکان ہو۔ طریقت کے مزاج میں اپنی بقا ہے۔ بقا اپنے مرکز سے وابستہ ہوتی ہے اور بقا شریعت میں ہوتی ہے طریقت اپنی حفاظت کے لیے شریعت کو ساتھ رکھتی ہے۔

اللہ کا راستہ تماشا نہیں:

خیریں اور برکتیں جس انداز سے آتی ہیں یہ اللہ کا اپنا معاملہ ہوتا ہے، کسی اور کا معاملہ نہیں۔ یہ باتیں کچھ لوگوں کے لیے انتباہ ہیں، کچھ کے لیے رہنمائی ہے، کچھ کے لیے دستگیری اور کچھ کے لیے اہتمام صحبت۔ اللہ کا راستہ بڑا سخت راستہ ہے کیونکہ اللہ جل شانہٗ کا راستہ تماشا نہیں ہوتا۔ خرابی سے خیر کی اُمید نہیں اور خیر سے خرابی کی اُمید نہیں۔

دُعا:

عزیز! دُعا معمولی شے نہیں اس کے پس منظر میں بڑی باتیں ہوتی ہیں۔ دُعا وہ معاملہ ہے جو بندے اور رَبّ کے درمیان براہِ راست ربط ہے کوئی درمیان کا واسطہ ہی نہیں۔

Marfat.com

سرکارِ عالمؐ کے تصرفاتِ تامہ:

عجز، بندگی اور عبودیت میں بندے کی خیر ہے۔ بندگی احساس میں ہے۔ عجز کیفیت میں ہے۔ ناتوانی مزاج میں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ جل شانہٗ نے فرمایا ہے کہ انسان کی تخلیق میں ناتوانی ہے۔ یہی وہ معاملات اور کیفیات ہیں جن پر تیرا معبود نگاہِ کرم فرماتا ہے۔ تو ناتواں ہے۔ اللہ خود تیری توانائی بنتا ہے۔ تیرے احساسات تجھے راہِ حق سے دُور کرنے والے ہیں۔ یہاں اُس کا رحم کارگر ہوتا ہے۔ یہ ذاتِ رسول ﷺ کی تجلی تمام ہے جو تیری پیشانی کو سجدہ ریز کراتی ہے اور سبحان ربی الاعلیٰ کی صدائیں تیرے منہ سے نکلواتی ہے۔ یہ معنی ہیں، جس نے بھی کائنات میں ازل تاابد سجدہ کیا اُس کے مزاج میں سرکار ﷺ کے تصرفاتِ تامہ کام کرتے ہیں۔

عجز و تکبّر:

وہ لغزش عین راحت ہے جس کے نتیجے میں آنسو نصیب ہوتا ہے۔ جس کے بعد عجز پیدا ہوتا ہے۔ وہ عبادات مردود ہیں جن کے نتیجے میں مزاج میں غرور و تکبّر پیدا ہو جائے۔

فارمولا:

عزیزِ مَن! اس بات کا احساس رکھ جو شے قوت میں جتنی بڑی ہے اُس کا نقصان بھی اُتنا ہے۔ سائیکل سے گرے گا تو خراش آئے گی، موٹر سے گرے گا تو ہڈی ٹوٹے گی، اگر ہوائی جہاز سے گرے گا تو

زندگی کے حقائق:

زندگی کے حقائق بھی زندہ ہوتے ہیں۔ گویا اور فروزاں زندگی جن منزلوں سے گزرتی ہے ان ان منزلوں پر حقائق کے نشانات ہمیشہ ملتے ہیں اور ملتے چلے جائیں گے۔

راہِ فقر:

اس راستے میں مقام کبر ہوتا تو اس راستے کو فقر کا نام نہ دیتے۔ اگر یہ عظمتیں طلب کرنے کا راستہ ہوتا تو درویشی نہ کہا جاتا۔

Marfat.com

حقیقی حُسن:

ہر چیز کا حُسن اُس کی ترتیب میں ہے۔

مایوسی کی تخلیق:

مایوسی اپنے مزاج کی پیداوار ہے۔ اُمید کی منزل ہے۔ مایوسیوں کی فضا میں ہے تو یہ تیرے مزاج کی تخلیق ہے۔ نگاہِ حق وہ ہے جو کسی کے لیے بیدار رہتے تھکتی نہیں۔

عنایات کی قدر شناسی:

اُس کی نگاہِ عنایات کے لشکروں کے ساتھ چل رہے ہیں۔ اپنے قلب کے پردے کو اُٹھا کر دیکھ شاید تو خود ہی محمل لیلیٰ ہو۔

عطا کے انداز:

یہ جو قاعدے رکھتے ہیں، یہ جو انداز معین کرتے ہیں، طریقے معین کرتے ہیں، صورتیں معین کرتے ہیں، اس لیے ہیں کہ وہ کچھ عطا کرنا چاہتے ہیں۔

صدق و اخلاص:

صدق وہ کیفیت ہے جو تیرے قلب کے اندر ہو گی اور اخلاص وہ نُور ہے جو معبود سے عطا ہو گا۔

تقویٰ کی حکمت:

قرآن مجید میں تقویٰ کو لباس سے تعبیر فرمایا۔ اس میں ایک نکتہ ہے۔ لفظ لباس کے اندر سب سے پہلی بات یہ ہے کہ لباس پہننے کے لیے انسان کو زندہ رہنا چاہیے۔

ارادہ:

قوتِ ارادہ، قوتِ ادراک بن جاتی ہے۔ بدن ارادے کے تابع ہے۔ رُوح محبت کی تابع ہے۔ قلب مقصود کی اتباع میں ہے۔ قلب کا اپنا کچھ ارادہ نہیں ہوتا۔ یہ دِل بے چارہ جس کا ہے اسی کے اختیار میں ہے۔

Marfat.com

بدن میں زندگی ہے، رُوح میں بیداری ہے، قلب میں حضوری دوست ہے۔ ارادہ زندگی سے وابستہ ہے۔ قلب ان سب کے اوپر حاوی ہے۔ قلب بے نیاز ہے ہر شے سے۔

نماز کا مزاج:

جو نماز میں غفلت کرتا ہے، نماز اُس کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔ یہ بات نماز کی طبیعت میں ہے۔

مومن سلیقے اور قاعدے سے ہے:

بندۂ مومن سلیقے سے ہے اور قاعدے سے ہے تو اُس کی بارگاہ میں مقبول ہے۔ اگر اُس کی شرائط نہیں ہیں تو وہ اُٹھا کر منہ پر مار دیتا ہے۔ بڑا بے نیاز ہے۔

صدیق کا مفہوم:

صدیق کے معنی ہیں بندے کا یکسو اور یکساں ہونا کہ ظاہر و باطن، خلوت و جلوت، اندر اور باہر بالکل ایک جیسا۔ یہ صدیق کا مفہوم ہے۔

بقائے نعمت کی دلیل:

نعمت دینے والے کی یاد بقائے نعمت کی دلیل ہے۔ ذکرِ حق، صاحبِ حق ہونے کے آثار ہیں۔

مقبولیت تعمیلِ حکم سے ہے:

شیطان نے کروڑوں سجدے کیے، ایک ہی نہیں کیا تھا جو اُس کی بارگاہ میں مقبول تھا وہی ایک سجدہ نہیں ہوا۔

نیکی و بدی کا راستہ:

صحیح راستے اور غلط راستے کے آغاز میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جس کسی کو گمراہ کرنا ہے اُسے بتدریج کیا جائے گا۔ نیکی کا کام بالکل سیدھا سادہ سا ہے۔ بُرائی بتدریج اپنے ڈورے ڈالتی ہے۔ دِل اندر سے گواہی دیتا ہے کہ راستہ ٹھیک نہیں، نفس اوپر سے پردہ ڈالتا ہے کہ کوئی بات نہیں۔ غلطی کا آغاز ہمیشہ اچھائی سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

خرابیٔ احوال:

کس قدر خرابیٔ احوال ہے۔ نہ جستجو، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ۔

ولایت:

ولایت دونوں کی ہوتی ہے۔ ربّ کی بھی ہوتی ہے۔ شیطان کی بھی ہوتی ہے۔

کریم کا کرم:

اس کا کرم یہ ہے کہ وہ قلب کی بصیرت کو مجلّی کر کے اپنی ذات سے وابستہ کر لیتا ہے۔ جانو اس حقیقت کو پہچانو اس شے کو۔

خبر، ادراک، علم اور نگاہ:

خبر جو ہے یہ ادراک کے سامنے عاجز ہے اور ادراک علم کے سامنے بے بس۔ علم نگاہِ حق کے سامنے محض بیکار ہے۔ علم ہے کسی شے کا نظر آ جانا۔

مسبب الاسباب سے وابستگی:

سبب جب مسبب سے وابستہ ہو جاتا ہے تو اُس میں خیر ہوتی ہے۔

صاحب کبریا اور صاحب عجز کا تعلق:

بندے اور معبود کا باہم تعلق کیا ہے۔ عزیز! یہ عجز و کبریا کا، سوال و عطا کا، محتاج و غنی کا، مانگنے والے اور دینے والے کا تعلق ہے۔ اس قصے کو سمجھ لے کہ تیرا اور تیرے معبود کا تعلق کیا ہے۔ اس ایک نکتے میں ساری منزل ہے۔ راہِ حق اسی طرح سے طے ہوتی ہے۔ یہ بات جتنی دل میں جاگزیں ہے قربِ حق کا راستہ اتنا ہی آسان ہے۔ تیرا اور تیرے ربّ کا تعلق صاحب عجز اور صاحبِ کبریا کا تعلق ہے۔ صاحب عجز کا مفہوم کیا ہے؟ قرآن حکیم میں وحی حق فرمائی: وخلق الانسان ضعیفا۔ (النسا: آیت 28)

اگر تُو ضعف و ناتوانی کا احساس کرے گا منزل حق میں تیرے لیے آسانی ہو گی، ہر قدم پر رب جل شانہٗ کی مدد طلب کرے گا۔ تُو کمزور ہے بارگاہِ عظمت کے پردوں تک نہیں پہنچ سکتا، تیرے قدم لڑکھڑانے

Marfat.com

والے ہیں، تیرا شعور تجھے نقصان دینے والا ہے، تیری منصوبہ بندی تجھے ہر قدم پر فریب دے سکتی ہے۔ خیر و عطا دینے والے تو اُس کا دستِ قدرت ہے۔

خیر و شر:

شر کے غالب ہونے کا معنی یہ ہے کہ اچھی شے اپنی شرائط رکھتی ہے۔ نالی میں بہتا ہوا پانی کسی بھی مقام پر پھیل جائے تو کوئی پرواہ نہیں کرتا مگر ایک آدھ پاؤ دودھ ہو تو اُسے سنبھال کر رکھا جاتا ہے۔ خیر کو سنبھال کر رکھا جاتا ہے۔ شر کا کیا ہے وہ تو خرابی کرتا ہے۔

مقبولیت مصطفیٰؐ کا کرم ہے:

اُس کی بارگاہ عالی میں کچھ اعمال مقبول ہوتے ہیں، کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کی ذات مقبول ہوتی ہے۔ اعمال کی قبولیت شرائط کی پابند ہے اور ذات کی مقبولیت اُن (جناب محمد ﷺ) کا کام ہے۔

اہمیت کی وجوہ:

ہر شے کی اہمیت دو وجوہ سے ہوتی ہے یا پس منظر کے اعتبار سے یا نتائج کے اعتبار سے۔

خود نگہبانی:

سب سے بڑی خیر و برکت کی بات یہ ہوتی ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے راستے میں بندہ اپنی نگرانی خود کرے۔ سستی کا نتیجہ غفلت ہے اور غفلت بڑی خوفناک بات ہے۔ صحت کا کوئی starting point نہیں لیکن مرض کا ایک starting point ہوتا ہے۔ بدن کا اپنا تقاضہ ہے کہ تندرست رہے۔ مرض کا starting point بہت معمولی سا ہوتا ہے اگر یہ بڑھتا جائے تو پھیلتا جاتا ہے۔ یہ بات راہِ حق میں ہوتی ہے۔ سستی کو قریب نہیں آنے دینا چاہیے۔ سستی غفلت پیدا کرتی ہے اور غفلت راہِ حق سے دُور کر دیتی ہے۔

Marfat.com

کھلے ہاتھ میں برکت:

راہِ حق میں ہاتھ کھلا رکھتے ہیں اس سے حالات میں معاملہ بھی ہوتا ہے۔ رزق میں برکت ملتی ہے، برکت جو ہے اُسے سمجھایا نہیں جاسکتا۔ یہ ایک عملی صورت ہوتی ہے تھوڑے خرچ سے زیادہ کام ہونے لگیں۔

قرب کا بہترین ذریعہ:

استغفار اللہ تعالیٰ کے بے حد قریب کر دیتا ہے۔

دُرودِ پاک حضور وادب کے ساتھ:

دُرودِ پاک میں اصل اصول یہ ہے کہ حضوری اور ادب بارگاہِ سیّد الثقلین ﷺ میں حضوری کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ تصور و گمان نہیں رکھنا چاہیے۔ احساسات، وجدان اور کیفیات میں یہی بات ہو کہ جو کچھ دُرودِ پاک میں پڑھنا ہے خُوب دل لگا کر پڑھیں۔

توبہ و مغفرت:

طلبِ مغفرت اعمال میں ہے۔ توبہ احساسات میں ہے۔ توبہ نیت کا کام ہے۔ استغفار عمل کا کام ہے۔ اعمال کی توبہ نہیں۔ نیت کا استغفار نہیں۔

ماں:

ماں کا لفظ ایک بھرپور کیفیت کا اظہار ہے۔

نماز:

نماز سرکار ﷺ کے اندازِ عبودیت کا نام ہے۔

مقامِ عشق و مقامِ محبوبیت:

طواف کیوں ہوتا ہے؟ اللہ جل شانہٗ کی بارگاہِ عالی کی تجلی عطائے عشق ہے۔ عشق کے مزاج میں ہے۔ اپنے محبوب کے مقامات کو تلاش کرنے کے لیے اس کے گرد گھومنے سے مقامِ محبوبیت متعین ہوتا ہے۔

Marfat.com

مقامِ عشق متعین نہیں ہوتا۔ مقامِ محبوبیت متعین ہے اس لیے اس کو راستہ جاتا ہے۔ عشق متعین نہیں ہوتا اس لیے آداب ہیں۔ مقامِ عشق متعین نہیں اس لیے مقامِ عشق میں جرأت ہے۔ مقامِ محبوبیت متعین ہے اس لیے قرب و حضور ہے۔ مقامِ عشق ایک عمل پیہم ہے۔ مقامِ محبوبیت حاصلِ عشق ہے چونکہ اس کا مقام متعین ہے اس لیے اس کے راستے متعین ہیں۔ مقامِ عشق جرأت ہے اس لیے اس میں تگ ودو کا نام طواف ہے۔ مقامِ عشق رب ہے۔ مقامِ محبوبیت سرکار ﷺ ہیں۔

مقامِ محبوب ﷺ حاصلِ عشق ہے اس لیے وہاں تسکین ہے، وہاں حصول مراد ہے، وہاں نگاہِ رحمت ہے، وہاں سایۂ تجلیات امانت ہے، وہاں نگاہِ قرب ہے، وہاں اندازِ عطا ہے، وہ سب کچھ ہے جو کچھ حق جل شانہٗ کی بارگاہ سے ملتا ہے، وہاں حیرت میں ہوش ہے، آداب ہی آداب ہیں، وہاں بہتے ہوئے آنسو نہیں تبسم شکر ہے، بارگاہِ رحمت اللعالمین سوزِ عشق نہیں ہے، خوشبوئے محبت ہے، اس لیے طواف رب کعبہ کی علامت ہے، دُرود و سلام بارگاہِ عبودیت کی علامت ہے۔

عشق تقسیم ہوتا ہے، محبوبیت تقسیم نہیں ہوتی۔ محبوب کائنات میں تنہا ہے۔ وہ نبیوں کا نبیؐ ہے، رسولوں کا رسولؐ ہے، وہ ملائکہ کا امام ہے، اول و آخر کا شہنشاہ ہے، کونین کا امامؐ ہے۔ ربِ معبود کی بارگاہ میں فریاد ہے۔ رسول الرحمت ﷺ کی بارگاہ میں عطا ہے۔ التجا وہاں ہے، حصول یہاں، آنسو وہاں ہیں، تبسم اِدھر ہے، ندامت اور طلب مغفرت وہاں ہے، عطائے رحمت اللعالمین کی فضائیں یہاں ہیں، طواف یہاں ہے، سجدہ وہاں ہے اس لیے منزلِ عرفان میں قاعدہ ایسے ہی چلتا ہے۔

مقامِ وحدت:

حق تعالیٰ جل شانہٗ جس سے اپنا تعلق قائم کرتا ہے اُس کو بھی وحدت عطا کرتا ہے۔

تقاضۂ دوستی:

جو اُس کے دوست ہوتے ہیں ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ کہا نہیں کرتے کہ ہم اُس کے دوست ہیں وہ اپنی فضائے استغفار میں پڑے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

تسکین:

اپنے گھر میں اپنے کمرے میں تاریکی ہو تو بندہ گھبرانے لگتا ہے۔ جہاں روشنی آئی خواہ بندہ جنگل میں ہو تو وہ تسکین دیتی ہے۔ تسکین اُس کی بارگاہ سے روشنی عطا ہونے کا نام ہے۔

حقیقی غربت:

غریب وہ ہے جس کا دُعا گو کوئی نہ ہو۔

طاہر و طیّب:

طاہر کے معنی دوسروں کو پاک کرنے والی شے ہے۔ طیّب وہ شے ہے جو فی نفسہ پاک ہے۔

مجموعہ اُمت:

پیغمبر کی ذات مجموعہ اُمت ہوتی ہے۔ جمیع امت کے معاملات ایک ذات کے اندر ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کے اندر خطاب سرکار ﷺ سے ہوا لیکن حکم ساری امت کے لیے ہے۔

آیت جلوۂ حق:

آیت وہ شے ہے جس میں وہ دکھائی دے۔ وحی میں وہ دکھائی دیتا ہے۔ اس لیے وہ آیت ہے۔ اگر مزاج کو اپنی پسند میں ڈھالے تو وہ بھی آیت ہے۔

معطی و قاسم:

وہ باقی ہے اُس کی عطا باقی ہے۔ جب تک عطائے حق موجود ہے سرکار ﷺ قاسم، نعمت ہیں۔

نفی و اثبات:

نفی ہمیشہ موجود شے کی ہوتی ہے، اثبات بھی موجود شے کا ہوتا ہے۔

رسالت کا انکار:

رسالت کا انکار ہر شے کا انکار ہے۔

Marfat.com

اہلِ حق کا مطلوب:

اہل حق فرمایا کرتے ہیں کہ تُو صرف نعمت نہ مانگ بلکہ صاحبِ نعمت کو مانگ۔

ارادۂ شیخ:

ارادۂ شیخ، اظہار بہ زبان مرید، اُن کی بارگاہ میں ارادت تو عطا کرتے ہیں، جب ارادہ سلب کر لیتے ہیں تو اُس کا ارادہ چھڑوا کر اپنا ارادہ دے دیتے ہیں۔ پھر ''مراد'' جس مقام پر پہنچتا ہے اُس کو ساتھ لے کر جاتا ہے۔

حق و باطل کا تصادم:

خیر جو ہے حجاب اُٹھانے والی ہوتی ہے، حق جو ہے پردہ دار ہے، اُس کی ذات عالی یہ کرتی ہے کہ حق کو باطل کے مقابلے میں لے آتی ہے۔

نبوت وریٰ الوریٰ ہے:

نبوت ہر دائرے اور شعور سے وریٰ الوریٰ ہے۔ اگر منصبِ نبوت کسی کے دائرہ اختیار پر ہوتا تو ہر مدعی نبوت اللہ کا سچا نبی بن جاتا لیکن یہ نہیں ہوتا۔

اللہ کے دوست:

اللہ کے دوستوں سے برگشتہ نہ ہو۔ اللہ جانے رب کس راستے سے آواز دیتا ہے۔

جمیع ظہورِ حق کا وسیلہ:

عزیز من! مقصود تیرے ہم رکاب نہیں ہو سکتا۔ ایک اور معاملے کو سمجھ کہ تیری منزل وہ نہیں ہے جو قدم قدم تیرے ساتھ چلے وہ تو سفر کا منتہا ہے۔ اللہ جل شانہٗ کی ذات تیری مقصود ہے۔ اُس کے راستے پر چل اور اپنے قلب کو سرکار ﷺ سے وابستہ کر جمیع ظہورِ حق سرکار ﷺ کے نفس مقدس کا صدقہ ہے۔ تخلیق کائنات بھی، ثبات کائنات بھی اور سفر کائنات بھی، ہر شے مسافر ہر چیز راہی۔

Marfat.com

تسلیم و رضا:

تیری دس ہزار جاگی ہوئی راتیں ایک ساعت سعید پر خُود فدا ہوتی ہیں جو تو اپنے معین وقت پر سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہے۔ راہِ حق وہ نہیں جو تُو نے اپنے لیے طے کر لیا ہے بلکہ راہِ حق وہ ہے جو اس اللہ نے تیرے لیے طے کی ہے۔ تیری خیر اس میں ہے کہ تُو اس کا پابند رہ تو اس کے ارادے دیکھ، اللہ جل شانہٗ کی پسند و ناپسند کو جان، وہ تیری خاطر اپنی پسند کو ناپسند نہیں بنائے گا، وہ ٹھوس بات کرتا ہے۔

بادشاہ اور فقیر:

ایک دانا شخص بادشاہ کے پاس گیا تو بادشاہ نے پوچھا کہ کھانا کب کھانا چاہیے؟ اُس نے کہا کہ جب بادشاہ کو بھوک لگے اور فقیر کو جب مل جائے۔

بھوک:

بھوک کے وقت خالی معدے رہنا اور بھوک نہ ہونے کی صورت میں کھانا دونوں خطرناک ہیں۔

رحمتِ خداوندی:

خالق کائنات نے ایک تجزیہ دیا ہے کہ جو خوبی برکت اور فضل و احسان ہو یہ اللہ جل شانہٗ کا احسان ہے۔ یہ نہ تو تیرے سجدوں کا کمال ہے نہ عبادت کا صلہ اور نہ نیکیوں کا معاوضہ ہے۔ یہ جو کچھ ہے اُس کے اپنے مزاج تجلیات کی رحمت ہے۔

قوتِ فرقان:

بات ہر ایک شعور پر چھوڑ دی جاتی ہے۔ اُس نے انسان کو اندر ایک صلاحیت رکھ دی ہے کہ وہ اپنا نفع و نقصان، خیر و شر پہچانے۔ یہ شے جتنی develop ہوتی جاتی ہے اتنی ہی قلب کو سلامتی ملتی جاتی ہے۔ سرکار ﷺ نے ایک صحابیؓ سے فرمایا تھا: لوگ تجھے کچھ ہی کہتے رہیں تو اپنے دِل سے پوچھ۔ لیکن کیا پتہ ہے جسے تو دِل کا نام دیتا ہے وہ تیرا نفس ہوتا ہے۔ خوابوں میں معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ زیارت برحق ہے۔ کسی بزرگ کی بشارت برحق ہے۔ اکثر اوقات نفس آوازیں دیتا ہے۔ تعلیم و تلقین بے کار شے تو نہیں، یہ تو راہ پر چلانے والی بات ہوتی ہے۔

Marfat.com

کوئی شے معمولی نہیں:

چھوٹی باتوں میں دھیان رکھو، اگر چھوٹی باتوں کا خیال نہیں رکھو گے تو بڑی باتوں کا لحاظ نہیں رکھو گے۔

مقبول اعمال:

اُس کی بارگاہِ عالی میں ہر عمل مقبول ہے اور مقبول اعمال جو ہیں اُن کی صفت متعین ہے۔

قرب کے تقاضے:

وہ اتنا بڑا خالق ہے کہ اگر اُس سے بات کرنی ہے تو اُس سے تعارف ہو، پھر یارانہ ہو اور دوستی ہو۔

Marfat.com

(ماخوذ از تذکرۃ اولیا)

حضرت ابو محمدؒ امام جعفر صادقؓ

ہمارا ظاہر مخلوق کے لیے اور باطن خالق کے لیے ہے۔

باعثِ فخر:

میں اپنے کبر پر نازاں نہیں ہوں بلکہ میں تو رب کی کبریائی پر فخر کرتا ہوں۔

فخر و ندامت:

جس معصیت سے قبل انسان میں خوف پیدا ہو وہ اگر توبہ کر لے تو اُس کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جس عبادت کی ابتدا میں مامون رہنا اور آخر میں خود بینی پیدا ہونا شروع ہو تو اُس کا نتیجہ بُعدِ الٰہی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور جو شخص عبادت پر فخر کرے گا وہ گنہگار ہے اور جو معصیت پر اظہارِ ندامت کرے وہ فرمانبردار ہے۔

درویش کی فضیلت:

آپؒ سے سوال کیا گیا کہ صبر کرنے والے درویش اور شکر کرنے والے مالدار میں سے آپؒ کے نزدیک کون افضل ہے؟ آپؒ نے فرمایا کہ صبر کرنے والے درویش کو اس لیے فضیلت حاصل ہے کہ مالدار کو ہمہ وقت اپنے مال کا تصور رہتا ہے اور درویش کو صرف اللہ تعالیٰ کا خیال۔

ہر شے کا نعم البدل:

ذکرِ الٰہی کی تعریف یہ ہے کہ جس میں مشغول ہونے کے بعد دُنیا کی ہر شے کو بھول جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شے کا نعم البدل ہے۔

Marfat.com

عطائے الٰہی اور واسطہ:

"یختص برحمتہ من یشا" کی تفسیر کے سلسلے میں آپ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے یعنی اسباب و وسائل ختم کر دیے جاتے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ عطائے الٰہی بلاواسطہ ہے نہ کہ بالواسطہ۔

مومن کی تعریف:

مومن کی تعریف یہ ہے کہ جو اپنے مولیٰ کی اطاعت میں ہمہ تن مشغول رہے۔

نفس سے جنگ:

فرمایا صاحبِ کرامت وہ ہے جو اپنی ذات کے لیے نفس کی سرکشی سے آمادہ بجنگ رہے کیونکہ نفس سے جنگ کرنا اللہ تعالیٰ تک رسائی کا سبب ہوتا ہے۔

الہام و دلائل:

فرمایا کہ اوصافِ مقبولیت میں سے ایک وصف الہام بھی ہے جو لوگ دلائل سے الہام کو بے بنیاد قرار دیتے ہیں وہ بددین ہیں۔

رموزِ حقیقت کا انکشاف:

فرمایا، مجھ پر رموزِ حقیقت اُس وقت منکشف ہوئے جب میں خود دیوانہ ہو گیا۔

نیک بختی:

نیک بختی کی علامت یہ بھی ہے کہ عقلمند دشمن سے واسطہ پڑ جائے۔

اجتنابِ مصاحبت:

پانچ لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اول: جھوٹے سے کیونکہ اس کی صحبت فریب میں مبتلا کر دیتی ہے۔ دوم: بے وقوف سے کیونکہ جس قدر وہ تمہاری منفعت چاہے گا اسی قدر نقصان پہنچے گا، سوم: کنجوس سے کیونکہ اس کی صحبت سے بہترین وقت رائیگاں ہو جاتا ہے، چہارم: بزدل سے کیونکہ وہ وقت پڑنے

Marfat.com

پر ساتھ چھوڑ دیتا ہے، پنجم: فاسق سے کیونکہ ایک نوالے کے طمع میں وہ کنارہ کش ہو کر مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

جنت و جہنم:

اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں ہی فردوس و جہنم کا نمونہ پیش کر دیا ہے، آسائش جنت ہے اور تکلیف جہنم۔ جنت کا صرف وہی حقدار ہے جو اپنے تمام امور اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے اور دوزخ اُس کا مقصد ہے جو اپنے امورِ نفس سرکش کے حوالے کر دے۔

قبض و بسط:

اگر دشمنوں کی صحبت سے اولیا کرام کو ضرر پہنچ سکتا تو فرعون سے آسیہؓ کو پہنچتا اور اگر اولیا کی صحبت دشمن کے لیے فائدہ مند ہوتی تو سب سے پہلے حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی ازواج کو پہنچتا لیکن قبض اور بسط کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ

دین کی اساس:

تقویٰ دین کی اساس ہے اور لالچ تقویٰ کو ضائع کر دیتا ہے۔

خوابیدہ و مردہ قلوب:

خوابیدہ قلوب کو بیدار کیا جا سکتا ہے البتہ مردہ دلوں کی بیداری ممکن نہیں۔

اجتناب:

اول صحبتِ سلطان سے اجتناب کرو۔ دوم کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ ہو خواہ وہ رابعہ بصریؒ ہی کیوں نہ ہوں۔ سوم راگ رنگ میں شرکت کبھی نہ کرو کیونکہ یہ چیزیں برائی کی طرف جانے کا پیش خیمہ ہیں۔

Marfat.com

مردہ دلی:

آپؒ سے پوچھا گیا کہ لوگوں کی تباہی کس چیز میں پوشیدہ ہے؟ فرمایا کہ مردہ دلی میں۔ پوچھا گیا کہ مردہ دلی کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا کہ دُنیا کی جانب راغب ہو جانا۔

صبر کی قسمیں:

آپؒ نے صبر کا مفہوم بھی بتایا کہ صبر کی دو قسمیں ہیں اول آزمائش اور مصیبت میں صبر کرنا۔ دوم اُن چیزوں سے اجتناب کرنا جن سے احتراز کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ مصیبت یا اطاعتِ خداوندی پر میرا صبر کرنا صرف نارِ جہنم کے خوف کی وجہ سے ہے اور اسی کا نام جزع ہے اور میرا تقویٰ محض رغبت آخرت میں اپنا حصہ طلب کرنے کی وجہ سے ہے نہ کہ سلامتی جسم و جان کے لیے اور صابر وہ ہے جو اپنے حصہ پر راضی رہتے ہوئے آخرت کی طلب نہ کرے بلکہ اُس کا صبر صرف ذات الٰہی کے لیے ہو کیونکہ اخلاص کی علامت یہی ہے۔

جذب پیہم:

فرمایا انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نافع علم، اکمل علم، اخلاص و قناعت اور صبر جمیل حاصل کرتا ہے اور جب یہ چیزیں حاصل ہو جائیں تو اس کے اُخروی مراتب کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

فضیلت فرمانبرداری میں ہے:

فرمایا کہ بھیڑ بکریاں انسانوں سے زیادہ باخبر ہوتی ہیں کیونکہ چرواہے کی ایک آواز پر چرنا چھوڑ دیتی ہیں اور انسان اپنی خواہشات کی خاطر احکام الٰہی کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور صحبتِ بد انسان کو نیک لوگوں سے دُور کر دیتی ہے۔

خلوصِ نیت:

معرفت معاندت کو ترک کر دینے کا نام ہے۔ کیونکہ جنت محض عمل سے نہیں بلکہ خلوص نیت سے حاصل ہوتی ہے اور جب اہلِ جنت، جنت کا مشاہدہ کریں گے تو سات سو سال تک محویت کا عالم طاری

Marfat.com

رہے گا کیونکہ جمالِ الٰہی کا مشاہدہ کر کے وحدت میں غرق ہو جائیں گے اور جلال الٰہی سے ہیبت طاری ہو جائے گی۔

آئینہ فکر:

فکر ایک ایسا آئینہ ہے جس میں نیک و بد کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

قول و خاموشی:

جو قول مصلحت آمیز نہ ہو اس میں شر پنہاں ہوتا ہے اور جو خاموشی خالی از فکر ہو اسکو لہو و لعب اور غفلت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

آئینِ حیات:

جس نے نفسانی خواہشات کو ترک دیا وہ آزاد ہو گیا۔ جس نے حسد سے اجتناب کیا اُس نے محبت حاصل کر لی۔ جس نے صبر اور سکون کے ساتھ زندگی گزاری، وہ سربلند ہو گیا۔

تقویٰ کے مدارج:

فرمایا کہ تقویٰ کے تین مدارج ہیں اول: غیظ و غضب کے عالم میں سچی بات کہنا۔ دوم: ان اشیا سے احتراز کرنا جس سے اللہ تعالیٰ نے اجتناب کا حکم دیا ہے۔ سوم: احکام الٰہی پر راضی برضا ہونا اور قلیل تقویٰ بھی ایک ہزار برس کے صوم و صلوۃ سے افضل ہے کیونکہ اعمال میں سب سے زیادہ بہتر عمل فکر و تقویٰ ہے۔

نفاق کا خطرہ:

فرمایا کہ اگر میرے اندر نفاق نہ ہوتا تو میں دُنیا کی ہر شے سے اجتناب کرتا اور نفاق نام ہے ظاہر و باطن میں خلوص نیت کے نہ ہونے کا۔ کیونکہ جس قدر مومن گزر چکے ہیں اُن میں ہر فرد کو اپنے اندر نفاق کا خطرہ رہتا ہے اور مومن کی تعریف یہ ہے کہ حلیم ہو اور تنہائی میں عبادت کرتا ہے۔

غیبتِ مباح:

فرمایا تین افراد کی غیبت درست ہے، اول لالچی کی، دوم: فاسق کی، سوم: ظالم بادشاہ کی اور غیبت کا کفارہ اگرچہ صرف استغفار ہی ہے لیکن جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی بھی طلب کرے۔

Marfat.com

حسرت اندوز انتقال:

فرمایا کہ ہر فرد دُنیا سے تین تمنائیں لیے ہوئے چلا جاتا ہے۔ اول: جمع کرنے کی حرص، دوم: جو کچھ کرنا چاہا وہ حاصل نہ کر سکا، سوم: توشہ آخرت جمع نہ کر سکا۔

حیاتِ دُنیادی عالم نزع ہے:

کسی نے عرض کیا فلاں شخص پر نزع طاری ہے تو فرمایا کہ جس وقت دُنیا میں آیا اُس وقت سے آج تک عالم نزع ہی میں ہے۔

دُنیادار و عاقبت اندیش:

جو دُنیا کو محبوب تصور نہیں کرتے نجات انہی کا حصہ ہے اور اسیر دُنیا خود کو ہلاکت میں ڈال لیتا ہے اور جو نعمتِ دُنیا پر نازاں نہیں ہوتے، مغفرت انہی کا حصہ ہے کیونکہ دانشمند وہی ہے جو دُنیا کو خیر باد کہہ کر فکرِ آخرت میں لگا رہے اور اللہ شناس لوگ دُنیا کو اپنا دشمن تصور کرتے ہیں جب کہ دُنیا شناس اللہ کو دشمن تصور کرتے ہیں۔

دُنیا مقامِ عبرت:

فرمایا کہ نفس سے زیادہ دُنیا میں کوئی شے سرکش نہیں اور اگر تم یہ دیکھنا چاہتے ہو کہ تمہارے بعد دُنیا کی کیا کیفیت ہوگی تو یہ دیکھ لو کہ دوسرے لوگوں کے جانے کے بعد کیا نوعیت رہی۔

غور و فکر سے عمل:

فرمایا تم سے پہلے آسمانی کتابوں کی ایسی وقعت تھی کہ لوگ اپنی راتیں ان کے معانی پر غور و فکر کرنے میں گزار دیتے تھے اور دن میں اس پر عمل پیرا ہو جاتے تھے لیکن تم نے اپنی کتاب پر زیر و زبر تو لگا لیے مگر عمل ترک کر کے آسائش دُنیا میں گرفتار ہو گئے۔

مقدم رشتہ:

فرمایا دینی بھائی ہمیں اپنے اہل و عیال سے بھی زیادہ عزیز ہیں کیونکہ وہ دینی معاملات میں ہمارے معاون ہوتے ہیں۔

Marfat.com

حساب و بے حساب:

فرمایا دوستوں اور مہمانوں پر اخراجات کا حساب اللہ تعالیٰ نہیں لیتا لیکن جو اپنے ماں باپ پر خرچ کیا جائے گا اُس کا حساب ہو گا اور جس نماز میں دلجمعی نہ ہو وہ عذاب بن جاتی ہے۔

خشوع:

انسان کے قلبی خوف کا نام خشوع ہے۔

حضرت مالک بن دینارؒ

نفس:

فرمایا اے نفس! میں تجھے کسی دشمنی کی وجہ سے اذیت نہیں دیتا بلکہ تجھ کو صبر کا مرتبہ حاصل کرانے کے لیے ایسا کرتا ہوں تاکہ اس کے بدلے تجھے لازوال نعمت حاصل ہو جائے۔

دُنیا:

اس دُنیا سے اس لیے اجتناب بہتر ہے کہ اس نے علما کو بھی اپنا تابع بنا لیا ہے۔

اخلاص:

فرمایا کہ جو لغو باتیں زیادہ کرتا ہے اور عبادت کم، اس کا علم قلیل، قلب اندھا اور عمر رائیگاں ہے کیونکہ میرے نزدیک اخلاص سے بہتر کوئی عمل نہیں۔

دین:

دین ایک روشن دلیل ہے اور اس میں نرمی و آہستگی کے ساتھ مشغول رہو۔

اُمتِ محمدیہ کو خاص عطائیں:

فرمایا میں نے آسمانی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ کی امت کو دو ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو جبرائیلؑ و میکائیلؑ کو بھی عطا نہیں ہوئیں۔ اول نعمت یہ ہے "فاذکرونی اذکرکم" تم مجھے یاد

Marfat.com

کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور دوسری نعمت یہ ہے "ادعونی استجب لکم" تم مجھے پکارو میں تمہاری دُعا قبول کروں گا۔

حُبِّ دُنیا:

فرمایا کہ بعض آسمانی کتابوں میں ہے کہ جو دُنیا کو محبوب تصوّر کرتا ہے کہ میرا ادنیٰ برتاؤ اس کے ساتھ یہ ہے کہ میں ذکر و مناجات کی لذّت سے اُس کو خالی کر دیتا ہوں اور جو شخص خواہشاتِ دُنیا کی طرف دوڑتا ہے شیطان لعین اس کو فریب دینے کی اس لیے فکر نہیں کرتا کہ وہ تو خود ہی گمراہ ہے۔

حضرت محمدؒ واسعؒ

تمام مخلوق محتاج ہے:

فرمایا کہ دُنیا میں رہتے ہوئے زہد اختیار کرو اور حرص کو ترک کر دو اور پوری مخلوق کو محتاج تصوّر کر کے کبھی کسی سے اپنی احتیاج کا ذکر نہ کرنا اور اگر تم ان چیزوں کے پابند رہو گے تو بے نیاز ہو جاؤ گے اور اس نصیحت پر عمل کرنے والے کو دونوں جہان کی سلطنت حاصل ہو جائے گی۔

حضرت حبیب عجمیؒ

کرامت اور اسرار و رموز:

فرمایا طریقت میں چودھواں درجہ کرامت کا ہے اور اٹھارہواں درجہ اسرار و رموز کا۔ کرامات کا حصول عبادت سے متعلق ہے اور اسرار و رموز کا عقل و فکر سے۔

فہم قلب کا کام ہے:

آپؒ سے سوال کیا گیا کہ آپؒ قرآن حکیم کا مفہوم کس طرح سمجھ لیتے ہیں جبکہ یہ عربی زبان میں ہے اور آپؒ عجمی ہیں۔ فرمایا کہ میری زبان گو عجمی ہے لیکن قلب عربی ہے۔

رضا:

فرمایا کہ رضا تو صرف اسی قلب کو حاصل ہے کہ جس میں کوئی کدورت نہ ہو۔

Marfat.com

حضرت ابو حازم مکیؒ

ذریعہ نجات:

فرمایا کہ حلال جگہ سے جو دام حاصل ہو اس کو حلال جگہ ہی خرچ کرو یہی ذریعہ نجات ہے۔

دُنیا سے اجتناب:

فرمایا کہ دُنیا سے اجتناب کرو کیونکہ میں نے سُنا ہے کہ جو عبادت گزار دُنیا کو محبوب تصور کرتا ہے اس کو روزِ محشر کھڑا کر کے ملائکہ یہ منادی کریں گے کہ یہ وہ شخص ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ شے کو پسند کیا۔

دُنیا مقام حزن وملال:

فرمایا دُنیا میں ایسی کوئی شے نہیں جس کا انجام غم واندوہ نہ ہو کیونکہ دُنیا میں کوئی چیز ایسی پیدا ہی نہیں کی گئی جس کا انجام حزن و ملال نہ ہو۔ دُنیا کی حقیر سے حقیر شے بھی انسان کو اپنی جانب اس درجہ مائل کر لیتی ہے کہ جنّت کی بڑی چیز بھی اتنی توجہ کا باعث نہیں بنتی۔

مقدر:

فرمایا کہ تمام چیزوں کا دار و مدار صرف دو چیزوں پر منحصر ہے۔ ایک تو وہ جو میرے لیے ہے اور دوسری وہ جو میرے لیے نہیں ہے۔ خواہ میں اُس شے سے کتنا ہی دُور کیوں نہ بھاگوں پھر بھی وہ مجھ تک پہنچے گی اور جو دوسروں کے لیے ہے خواہ میں اُس کے حصول میں کتنی ہی سعی کیوں نہ کر لوں، وہ مجھے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔

دُعا:

فرمایا اگر میں دُعا کرنے سے محروم ہو جاؤں تو اس کی عدم قبولیت سے مجھ پر شدید مشکلات آپڑیں۔

Marfat.com

دورِ جدید:

فرمایا اے لوگو! تم ایسے دَور کی پیداوار ہو جو فعل کو چھوڑ کر قول پر راضی ہو جاتے ہیں۔ یہ عمل کو ترک کر کے علم پر مسرور ہونے کا دَور ہے۔ اس لیے تم بدترین لوگوں میں اور بہترین دَور میں ہو۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ

حُبِ دُنیا:

طالب دُنیا رسوا و ذلیل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ خادم بنو مخدوم نہ بنو۔ خادم بننا ہی وجہ سعادت ہے۔

زُہد و رضا:

آپؒ سے پوچھا گیا کہ زہد و رضا میں افضل کون ہے؟ فرمایا کہ رضا کو فضیلت اس لیے حاصل ہے کہ جو راضی بر ضا رہتا ہے وہ اپنی بساط سے زیادہ طلب نہیں کرتا۔

بندگی اور خلوت نشینی:

میری خواہش صرف اس وجہ سے علیل ہو جانے کی ہے کہ باجماعت نماز ادا نہ کرنی پڑے اور کسی کی شکل تک نظر نہ آئے کیونکہ بندگی ایک ایسی خلوت نشینی کا نام ہے جس میں کسی کی صورت نظر نہ پڑے اور میں ایسے شخص کا بہت ممنون ہوتا ہوں جو نہ مجھے سلام کرے اور نہ مزاج پُرسی کو آئے کیونکہ لوگوں سے میل ملاقات اور عدم تنہائی نیکی سے بہت دُور کر دیتے ہیں اور جو شخص محض اعمال پر گفتگو کرتا ہے اس کی گفتگو لغو اور بے سود ہوتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے خوف رکھتا ہے اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ دوست کو غم اور دُشمن میں عیش عطا کرتا ہے۔

دُنیا مقامِ خشیت:

فرمایا جس طرح جنت میں رونا عجیب سی بات ہے اسی طرح دُنیا میں ہنسنا بھی تعجب انگیز ہے کیونکہ نہ جنت رونے کی جگہ ہے اور نہ دُنیا ہنسنے کی جگہ ہے اور جس کا قلب خشیتِ الٰہی سے لبریز رہتا ہے اُس سے ہر شے خوفزدہ رہتی ہے۔

Marfat.com

زہد کی مقدار:

فرمایا کہ زہد کی مقدار بندے میں اسی قدر ہوتی ہے جتنا اُسے آخرت سے لگاؤ ہوتا ہے۔

دُنیا:

اگر دُنیا کی ہر لذّت میرے لیے جائز کر دی جاتی، تب بھی میں دُنیا سے اتنا نادم رہتا جتنا لوگ حرام اور مردہ شے سے نادم ہو جاتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے برائیوں کے مجموعہ کو دُنیا کا نام دے دیا ہے اور دُنیا سے بری الذمہ ہو کر لوٹنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا دُنیا میں آنا آسان ہے۔

دُنیا اور آخرت اکتسابی ہے:

فرمایا کہ دُنیا میں جب کسی کو نعمتوں سے نوازا جاتا ہے تو آخرت میں اُس کے سو حصے کم کر دیے جاتے ہیں کیونکہ وہاں تو صرف وہی ملے گا جو دُنیا سے کمایا ہے۔ لہٰذا یہ انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ حصہ آخرت میں کمی کر لے یا زیادتی۔ دُنیا میں عمدہ لباس اور اچھے کھانے کی عادت نہ ڈالو کیونکہ محشر میں اِن چیزوں سے محروم کر دیے جاؤ گے۔

عجز:

فرمایا کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ہم انبیا کرام میں سے کسی ایک نبی سے پہاڑ ہم کلام ہوں گے، چنانچہ طورِ سینا کے علاوہ تمام پہاڑ فخر و تکبّر کا شکار ہو گئے اس لیے اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر حضرت موسیٰؑ سے کلام فرمایا کیونکہ عجز اللہ کی پسندیدہ شے ہے۔

ناممکنات:

فرمایا کہ تین چیزوں کا حصول ناممکن ہے۔ اس لیے ان کی جستجو نہ کرو۔ اوّل ایسا عالم جو مکمل طور پر اپنے علم پر عمل پیرا ہو، دوم ایسا عامل جس میں اخلاص بھی ہو، سوم وہ بھائی جو عیوب سے پاک ہو کیونکہ جو فرد اپنے بھائی کا ظاہراً دوست ہو اور باطنی دشمن ہو اس پر سدا اللہ کی لعنت رہتی ہے اور اُس کی سماعت و بصارت سلب کر لیے جانے کا خدشہ رہتا ہے۔

Marfat.com

ریا:

فرمایا ایک دور وہ بھی تھا کہ جب عمل کو ریا تصور کیا جاتا تھا اور ایک دور یہ ہے کہ بے عملی ریا میں شامل ہے۔ یاد رکھو کہ دکھاوے کا عمل شرک میں شامل ہے۔

اہلِ معرفت:

زاہد اہلِ معرفت وہی ہے جو مقدرات پر شاکر و قانع رہے اور مکمل اللہ شناس عبادت بھی مکمل کرتا ہے اور کسی سے اعانت کا طالب نہ ہو، وہ جواں مرد ہے۔

متوکل:

فرمایا کہ متوکل وہی ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا نہ تو کسی سے خائف ہو اور نہ کسی سے اُمیدیں وابستہ کرے کیونکہ توکل اللہ تبارک و تعالیٰ پر شاکر و قانع رہنے کا نام ہے۔

اللہ کی محبوبیت:

اگر لوگ تم سے سوال کریں کہ کیا تُم اللہ کے محبوب ہو؟ تو کوئی جواب نہ دو اور نہ اپنی محبوبیت کا انکار کرو ورنہ تمہیں حلقۂ اسلام سے خارج رکھا جائے گا اور اگر محبوبیت کا دعویٰ کرو گے تو دروغ گوئی ہو گی کیونکہ تمہارا کوئی عمل اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوبوں جیسا نہیں ہے۔

ذکر الٰہی سے محرومی پر ملامت:

جب حوائج ضروریہ کی وجہ سے ذکر الٰہی سے محروم ہو جاتا ہوں تو بے حد ملامت ہوتی ہے حالانکہ تین یوم کے بعد رفع حاجت کے لیے جاتا ہوں۔

بدباطنی:

فرمایا کہ بہت سے لوگ غُسل کے بعد پاک ہو جاتے ہیں لیکن بہت سے بدباطن حج اور زیارتِ کعبہ کے بعد بھی نجس لوٹتے ہیں۔

Marfat.com

دانشمندی:

فرمایا کہ دانشمندی سے جنگ کرنا احمقوں کے ساتھ مٹھائی کھانے سے زیادہ سہل ہے۔

لعنت کا مستحق:

فرمایا اگر مجھے اپنی دُعا کی مقبولیت کا ایقان ہو جاتا تو میں اپنے بجائے سلطان وقت کے لیے دُعا کرتا، تاکہ مخلوق کو زیادہ سکون حاصل ہوتا کیونکہ اپنے لیے دُعا کرنے میں اپنا ہی مفاد پوشیدہ ہوتا ہے۔

کھانے اور سونے کی زیادتی:

فرمایا کہ کھانے اور سونے کی زیادتی باعثِ ہلاکت ہوتی ہے۔

احمقانہ خصلتیں:

فرمایا کہ دو خصلتیں حماقت پر مبنی ہیں اول بلا وجہ ہنسنا۔ دوم دن رات کی بیداری سے گریز کرنا اور خود عمل نہ کرتے ہوئے دوسروں کو نصیحت کرنا۔

اللہ کی یاد:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اُسے یاد کرتا ہوں اور جو مجھے بھلا دیتا ہے میں اُس کو بھلا دیتا ہوں اور میرے فعل کے بعد مجھے یاد کرنا جُرم ہے۔

بشارت و تنبیہ:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ معصیت کرنے والوں کو مبارک باد دے دو کہ جب تم توبہ کرو گے، میں قبول کروں گا اور صدیقین کو ڈرا دو کہ میں محشر میں عدل کروں گا تو سب مستوجب عذاب ہوں گے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم ادھمؒ

خواہشات کا بندہ:

فرمایا کہ خواہشات کا بندہ کبھی سچا نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ کے ساتھ اخلاص کا تعلق صدق و خلوص نیت سے ہے۔

دِل جمعی:

فرمایا کہ جس کو تین حالتوں میں دل جمعی حاصل نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کے اوپر بابِ رحمت بند ہو چکا ہے۔ اول تلاوت کلام مجید کے وقت، دوم حالت نماز میں، سوم: ذکر و شغل۔ اور عارف کی شناخت یہی ہے کہ وہ ہر شے میں حصولِ عبرت کے لیے غور و فکر کرتے ہوئے خود کو حمد و ثنا میں مشغول رکھے اور اطاعتِ الٰہی میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارے۔

وزنی عمل:

فرمایا کہ حشر میں وہی عمل وزنی ہو گا جو دُنیا میں گراں محسوس ہوتا ہے۔

قلبِ سالک:

فرمایا کہ تین رجحانات رفع ہو جانے کے بعد قلبِ سالک پر سارے خزانے کشادہ کر دیے جاتے ہیں۔ اول یہ کہ کبھی دُنیا کی سلطنت قبول نہ کرے، دوم اگر کوئی شے سلب کر لی جائے تو غمزدہ نہ ہو کیونکہ کسی شے کے حصول پر اظہار مسرت کرنا حریص ہونے کی علامت ہے اور غم کرنا غُصہ کی نشانی ہے۔ سوم یہ کہ کسی طرح کی تعریف و بخشش پر کبھی اظہار مسرت نہ کرے کیونکہ اظہار مسرت کرنا کمتری کی علامت ہے اور احساسِ کمتری والا ہمیشہ ندامت کا شکار ہوتا ہے۔

مخلوق سے کنارہ کشی:

فرمایا کہ خالق کو محبوب رکھتے ہوئے مخلوق سے کنارہ کش ہو جاؤ اور بند کو کھول دو اور کھلے ہوئے کو بند کر دو یعنی سیم و زر کی محبت چھوڑ کر تھیلی کا منہ کشادہ کر دو اور لغویات سے احتراز کرو۔

Marfat.com

صالحین کا مرتبہ:

فرمایا کہ جب تک اپنے اوپر عظمت، عزت اور خواب و امات کا دروازہ بند کرے فقر و ذلت اور بیداری کا دروازہ کشادہ نہ کرو گے اُس وقت تک تمہیں صالحین کا مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

چھ عادتیں:

فرمایا کہ چھ عادتیں اختیار کر لو، اول جب تم ارتکاب معصیت کرتے ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا رزق مت استعمال کرو، دوم اگر معصیت کا قصد ہو تو اللہ کی مملکت سے نکل جاؤ، سوم ایسی جگہ جا کر گناہ کرو جہاں وہ نہ دیکھ سکے اور اس پر جب لوگوں نے آپؒ پر اعتراض کیا کہ وہ کونسی جگہ ہے جہاں وہ نہیں دیکھ سکتا جبکہ وہ اسرارِ قلوب تک سے واقف ہے تو فرمایا کہ یہ کیسا انصاف ہے کہ اس کا رزق استعمال کرو، اس کے ملک میں رہو اور اسی کے سامنے گناہ بھی کرو۔ چہارم یہ کہ فرشتۂ اجل سے توبہ کا وقت طلب کرو، پنجم منکر نکیر کو قبر میں مت آنے دو، ششم جب جہنم میں جانے کا حکم ملے تو انکار کر دو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ تمام چیزیں تو ناممکنات میں سے ہیں اور کوئی بھی ان کی تکمیل نہیں کر سکتا تو فرمایا کہ جب یہ تمام چیزیں ناممکن العمل ہیں تو پھر گناہ نہ کرو۔

دُعاؤں کی عدم قبولیت:

لوگوں نے آپؒ سے دُعاؤں کی عدم قبولیت کی شکایت کی تو فرمایا کہ تم اللہ تبارک و تعالیٰ کو پہچانتے ہوئے بھی اس کی اطاعت سے گریزاں ہو اور اُس کے قرآن و رسولؐ سے واقف ہوتے ہوئے بھی اُن کے احکام پر عمل پیرا نہیں ہوتے، اُس کا رزق کھا کر بھی اُس کا شکر ادا نہیں کرتے، جنت میں جانے اور جہنم سے نجات پانے کا انتظام نہیں کرتے۔ ماں باپ کو دفن کر کے بھی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ابلیس کو غنیم جانتے ہوئے بھی اس سے معاندت (دشمنی) نہیں کرتے، موت کی آمد کا یقین رکھتے ہوئے اسے بے خبر اور اپنے عیوب سے واقف ہوتے ہوئے بھی دوسروں کی عیب جوئی کرتے رہتے ہو۔ پھر بھلا خود سوچو کہ ایسے لوگوں کی دُعائیں کیسے قبولیت حاصل کر سکتی ہیں۔

Marfat.com

فاقہ کشی پر صبر:

پوچھا گیا کہ فاقہ کش انسان کیا کرے۔ فرمایا کہ تادم مرگ صبر سے کام لے تاکہ قاتل سے خُون بہا لیا جاسکے۔

گرانی وارزانی:

عرض کیا گیا کہ آج کل گوشت بہت گراں ہو گیا ہے فرمایا کہ کھانا ترک کردو، اپنے آپ ارزاں ہو جائے گا۔

حضرت بشر حافیؒ

فقرا کی قسمیں:

فرمایا کہ فقرا کی بھی تین قسمیں ہیں۔ اول وہ جو نہ تو مخلوق سے طلب کرتے ہیں اور نہ کسی کے کچھ دینے کے باوجود ان سے کچھ لیتے ہیں اُن کا شمار ایسے روحانی بندوں میں ہوتا ہے کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگتے ہیں مل جاتا ہے۔ دوم وہ جو خود تو کسی سے طلب نہیں کرتے لیکن اگر کوئی دے دے تو قبول کر لیتے ہیں، یہ متوسط قسم کے متوکل ہوتے ہیں اور انہیں جنت کی تمام نعمتیں حاصل ہوں گی۔ سوم وہ جو نفس کشی کرتے ہوئے صبر وضبط سے کام لے کر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔

صبر:

فرمایا کہ فقر کو پوشیدہ رکھ کر صبر اختیار کرو اور خواہشات نفسانی کو نکال پھینکو اور مکان کو قبر سے بھی زیادہ خالی رکھو تاکہ ترکِ دُنیا کا رنج نہ ہو۔

حضرت خضرؑ کی دُعا:

فرمایا ایک دن میں اپنے مکان پر پہنچا تو ایک صاحب کو منتظر پایا۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ میں خضرؑ ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ پھر میرے لیے دُعا فرمائیں۔ انہوں نے دُعا فرمائی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے لیے عبادت کو آسان کر دے اور تیری عبادت کو تجھ سے پوشیدہ رکھے۔

Marfat.com

دُنیاوی عزت:

فرمایا کہ جو دُنیاوی عزت چاہتا ہے اُسے تین چیزوں سے کنارہ کش رہنا چاہیے، اول مخلوق سے اظہار حاجت کرنا، دوم دوسروں کے عیب نکالنا، سوم کسی مہمان کے ہمراہ جانا۔ فرمایا دُنیاوی نمود کا خواہش مند لذّتِ آخرت سے محروم رہتا ہے۔

قانع:

فرمایا کہ قانع رہنے سے اگر دُنیا میں ہی عزت مل جاتی، جب بھی قناعت بہتر تھی۔

عبادت میں لذّت و حلاوت:

فرمایا کہ یہ تصور کرنا کہ لوگ ہمیں بہتر سمجھیں محض حُبِّ دُنیا کا مظہر ہے اور جب تک بندہ نفس کے سامنے فولادی دیوار قائم نہیں کرلیتا اس وقت تک لذّت و حلاوت حاصل نہیں کر سکتا۔

تین مشکل کام:

فرمایا یہ تین کام بہت مشکل ہیں، اول مفلسی میں سخاوت، دوم خوف میں صداقت، سوم خلوت میں تقویٰ۔

تقویٰ:

تقویٰ نام ہے شکوک و شبہات سے پاک ہونے اور قلب کی ہمہ وقت گرفت کرنے کا۔

اللہ کے مخصوص بندے:

اللہ نے بندے کو صبر و معرفت سے زیادہ عظیم شے اور کوئی نہیں عطا کی اور اہل معرفت ہی اللہ کے مخصوص بندے ہیں اور جو بندہ اللہ کے ساتھ قلب کو صاف رکھتا ہے اُس کو صوفی کہتے ہیں اور اہل معرفت وہ ہیں کہ جن کو سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے نہ کوئی جانتا ہے، نہ عزت کرتا ہے۔ جو صدق دِل سے عبادت کرتا ہے، وہ لوگوں سے وحشت زدہ رہتا ہے۔

Marfat.com

حضرت ذوالنون مصریؒ

وصالِ خداوندی کی دو راہیں:

آپؒ سے پوچھا گیا کہ وصالِ خداوندی کے لیے کون سی راہ اختیار کی جائے؟ فرمایا کہ دو راہیں ہیں، ایک چھوٹی اور دوسری طویل۔ چھوٹی تو یہ ہے کہ خواہشاتِ دُنیا اور معصیت کو چھوڑ دے اور طویل راہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا سب سے کنارہ کش ہو جائے۔

بے نیاز کرنے والا:

آپؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ پاکیزہ ہے وہ ذات جو عارفین کو دُنیاوی وسائل سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

حجابِ چشم:

حجابِ چشم ہی سب سے بڑا حجاب ہے جس کی وجہ سے غیر شرعی چیزوں پر نظر نہیں پڑتی۔

حکمت:

فرمایا کہ شکم سیر کو حکمت حاصل نہیں ہوتی۔

دروغ گوئی:

فرمایا معصیت سے تائب ہو کر دوبارہ ارتکاب معصیت دروغ گوئی ہے۔

تقویٰ:

سب سے بڑا دولت مند وہ ہے جو تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہے۔

جسمانی وروحانی توانائی:

فرمایا قلیل کھانا جسمانی توانائی کا ذریعہ اور قلیل گناہ روحانی توانائی کا ذریعہ ہے۔

Marfat.com

مصائب میں صبر:

فرمایا کہ مصائب میں صبر کرنا تعجب خیز نہیں بلکہ مصائب میں خوش رہنا تعجب کی بات ہے۔

خُداخوفی:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے خوف کرنے والے ہدایت پاتے ہیں اور اُس سے خائف ہونے والے گمراہ ہو جاتے ہیں اور درویشی سے ڈرنے والے قہرالٰہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

انسانی تباہی کا دائمی سبب:

فرمایا کہ انسان پر چھ چیزوں کی وجہ سے تباہی آتی ہے۔(۱) اعمال صالحہ سے کوتاہی کرنا،(۲) ابلیس کا فرمانبردار ہونا،(۳) موت کو قریب نہ سمجھنا،(۴) رضائے الٰہی کو چھوڑ کر مخلوق کی رضامندی حاصل کرنا،(۵) تقاضۂ نفس پر سنّت کو ترک کر دینا،(۶) اکابرین کی غلطی کو سند بنا کر اُن کے فضائل پر نظر نہ کرنا اور اپنی غلطی کو اُن کے سر تھوپنا۔

متقیوں کی صحبت:

فرمایا کہ اہلِ تقویٰ کی صحبت سے لطف حیات حاصل ہوتا ہے اور ایسے احباب بنانے چاہئیں جو تمہاری ناراضگی سے ناراض نہ ہوں۔

معرفت کا تقاضہ:

فرمایا اگر تم حصول معرفت کے خواہش مند ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ایسی دوستی کی مثال پیش کرو جیسے حضرت صدیق اکبرؓ نے حضور اکرمؐ کے ساتھ کی اور کبھی ذرّہ برابر مخالفت نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں صدیق کے خطاب سے نوازا اور حُبِ خداوندی کی نشانی بھی یہی ہے کہ کبھی اُس کے حبیب کی مخالفت نہ کرے۔

Marfat.com

دُنیادار کو نصیحت:

فرمایا کہ طبیب سے نااہل کوئی نہیں جو عالم مدہوشی میں مدہوشوں کا علاج کرے یعنی جس پر نشۂ دُنیا سوار رہے تو اُس کو نصیحت کرنا بے سُود ہے لیکن جب ہوش ٹھکانے آجائے تو پھر اس سے توبہ کروانی چاہیے۔

اخلاص:

فرمایا کہ میں نے راہ اخلاص کی جانب لے جانے والی خلوت سے زائد کسی شے کو افضل نہیں پایا۔

اللہ سے دُوری:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُوری اختیار کرنے والوں کی نیکیاں مقربین کے گناہوں کے برابر ہوتی ہیں اور صدق دلی سے تائب ہونے کے بعد سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

حُبِّ دُنیا:

جس طرح ہر جرم کی ایک سزا ہوا کرتی ہے اسی طرح ذکر الٰہی سے غفلت کی سزا دنیاوی محبت ہے۔

عارف:

فرمایا کہ عارفین اس لیے زیادہ خائف رہتے ہیں کہ لحہ بہ لحہ قرب الٰہی میں زیادتی ہوتی رہتی ہے اور عارف کی شناخت یہ ہے کہ مخلوق میں رہ کر بھی بیگانہ خلائق رہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرنے والے کو بھی عارف کہا جاتا ہے۔ عارف کے اندر لگاتار تغیر ہوتا رہتا ہے اور عارف اپنی معرفت کی بنا پر ہمیشہ مؤدب رہتا ہے۔

معرفت کی اقسام:

فرمایا کہ معرفت تین اقسام ہیں۔ اول معرفتِ توحید جو تقریباً ہر مومن کو حاصل رہتی ہے۔ دوم معرفت حجت وبیان یہ حکماؤ علما کو ملتی ہے۔ سوم صفات کی معرفت۔ یہ صرف اولیائے کرام کے لیے مخصوص ہے جو نہ دوسروں کا حاصل ہوتی ہے اور نہ کوئی ان کے مراتب سے واقف ہو سکتا ہے۔ مزید فرمایا کہ معرفت

Marfat.com

کا دعویدار کاذب ہوتا ہے۔ اس لیے کہ عارف و معروف کی معرفت ایک ہو جانے کی وجہ سے معرفت کا مدعی دونوں حالتوں سے خالی نہیں یا تو وہ اپنے دعوے میں سچا ہے یا جھوٹا۔ اگر سچا ہے تو اپنی تعریف کرنے کا مرتکب ہوتا ہے اور سچے لوگ کبھی اپنی تعریف خود نہیں کرتے۔ عارف کو جس قدر قربت حاصل ہو گی اُسی قدر سرگرداں رہے گا جس طرح آفتاب سے قریب شے اس سے زیادہ متاثر ہوتی ہے۔

عارف کی پہچان:

فرمایا کہ عارف کی شناخت یہ ہے کہ بغیر علم کے اللہ کو جانے، بغیر آنکھ کے دیکھے، بغیر سماعت کے اُس سے واقف ہو، بغیر مشاہدے کے اُس کو سمجھے۔ بغیر صفت کے پہچانے اور بغیر کشف و حجابات کے اُس کا مشاہدہ کر سکے یعنی ذاتِ باری میں فنائیت کی یہ علامتیں ہیں جیسا کہ خود باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں جس کو دوست بناتا ہوں اُس کا کان بن جاتا ہوں تاکہ وہ مجھ سے سُنے، آنکھ بن جاتا ہوں تاکہ وہ مجھ سے دیکھے، زبان بن جاتا ہوں تاکہ مجھ سے بات کرے، ہاتھ بن جاتا ہوں تاکہ مجھ سے پکڑے۔

صحبتِ الٰہی:

فرمایا کہ صحبت الٰہی کا مفہوم یہ ہے کہ جو چیزیں اُس سے دُور کر دینے والی ہیں اُن سے کنارہ کش رہے۔

مریض قلب کی چار علامتیں:

فرمایا کہ مریض قلب کی چار علامتیں ہیں (۱) عبادت میں لذّت کا نہ ہونا، (۲) اللہ تبارک و تعالیٰ سے خوف زدہ نہ ہونا، (۳) دُنیاوی امور سے عبرت حاصل نہ کرنا، (۴) علم کی بات سننے کے بعد بھی اُن پر عمل نہ کرنا۔

عبودیت:

فرمایا کہ قلب و رُوح سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمانبردار بن جانے کو عبودیت کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

توکل:

فرمایا کہ توکل نام ہے اللہ تبارک و تعالیٰ پر اعتماد ہوئے کسی سے کچھ طلب نہ کرنے اور بندہ بن کر مالک کی اطاعت کرنے اور تدابیر و تکبر ترک کر دینے کا۔

اُنس:

فرمایا کہ اُنس نام ہے اللہ تعالیٰ کے محبوبوں سے محبت کرنے اور اُس کی محبت حاصل کرنے کا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے مونس کی شناخت یہ ہوتی ہے کہ آگ میں ڈال دینے کے بعد بھی حوصلے میں کمی نہ آئے اور اُنس خداوندی کی نشانی یہ ہے کہ مخلوق سے کنارہ کش ہو جائے۔

تدبّر و تفکّر:

فرمایا کہ تدبّر و تفکّر عبادت کی چابی ہے اور خواہشات کی مخالفت اللہ تبارک و تعالیٰ سے ملاقات کی آئینہ دار ہے اور جو بندہ دِل کے ذریعے فکر کرتا ہے وہ عالمِ غیب میں رُوح کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے۔

رضا:

فرمایا رضا نام ہے شدّتِ موت پر راضی رہنے اور مصائب میں دوستی کا دعویٰ کرنے کا اور جو قضا و قدر پر راضی رہتا ہے، وہ اپنے نفس سے واقف ہو جاتا ہے۔

اخلاص:

فرمایا کہ اخلاص میں جب تک صدق و صبر شامل نہ ہو اُس وقت تک اخلاص مکمل نہیں ہوتا۔ خود کو ابلیس سے محفوظ رکھنے کا نام بھی اخلاص ہے۔ اہلِ اخلاص وہ ہوتے ہیں جو اپنی تعریف سے خوش اور اپنی بُرائی سے ناخوش نہ ہوں اور اپنے اعمال صالحہ کو اس طرح فراموش کر دیں کہ روزِ محشر اللہ تبارک و تعالیٰ سے اُس کا معاوضہ بھی طلب نہ کریں۔ لیکن خلوت میں اخلاص کا قائم رکھنا بھی دشوار ہے۔

یقین:

فرمایا کہ آنکھوں سے مشاہدہ کرنے والے کی مثال علم جیسی ہے اور قلب سے دیکھنے والے کی مثال یقین جیسی ہے اور یقین کا ثمر صبر ہے۔ یقین کی تین علامتیں ہیں۔ (۱) ہر شے میں اللہ جل شانہٗ کو دیکھنا، (۲)

Marfat.com

اپنے تمام امور میں اُس سے رجوع کرنا، (۳) ہر حال میں اس کی اعانت طلب کرنا، یقین آرزؤں میں کمی کر دیتا ہے اور آرزؤں کی قلت زُہد کی تلقین کرتی ہے۔ زُہد حکمت کا علمبردار ہے اور حکمت شجرِ انجام کو پھل دار کرتی ہے۔ تھوڑا سا یقین بھی پوری دُنیا سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ ترقی آخرت کی طرف لے جاتا ہے، اور اس سے عالمِ ملکوت کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔ اہل یقین کی شناخت یہ ہے کہ مخلوق کی مخالفت کرتے ہوئے نہ تو اُس کی تعریف کرے اور نہ اُس کی سخاوت سے فائدہ اُٹھائے۔

حق بینی کا دعویٰ دار:

فرمایا کہ حق بینی کا دعویدار نہ صرف محرومی کا شکار ہوتا ہے بلکہ اُس کا دعویٰ بھی جھوٹا ہوتا ہے کیونکہ حق بین بندہ اظہار کو معیوب تصور کرتا ہے۔

حقیقی مرید:

فرمایا کہ کوئی مرید اس وقت تک صحیح معنوں میں مرید نہیں ہوتا جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ کے بعد مرشد کا اطاعت گزار نہ ہو۔

ظاہر کی عظمت:

فرمایا جو بندہ وسواس قلبی ختم کرنے کے بعد مراقبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے ظاہر کو بھی عظمت عطا فرما دیتا ہے۔

اللہ خوفی:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے خائف رہنے والے کے قلب میں اللہ عزوجل کی محبت اس طرح جاگزیں ہو جاتی ہے کہ اس کو عقل کامل عطا کر دی جاتی ہے۔ جو مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہتا ہے وہ شدید مشکلات میں گھرتا چلا جاتا ہے اور جو بے سُود چیزوں کے حصول کی سعی کرتا ہے وہ اس شے کو کھو دیتا ہے جس سے اُس کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

Marfat.com

حق آگاہی:

فرمایا کہ اگر تمہیں حق بات پر تھوڑا سا رنج بھی ہوتا ہے تو یہ اس چیز کی علامت ہے کہ تمہارے نزدیک حق کا درجہ بہت کم ہے۔

ظاہر و باطن:

فرمایا کہ جس کا ظاہر، باطن کا آئینہ دار نہ ہو اُس کی صحبت سے کنارہ کش رہو۔

ذکر اللہ:

فرمایا کہ یاد الٰہی کرنے والا اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا ہر شے کو خود بخود بھولتا چلا جاتا ہے۔

اللہ اور رسولؐ کی شناخت:

فرمایا کہ میں نے اللہ عزوجل کو اُس کی ذات و صفات سے شناخت کیا اور مخلوق کو اس کے رسولؐ کی وجہ سے پہچانا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کو تو خالق ہونے کی وجہ سے شناخت کیا جا سکتا ہے اور رسولؐ چونکہ مخلوق ہیں اس لیے مخلوق کو اُس کے ذریعے پہچانا جاتا ہے۔

طلب اعانت:

آپؒ سے سوال کیا گیا کہ بندہ اللہ المجیب الدعوات سے کس وقت اعانت طلب کرتا ہے۔ فرمایا نفس و تدابیر سے عاجز آ کر۔

اہل اخلاص کی صحبت:

فرمایا کہ ایسے اہل اخلاص کی صحبت اختیار کرو جو ہر حال تمہارے شریک رہیں اور تمہاری تبدیلی سے بھی اُن میں کوئی تبدیلی رونما نہ ہو۔

Marfat.com

جنّت کا استحقاق:

فرمایا کہ بندہ اُس وقت تک جنت کا مستحق نہیں ہو سکتا جب تک پانچ چیزوں پر عمل پیرا نہ ہو، (۱) ٹھوس استقامت، (۲) ٹھوس اجتہاد، (۳) ظاہری و باطنی دونوں طریقوں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا مراقبہ، (۴) موت کے انتظار میں توشہ آخرت کے حصول میں مصروف رہنا، (۵) قیامت سے پہلے اپنا محاسبہ کرتے رہنا۔

طلبِ علم:

فرمایا کہ وہ کمینہ ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستے میں ناواقف ہوتے ہوئے بھی کسی سے معلومات نہ کرے۔

انعام یافتگان کی صحبت:

فرمایا اُس کی صحبت اختیار کرو جس میں من و تو کا خطرہ نہ ہو اور نفس کی مخالفت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے موافق بن جاؤ۔ کسی کو کمتر تصور مت کرو خواہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ کبھی تائب ہو کر مقبول بارگاہ ہو جائے۔

نصیحت:

فرمایا کہ اپنے ظاہر کو خلق اور باطن کو خالق کے حوالے کر دو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے ایسا تعلق قائم کرو جس کی وجہ سے وہ تمہیں مخلوق سے بے نیاز کر دے۔ یقین پر کبھی شک کو ترجیح نہ دو۔ جس وقت تک نفس اطاعت پر آمادہ نہ ہو مسلسل اُس کی مخالفت کرتے رہو۔ مصائب میں صبر کرتے ہوئے زندگی اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد میں گزار دو۔ قلب کو ماضی و مستقبل کے چکر میں نہ ڈالو یعنی گزرے ہوئے اور آنے والے وقت کا تصور قلب سے نکال کر صرف حال کو غنیمت جانو۔

صوفی کی تعریف:

فرمایا کہ صوفی کی تعریف یہ ہے کہ ترکِ دُنیا کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ کو محبوب بنالے اور اللہ تبارک و تعالیٰ بھی اُس کو اپنا محبوب سمجھے۔

Marfat.com

اللہ تک رسائی:

کسی نے آپؒ سے عرض کی کہ مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کا راستہ دکھا دیجئے تو فرمایا کہ اللہ عز و جل تیری رسائی سے بہت دُور ہے لیکن اگر کسی کو واقعی قرب مطلوب ہو تو وہ پھر پہلے ہی قدم پر مل جاتا ہے۔

حق شناسی:

فرمایا کہ اگر تم حق شناس نہیں ہو تو کسی ایسے کی جستجو کرو جو تمہیں حق سے شناسا کرا دے۔

حدودِ معرفت:

فرمایا کہ جس کو حدودِ معرفت معلوم ہو جاتی ہے وہ خود گم ہو جاتا ہے۔

نفس کی معرفت:

فرمایا کہ نفس کی معرفت یہ ہے کہ ہمیشہ نفس سے بد ظن رہے۔ کبھی اُس سے حُسن ظن نہ رکھے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ

طریقت کی دولت:

فرمایا کہ راہِ طریقت میں سب سے بڑی دولت وہ ہے جو مادر زاد ہو، اُس کے بعد چشمِ بینا اور اُس کے بعد گوش و ہوش۔ لیکن اگر یہ تینوں چیزیں حاصل نہ ہوں تو پھر اچانک مر جانا بہتر ہے۔

معرفت کے مراحل:

آپؒ فرمایا کرتے کہ میں نے بارہ سال تک نفس کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر مجاہدے کی آگ سے تپایا اور ملامت کے ہتھوڑے سے کُوٹتا رہا جس کے بعد میرا نفس آئینہ بن گیا۔ پھر پانچ سال مختلف قسم کی عبادات سے اس پر قلعی چڑھاتا رہا۔ پھر ایک سال تک جب میں نے خود اعتمادی کی نظر سے اس کا مشاہدہ کیا تو اس میں تکبر و خود پسندی کا مادہ موجود پایا چنانچہ پھر پانچ سال تک سعی بسیار کے بعد اس کو مسلمان بنایا اور جب میں اس میں خلائق کا نظارہ کیا تو سب کو مردہ دیکھا اور نمازِ جنازہ پڑھ کر ان سے اس طرح کنارہ کش ہو گیا جس

Marfat.com

طرح لوگ نمازِ جنازہ پڑھ کر قیامت تک کے لیے مردے سے جُدا ہو جاتے ہیں پھر اس کے بعد مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچنے کا مرتبہ حاصل ہو گیا۔

درسِ عبرت کا ذریعہ:

فرمایا پاک ہے وہ اللہ جو بد ترین مخلوق کی باتوں سے بہترین مخلوق کو درسِ عبرت دیتا ہے۔

اللہ کی خدمت میں کیا پیش کریں:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے بذریعہ الہام اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبادت وخدمت تو بہت ہے لیکن اگر تُو ہماری ملاقات کا متمنی ہے تو بارگاہ میں وہ شے شفاعت کے لیے بھیج جو ہمارے خزانے میں نہ ہو۔ آپؒ نے سوال کیا وہ کون سی شے ہے؟ فرمایا گیا عجز وانکساری اور ذلت و غم حاصل کر کیونکہ ہمارا خزانہ ان چیزوں سے خالی ہے اور ان کو حاصل کرنے والے ہمارا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔

طریقت کا حصول:

فرمایا کہ جو شخص اتباعِ سُنّت کے بغیر خود کو صاحبِ طریقت کہتا ہے، وہ کاذب ہے کیونکہ اتباعِ شریعت کے بغیر طریقت کا حصول ممکن نہیں۔

اللہ کی پہچان:

ایک مرتبہ کسی مرید نے کہا کہ مجھے اس پر حیرت ہوتی ہے کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو جانتے ہوئے بھی عبادت نہیں کرتے۔ فرمایا کہ مجھے اس بندے پر حیرت ہوتی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو پہچاننے کے بعد عبادت کرتا ہے یعنی یہ حیرت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو پہچان کر حیرت میں کیسے رہتا ہے۔

قلبی لگاؤ:

فرمایا کہ میری اَنتھک کوششوں کے باوجود بھی درِ حق نہ کھل سکا اور جب کھلا تو مصائب کے ذریعے کھلا اور ہر طرح سے میں نے اس کی راہ پر چلنے کی سعی کی لیکن سب بے سود ثابت ہوئیں اور جب قلبی لگاؤ کے ذریعے چلا تو منزل تک پہنچ گیا۔

Marfat.com

تبلیغ کی روح:

فرمایا کہ چالیس سال میں نے مخلوق کو نصیحت کرنے میں گزارے لیکن سب بے سود ثابت ہوا اور جب رضائے الٰہی ہوئی تو میری نصیحت کے بغیر ہی لوگ سیدھے راستے پر آ گئے۔

حزب البحر:

فرمایا کہ بہت سے حجابات سے گزر کر جب میں نے غور کیا تو خود کو مقام حزب البحر میں پایا یعنی ذاتِ باری میں گم ہو گیا جہاں تک کسی دوسرے کی رسائی ممکن نہیں۔

عارف کا مقام:

فرمایا عارف کا ادنیٰ مقام یہ ہے کہ صفاتِ خداوندی کا مظہر ہو۔

اللہ کی محبت کا حق:

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو جہنم میں جھونک دے اور میں صبر بھی کر لوں جب بھی اُس کی محبت کا حق ادا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ مجھ کو پوری کائنات بخش دے تو وہ بھی اس کی رحمت کے مقابلے میں قلیل ہے۔

عارف کامل:

فرمایا کہ عارف کامل وہی ہے جو آتش محبت میں جلتا رہے۔

حُبِ الٰہی:

فرمایا کہ جب ترکِ دُنیا کے بعد حُبِ الٰہی اختیار کی تو اپنی ذات کو بھی دشمن تصور کرنے لگا اور جب میں نے ان حجابات کو اُٹھا دیا جو میرے اور اللہ عزوجل کے مابین تھے تو اُس نے مجھے اپنے کرم سے نواز دیا۔

جنت کے مقابلے میں دیدارِ الٰہی:

فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے بھی ہیں جو دیدارِ الٰہی کے مقابلے میں جنت کو بھی اچھا نہیں سمجھتے۔

Marfat.com

اللہ کی پسند:

فرمایا کہ عارفِ صادق وہی ہے جو خواہشات کو ترک کر کے اللہ کی پسندیدگی کو ملحوظ رکھے۔

معرفت کی لذّت:

فرمایا کہ ایک دانہ معرفت میں جو لذّت ہے جو وہ جنّت کی نعمتوں میں کہاں۔

فنافی اللہ:

فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کی یاد میں فنا ہو جانا، زندہ جاوید ہو جانا ہے۔

زاہد و صالح:

فرمایا کہ زاہد و صالح کو ایسی ہوا کی طرح تصوّر کرو جو تمہارے اوپر چل رہی ہے۔

دُنیا و آخرت:

فرمایا کہ دُنیا اہلِ دُنیا کے لیے غرور ہی غرور ہے اور آخرت اہلِ آخرت کے لیے سرور ہی سرور اور حُبِ خداوندی عارفین کے لیے نُور ہے نُور ہی نُور ہے اور عارف کی ریاضت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کا نگران اور عارف کی شناخت یہ ہے کہ خموشی کے ساتھ مخلوق سے کنارہ کش رہے۔

اللہ کا طالب:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا طالب آخرت کی جانب بھی متوجہ نہیں ہوتا اور اللہ عزوجل سے محبت کرنے والا اپنی محبت کی بنا پر اللہ ہی کی طرح یکتا ہو جاتا ہے۔

حقیقی ذوقِ بندگی:

فرمایا کہ محشر میں اہلِ جنت کے سامنے کچھ صورتیں پیش کی جائیں گی جو کسی صورت کو اپنا لے گا وہ دیدارِ الٰہی سے محروم ہو جائے گا۔ یہی مناسب ہے کہ بندہ خود کو ہیچ سمجھتے ہوئے کبھی اپنے علم و عمل کی زیادتی پر نازاں نہ ہو کیونکہ جب تک بندہ خود کو ہیچ تصور نہ کرے واصل الی اللہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفت کا اسی وقت مظاہرہ ہو سکتا ہے جب یہ مقام اُس کو حاصل ہو جائے۔

Marfat.com

مرشدِ حقیقی:

فرمایا کہ علم و خبر ایسے فرد سے سیکھو اور سنو جو علم سے معلوم تک اور خبر سے مخبر تک رسائی حاصل کر چکا ہو اور جو اعزاز دنیاوی کے لیے علم حاصل کرے اُس کی صحبت سے کنارہ کش رہو۔ اس لیے کہ اُس کا علم خود اُس کے لیے سود مند نہیں۔

محبت کے بغیر معرفت:

فرمایا کہ خداشناس اللہ کو ضرور دوست رکھتا ہے کیونکہ محبت کے بغیر معرفت بے معنی ہے۔

عارف کا صلہ:

عارف وہ ہے جو ملک و دولت معیوب تصور کرتا ہو لیکن اُس کی عبادت کا صلہ سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں۔

طالب و مطلوب:

فرمایا کہ اللہ دوست لوگوں کی نظر میں جنّت بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ گو اہلِ محبت ہجر میں مبتلا رہتے ہیں لیکن اُن کی حالت اُن بندوں کی طرح ہوتی ہے جو ہر حال میں مطلوب کے طالب رہتے ہیں جس طرح عاشق کو عشق کے اور طالب کو مطلوب کے سوا اور کچھ طلب کرنا مناسب نہیں۔

محبت کے لیے مخصوص قلب:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جن کے قلوب کو بارِ محبت اُٹھانے کے قابل تصور نہیں کیا اُن کو عبادت کی طرف لگا دیا کیونکہ معرفتِ الٰہی کا بار سوائے عابد عارف کے اور کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر مخلوق اپنی ہستی پہچان لے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت خود بخود حاصل ہو جاتی ہے۔

وقت سعادت:

فرمایا کہ بندے کو ایسا وقت ضرور نکالنا چاہیے جس میں اپنے مالک کے سوا کسی پر نظر نہ اُٹھے۔

Marfat.com

تین انعامات:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو تین چیزیں عطا فرماتا ہے، (۱) دریا کی طرح سخاوت، (۲) آفتاب کی طرح روشنی، (۳) زمین کی عاجزی۔

خاص علم وزُہد:

فرمایا کہ علوم میں سے ایک ایسا علم بھی ہے جس سے عالم واقف نہیں اور زہد میں ایک زُہد ایسا بھی ہے جس کو زاہد بھی نہیں جانتے اور اللہ تبارک و تعالیٰ جس کو مقبولیت عطا فرماتا ہے اس پر ایک ایسا فرعون مقرر کر دیتا ہے جو ہمہ وقت اُسے اذیت پہنچاتا رہے۔

حجابات:

فرمایا کہ گفتگو اور آواز و حرکت سب پردے کے باہر کی چیزیں ہیں لیکن پردے میں سوائے ہیبت و رعب اور خموشی کے کچھ بھی نہیں۔ بندے کو جس وقت قربِ الٰہی حاصل نہیں ہوتا اُس وقت تک باتیں بناتا ہے لیکن جب حضوری حاصل ہوتی ہے تو سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔

اللہ شناسی:

فرمایا کہ عارف وہ ہے جس کی نظر میں ہر بُرائی اچھائی میں تبدیل ہو جائے۔ اللہ شناس جہنم کے لیے عذاب اور نااللہ شناس کے لیے جہنم عذاب ہے لیکن اللہ شناس کی راہوں میں بہت سے وہ لوگ آتے ہیں جو رات کو ایمان سے خالی ہو کر پلٹ جاتے ہیں۔

واصل الی اللہ:

فرمایا کہ انسانی خواہشات چھوڑ دینا در حقیقت واصل الی اللہ ہو جانا ہے اور جو واصل الی اللہ ہو جاتا ہے، مخلوق اُس کی فرمانبردار ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

امتِ محمدیؐ کے بزرگ:

فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے یہ محسوس کرلیا کہ اُمتِ محمدیؐ میں ایسے خدا رسیدہ بھی ہیں جو تحت الثریٰ سے لے کر اعلیٰ علیین تک چھائے ہوئے ہیں تو انہوں نے بھی حضور اکرم ﷺ کی اُمت میں شمولیت کی دُعا کی لیکن اس قول سے مجھے اپنی برتری مقصود نہیں۔

حقیقی ایمانی روّیہ:

فرمایا کہ اگر تمہارے سامنے پوری دُنیا کی نعمتیں بھی پیش کردی جائیں جب بھی مسرور نہ ہونا اور اگر اذیتیں پہنچیں تو مایوس مت ہونا کیونکہ جس نے لفظ کُن سے تمام عالم بنا دیا اُس کے قبضہ قدرت سے کوئی شے خارج نہیں۔

خودستائی:

فرمایا کہ جو شخص خود کو بہتر اور عبادت کو مقبول تصور کرتا ہے اور اپنے نفس کو بدترین نفوس میں شمار نہیں کرتا اُس کا شمار کسی بھی جماعت میں نہیں ہوتا۔

ذکرِ الٰہی:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد کا مفہوم اپنے نفس کو فراموش کر دینا ہے اور جو شخص اللہ کو اللہ کے ذریعے شناخت کرتا ہے، وہ زندہ جاوید ہو جاتا ہے لیکن جو اپنے نفس کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ کو پہچاننے کی سعی کرتا ہے وہ فانی ہو جاتا ہے۔

بھوک:

فرمایا کہ بھوک ایک ایسا اَبر ہے جس سے رحمت کی بارش ہوتی ہے۔

راضی برضا:

فرمایا کہ میں اسی طرح راضی برضا ہوں کہ اگر کسی کو اعلیٰ علیین میں اور مجھے اسفل السافلین میں ڈال دیا جائے جب بھی میں اپنی موجودہ حالت پر خوش رہوں گا۔

Marfat.com

سفر وسیاحت:

آپؒ سے پوچھا گیا کہ طالب بندے سفر وسیاحت سے کیوں خوش نہیں ہوتے؟ فرمایا کہ جب مقصود اپنی جگہ قائم ہے تو پھر اس کو سفر وسیاحت میں تلاش کرنا ممکن نہیں۔ پھر کسی نے سوال کیا کہ کیسے بندوں کی صحبت میں رہنا چاہیے؟ فرمایا کہ جو تمہاری عیادت کرے، جو تمہاری خطا معاف کرتا رہے اور حق بات تم سے کبھی نہ چھپائے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

پوچھا گیا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بھی وضاحت فرما دیجیے؟ فرمایا دُنیا کو چھوڑ دو تاکہ ان دونوں چیزوں کا قصہ ہی باقی نہ رہے۔

بھوک:

سوال کیا گیا کہ آپ بھوکے رہنے کی تعریف کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا کہ اگر فرعون فاقہ کشی کرتا تو ''میں تمہارا رب ہوں'' کہہ کر خُدائی کا دعویدار نہ ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ

ادب:

فرمایا کہ جو ادب کی اہمیت سے واقف نہیں اُس کی مثال ایسی ہے جیسے سنت میں خلل پڑنے کی وجہ سے فرائض سے بھی محرومی ہو جاتی ہے اور ایسا شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت سے کبھی بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔

سود مند عادتیں:

آپؒ سے سوال کیا گیا کہ کون سی عادتیں سود مند ہو سکتی ہیں؟ فرمایا کہ عقل کامل ہونا۔ لوگوں نے کہا کہ اگر عقل کامل نہ ہو، فرمایا کہ حُسن ادب ہو۔ لوگوں نے کہا کہ اگر یہ بھی نہ ہو، فرمایا اتنا شفیق بھائی بن

Marfat.com

جائے کہ لوگ اُس سے مشورہ کریں۔ لوگوں نے کہا اگر یہ بھی ممکن نہ ہو سکے، فرمایا سکوت اختیار کرو اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر مرگِ ناگہاں بہت سود مند ہے۔

قلیل ادب:

فرمایا کہ ہمیں کثیر علم کی بجائے قلیل ادب کی زیادہ احتیاج ہے اور لوگ اُس وقت ادب کی تلاش کرتے ہیں جب اہلِ ادب دُنیا سے رخصت ہو چکے۔ گو مشائخ نے ادب کی بہت سی تعریفیں کی ہیں لیکن میرے نزدیک ادب نام ہے نفس شناسی کا۔

قرض حسنہ:

فرمایا کہ ایک درہم قرضہ حسنہ دینا ایک ہزار درہم خیرات کر دینے سے زیادہ مؤجب ثواب ہے۔

جہاد سے فزوں اجر:

فرمایا کہ اگر کوئی عیال دار شخص بچوں کی نگرانی اور پرورش کے ساتھ علم دین بھی سکھاتا ہے تو اس کا اجر جہاد سے بھی فزوں ہے۔

خود فریبی:

فرمایا کہ جس کو دُنیا والے عزت و وقعت کی نگاہوں سے دیکھتے ہوں اُس کو چاہیے کہ وہ خود کو بے وقعت تصور کرتے ہوئے خود فریبی میں مبتلا نہ ہو۔

معالجۂ قلب:

جب لوگوں نے سوال کیا کہ قلب کا معالجہ کس طرح کیا جائے؟ فرمایا کہ قربِ الٰہی اور لوگوں سے کنارہ کشی کرنے سے۔

تواضع:

فرمایا کہ تواضع کا مفہوم یہ ہے کہ انسان امرائے سے غرور اور فقرائے سے عجز کے ساتھ پیش آئے اور جو دُنیاوی مراتب کے اعتبار سے تم سے برتر ہو اُس کے ساتھ تکبر سے پیش آؤ اور جو تم سے کمتر ہو اس سے عاجزی اختیار کرو۔

Marfat.com

خوف ورجا:

فرمایاکہ جس کی رجامیں خوف کا عنصر نہ ہو وہ بہت جلد ختم ہو جائے گا۔

مراقبہ:

فرمایاکہ ظاہری و باطنی مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ جو قلب سے خوف دُور کر کے سکون عطا کر دے۔

غیبت:

فرمایا اگر انسان غیبت ہی کرنا چاہے تو پہلے اپنے والدین کی غیبت کر لے کیونکہ اُن کے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ اولاد کی نیکیاں اُن کے اعمال نامے میں درج کی جاتی ہیں۔ کسی نے آپؒ سے عرض کیاکہ میں ایسے گناہ کا مرتکب ہو گیا ہوں جس کو بوجہ ندامت آپؒ کے سامنے نہیں بتا سکتا لیکن اصرار کے بعد اُس نے کہاکہ میں زنا کا ارتکاب کر بیٹھا ہوں۔ آپؒ نے فرمایاکہ میں تو اس خیال میں تھا کہ شاید تُو نے غیبت کا گناہ کیا ہے؟ کیونکہ زنا کا تعلق تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے گناہ سے ہے جو توبہ کے بعد معاف بھی ہو سکتا ہے لیکن غیبت بندے کا گناہ ہے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ معاف نہیں فرماتا۔

حضرت سفیان ثوریؒ

عطائے الٰہی:

فرمایاکہ عارفین کو معرفت، عابدین کو قربت اور حکما کو حکمت اللہ تبارک و تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔

گریہ وزاری:

فرمایاکہ گریہ وزاری کی بھی دس قسمیں ہیں جن میں 9 حصے ریا سے بھرپور ہوتے ہیں اور ایک خشیت سے لبریز ہوتا ہے۔

Marfat.com

اعمال پر فخر:

فرمایا کہ نیک اعمال کرنے والوں کے اعمال کو ملائکہ عمل نیک کے دفتر میں درج فرماتے ہیں اور جب کوئی ان اعمال پر فخر کرنے لگتا ہے تو پھر ان اعمال کو ریا کے دفتر میں منتقل کر دیتے ہیں۔

زاہد و عابد:

فرمایا کہ سلاطین و امراء سے منسلک رہنے والا عابد بھی ریاکار ہوتا ہے۔ زاہد کی شناخت یہ ہے کہ نیک کام انجام دے کر نہ تو اُن پر فخر کرے اور نہ اپنے ریا کا ڈھنڈورا پیٹے اور زہد کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ موٹا اناج اور بوسیدہ لباس استعمال کرتا ہے۔ دُنیا سے دل نہ لگائے اور نہ اُمیدوں میں اضافہ کرے۔

گوشہ نشینی:

فرمایا کہ گوشہ نشینی کو آخرت میں نجات مل جاتی ہے۔ کسی نے سوال کیا کہ گوشہ نشینی کر کے گزر اوقات کیسے کرے؟ فرمایا کہ اللہ عزوجل سے خوف زدہ رہنے والوں کو گزر بسر کا غم نہیں رہتا۔

ذلت پسندی:

فرمایا کہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہنے والا اس لیے بہتر ہوتا ہے کہ اسلاف کا طریقہ یہی تھا کہ عظمت کی بجائے ذلت کو پسند کرتے تھے۔

اہل دُنیا کا سونا:

فرمایا کہ اہل دُنیا کا سونا بیداری سے اس لیے افضل ہے کہ وہ نیند کی حالت میں دُنیا سے دُور رہتے ہیں۔

زاہدوں کی صحبت:

فرمایا کہ زاہدوں کی صحبت اختیار کرنے والا بادشاہ اُس زاہد سے بہتر ہے جس کو بادشاہ کا قرب حاصل ہو۔

Marfat.com

مخلوق میں ہردلعزیزی:

فرمایا کہ مخلوق میں پانچ قسم کے لوگ ہردلعزیز ہوتے ہیں: (۱)زاہد عالم، (۲)فقیر صوفی، (۳) متواضع تونگر، (۴)شاکر درویش، (۵)شریف سخی

اہل یقین:

فرمایا کہ اہلِ یقین تکالیف کو بجا تسلیم کرتے ہوئے کبھی ناشکری نہیں کرتے۔

تعریف پر ناگواری:

فرمایا کہ اگر کوئی تمہیں اچھا کہے تو اس کو ناگواری کے ساتھ ٹھکرا دو۔

یقین کا مفہوم:

کسی نے یقین کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ قلبی آواز کا نام یقین ہے اور اہل یقین معرفت تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور یقین کا یہ مفہوم بھی ہے کہ مصیبت کو منجانب اللہ کہا جائے۔

غیبت گوشت خوری ہے:

لوگوں نے آپؒ سے سوال کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ زیادہ گوشت خوروں کو اللہ تعالیٰ دشمن تصور کرتا ہے۔ آخر اس میں بھید کیا ہے؟ آپؒ نے جواب دیا کہ یہاں گوشت سے مراد غیبت ہے کیونکہ مسلمان کی غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی مردار کا گوشت کھالیا اور اہل غیبت کو اللہ تعالیٰ دشمن تصور کرتا ہے۔

فراموش حکمت:

فرمایا میں تمہیں ان چار چیزوں سے آگاہ کرتا ہوں جن کو عوام نے بربنائے غفلت فراموش کر دیا ہے (۱) یہ کہ لوگوں پر تہمت لگا کر اُن کو بُرا بھلا کہنا احکام خداوندی سے غافل بنا دیتا ہے، (۲) کسی مومن کے عروج پر حسد کرنا ناشکری کا پیش خیمہ ہے، (۳) ناجائز دولت جمع کرنے سے انسان آخرت کو بھول جاتا ہے۔ (۴) اللہ تبارک وتعالیٰ کی وعید پر خوف زدہ نہ ہونے اور ان وعدوں پر اظہارِ مایوسی کرنے سے کفر عائد ہو جاتا ہے اور یہ چیزیں نہایت بُری ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابو علی شفیق بلخیؒ

رضا کا انحصار:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا صرف چار چیزوں پر منحصر ہے اول روزی کی جانب سے سکون حاصل رہنا، دوم خلوص سے پیش آنا، سوم ابلیس کو دشمن تصور کرنا، چہارم توشہ آخرت جمع کرنا اور انہی چار چیزوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا ہے:

مخلوق کا احسان:

کسی رئیس نے عرض کیا کہ محنت و مزدوری کرنے کی وجہ سے لوگ آپؒ کو کمتر تصور کرتے ہیں۔ لہٰذا اپنے اخراجات کے لیے کچھ رقم مجھ سے لے لیا کیجئے۔ آپؒ نے فرمایا اگر پانچ چیزوں کا خوف نہ ہوتا تو میں تیری درخواست پر غور کرتا، (۱) مجھے دینے سے تیری دولت میں کمی واقع ہوگی، (۲) میرے پاس سے رقم چوری ہو جانے کا بھی خطرہ ہے، (۳) ممکن ہے تجھے میرے اوپر رقم خرچ کرنے کا غم پیدا ہو جائے، (۴) ممکن ہے کہ میرے اندر کوئی عیب پیدا ہو جانے سے تو اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کرنے لگے، (۵) اور یہ کہ تیری موت کے بعد میں پھر بھکاری رہ جاؤں۔

حکومت کی وقعت:

خلیفہ ہارون رشیدؒ نے آپؒ سے نصیحتوں کی استدعا کی۔ آپؒ نے فرمایا کہ یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ تم خلفائے راشدین کے نائب ہو۔ اللہ عزوجل تم سے علم و حیا اور صدق و عدل کی باز پُرس کرے گا۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے تمہیں شمشیر و تازیانہ اور دولت اس لیے عطا فرمائے ہیں کہ اہل حاجت میں دولت تقسیم کرو اور تازیانے سے شریعت پر عمل پیرا نہ ہونے والوں کو سزا دو اور شمشیر سے خون کرنے والوں کا خون بہا دو اور اگر اس نے اس پر عمل نہ کیا تو روزِ محشر تمہیں اہلِ جہنم کا سردار بنایا جائے گا۔ تمہاری مثال دریا جیسی ہے اور عمل و حکام اس سے نکلنے والی نہریں ہیں۔ لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ اس طرح عادلانہ حکومت کرو کہ اس کا پر تو عمال و حکام پر بھی پڑے کیونکہ نہریں دریا کے تابع ہوا کرتی ہیں۔ پھر آپؒ نے سوال کیا کہ اگر ریگستان میں تم پیاس سے تڑپ

Marfat.com

رہے ہو اور کوئی شخص نصف حکومت کے معاوضہ میں تمہیں ایک گھونٹ پانی دینا چاہے تو کیا تم اُسے قبول کر لو گے ؟ ہارون الرشید نے جواب دیا یقیناً قبول کر لوں گا۔ پھر آپؒ نے پوچھا کہ اگر اس پانی کے استعمال سے تمہارا پیشاب بند ہو جائے اور شدت تکلیف میں کوئی طبیب علاج کے معاوضہ میں بقیہ نصف سلطنت طلب کرے تب تم کیا کرو گے ؟ ہارون الرشید نے جواب دیا کہ نصف سلطنت اس کے حوالے کر دوں گا۔ یہ سُن کر آپؒ نے فرمایا کہ وہ سلطنت باعث افتخار نہیں ہو سکتی جو صرف ایک گھونٹ پر فروخت ہو سکے۔

حصولِ رزق کا ذریعہ:

آپؒ جب مکہ معظمہ پہنچے تو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ خانۂ اللہ میں تلاش رزق مناسب نہیں اور جب وہاں حضرت ابراہیمؒ بن ادھم سے ملاقات ہوئی تو اُن سے سوال کیا کہ آپؒ نے حصولِ رزق کے لیے کیا ذریعہ اختیار کیا ہے ؟ انہوں نے جواب دیا اگر کچھ مل جاتا ہے تو شکر کرتا ہوں اور نہیں ملتا تو صبر سے کام لیتا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا کہ یہ حال تو کتوں کا بھی ہے۔ جب حضرت ابراہیمؒ بن ادھم نے آپؒ سے حصولِ معاش سے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ اگر کچھ مل جائے تو خیرات کر دیتا ہوں اور نہیں ملتا تو شکر کرتا ہوں۔

اللہ خوفی کی نشانی:

عبادت کی بنیاد بیم ور جا اور حُبِ الٰہی پر قائم ہے۔ خوف کی نشانی محرمات کو ترک کر دینا ہے اور اُمید کی نشانی عبادت پر مداومت اختیار کرنا ہے۔ زورِ محبت کی نشانی شوق و توبہ اور رجوع الی اللہ ہو جانا ہے اور جس کے اندر خوف و اضطرار نہ ہو وہ جہنمی ہے۔

انسان کی ہلاکت:

فرمایا کہ تین چیزیں انسان کے لیے مہلک ہیں: (۱) توبہ کی اُمید پر معصیت کا ارتکاب، (۲) زندگی کی اُمید پر توبہ نہ کرنا، (۳) رحمت سے مایوس ہونا۔

زندہ و مردہ:

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عابدین و اہل ریاضت کو مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور معصیت کاروں کو زندگی ہی میں مردہ بنا دیتا ہے۔

Marfat.com

نقر کا حاصل:

فرمایا کہ فقر کا حاصل تین چیزیں ہیں: جسمانی غم، مشغلۂ قلب اور دشواری حساب۔

موت:

فرمایا کہ موت آکر واپس نہیں ہوتی، للذا ہر لحہ اس کے لیے کمربستہ رہو۔

مہمان نوازی:

فرمایا کہ میرے نزدیک مہمان ہر شے سے زیادہ عزیز ہے کیونکہ مہمان نوازی کا صلہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی جانتا ہے۔

حصولِ نعمت:

فرمایا کہ جو شخص حصولِ نعمت کے لیے دشواری اختیار کر کے دشواری کو فراخی تصور نہ کرے وہ ہمیشہ غمِ دوجہاں میں مبتلا رہتا ہے اور جس نے اس کو فراخی سمجھ لیا وہ دونوں جہاں میں خوش رہتا ہے۔

کامل اعتماد:

جب آپؒ سے سوال کیا گیا کہ اللہ عزوجل پر کامل اعتماد کرنے والا کون ہوتا ہے؟ فرمایا جو دُنیاوی شے کے فوت ہو جانے کو غنیمت تصور کرے اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے وعدوں کو انسانوں کے وعدوں سے زیادہ اطمینان بخش سمجھے۔

دانشور، دولتمند، بخیل، دانا، درویش:

فرمایا کہ میں نے متعدد علماًء سے سوال کیا کہ دانشور، دولتمند، بخیل، دانا اور درویش کا کیا مفہوم ہے؟ اور سب نے یہی جواب دیا کہ دانشور وہ ہے جو حُبِ دُنیا سے احتراز کرے۔ دولتمند وہ ہے جو قضاؔ قدر پر مطمئن رہے۔ دانا وہ ہے جو فریبِ دُنیا میں مبتلا نہ ہو سکے۔ درویش وہ ہے جو زیادہ طلب نہ کرے اور بخیل وہ ہے جو دولت کو مخلوق سے زیادہ عزیز تصور کرتے ہوئے کسی کو ایک دانہ نہ دے۔

Marfat.com

عام وصیت:

فرمایا کہ عام وصیت تو یہ ہے کہ اپنے قول کا معقول جواب سوچے بغیر کوئی بات منہ سے نہ نکالی جائے اور خاص وصیت یہ ہے کہ جب تمہارے اندر بات نہ کہنے کی طاقت موجود ہے تو خاموشی اختیار کرو۔

حضرت امام شافعیؒ

نصیحت:

آپؒ سے نصیحت کی درخواست کی گئی تو فرمایا کہ دوسروں کے برابر دولت جمع کرنے کی سعی مت کرو بلکہ عبادت میں برابر کوشش کرتے رہو کیونکہ دولت تو دُنیا میں رہ جاتی ہے اور عبادت قبر کی ساتھی ہے۔ کبھی کسی مردے سے حسد نہ کرو کیونکہ دُنیا میں سب مرنے کے لیے آئے ہیں اس لیے سب مردے ہیں لہٰذا کسی سے بھی حسد نہ کرو۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ

اللہ کا قرب:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تجھے میرا قرب صرف قرآن سے حاصل ہو سکتا ہے۔

اخلاص و توکل:

فرمایا کہ اعمال کی مشقتوں سے چھٹکارے کا نام اخلاص ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ پر اعتماد توکل ہے اور تمام امور کو اللہ رب العزت کے سپرد کردینے کا نام رضا ہے۔

زُہد:

فرمایا کہ عوام کا زُہد تو حرام اشیاء ترک کردینا ہے۔ خواص کا زُہد حلال چیزوں میں زیادتی کی طمع سے گریز کرنا ہے اور عارفین کے زُہد کو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

Marfat.com

جاہل صوفیا:

آپؒ سے سوال کیا گیا کہ جو جاہل قسم کے صوفیا مسجد میں متوکل بن کر بیٹھ جاتے ہیں اُن کے متعلق کیا رائے ہے؟ فرمایا کہ ایسے لوگوں کو غنیمت سمجھ کیوں کہ علم کی وجہ سے انہوں نے توکل اختیار کیا ہے۔ جب لوگوں نے عرض کیا کہ یہ تو محض روٹیاں حاصل کرنے کا بہانہ ہے تو آپؒ نے فرمایا کہ دُنیا میں کوئی جماعت بھی روٹیوں سے بے نیاز نہیں۔

حضرت داؤد طائیؒ

مخلوق سے کنارہ کشی:

جب لوگوں نے آپؒ سے سوال کیا کہ صحبتِ مخلوق سے کنارہ کش کیوں رہتے ہیں؟ فرمایا کہ اگر کم عمر لوگوں میں بیٹھوں تو وہ ادب کی وجہ سے دینی علم نہیں سکھائیں گے اور اگر معمر بزرگوں میں بیٹھوں تو وہ مجھے عیوب سے آگاہ نہیں کریں گے۔ پھر میرے لیے مخلوق کی صحبت کیا سود مند ہو سکتی ہے۔

نصیحت:

فرمایا کہ دُنیا سے روزہ رکھو اور آخرت سے افطار کرو، بدخوئی سے احتراز کرو، مخلوق سے کنارہ کش رہو، دین کو دُنیا پر ترجیح دو اور ممکن ہو تو مخلوق کا خیال ہی دِل سے نکال دو۔ پھر کسی اور نے نصیحت کے لیے عرض کیا تو فرمایا کہ مردے تمہارے انتظار میں ہیں یعنی تمہیں مرنا بھی ہے اس لیے وہاں کا سامان کر لو۔ ترکِ دُنیا سے بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

دین کی خاطر مروت:

ایک مرتبہ آپؒ نے حجامت بنوانے کے بعد حجام کو ایک دینار دے دیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ تو اسرافِ بے جا ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ دین کے لے مروت ضروری ہے۔

Marfat.com

حضرت حارث محاسبیؒ

مراتب عالیہ:

فرمایا کہ مراتب عالیہ کے حصول کے لیے چند خصلتوں کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہیں کہ کبھی قسم نہ کھائے، کبھی دروغ گوئی سے کام نہ لے، وعدہ کر لینے کے بعد اس کو ایفا کرے، کبھی ظالم پر بھی لعنت نہ بھیجے، کسی سے بدلہ نہ لے، کسی کے لیے بددُعا نہ کرے، کسی کے کفر ونفاق پر شاہد نہ بنے، گناہ سے کنارہ کش ہو کر ظاہری و باطنی کسی طرح بھی قصدِ گناہ نہ کرے، کسی کے لیے بارِ خاطر نہ بنے اور دوسروں کے بار کو ختم کرنے میں مدد کرے، لالچ کو ختم کر کے لوگوں سے نااُمید رہے، سب کو اپنے سے بہتر تصور کرتے ہوئے کسی جاہ و مرتبت کا خواہاں نہ ہو اور اگر کوئی تمام چیزوں پر عمل پیرا ہو جائے تو انشااللہ اس کے لیے سود مند ثابت ہوگا۔

قلب کا رقیب:

فرمایا کہ قربِ الٰہی کی منزل میں قلب علم کا رقیب بن جاتا ہے۔

صبر و تسلیم:

فرمایا کہ احکام الٰہی کی بجاآوری کا نام صبر ہے۔ مصائب پر شاکر رہنے اور ان کو منجانب اللہ تصور کرنے کا نام تسلیم ہے۔

راہِ حق:

فرمایا کہ دشمنوں سے قطع تعلق کا نام حیا ہے، ترک دُنیا کا نام حُبِ الٰہی ہے، محاسبہ کے ڈر سے گناہ نہ کرنے کا نام خوف ہے، مخلوق سے فرار کا نام انس خالق ہے اور جو مخلوق کو بُرا سمجھنے پر بھی اظہار مسرت کرے اُس کو صادق کہا جاتا ہے۔ فرمایا اللہ کا فرمان بن جایا خودی ترک کر دے۔

Marfat.com

ریاضت:

فرمایا کہ بذریعہ ریاضت نفس کو پاکیزہ بنانے سے راہِ راست مل جاتی ہے اور جو شخص دُنیا ہی میں جنتوں کی نعمت کا طلب گار ہو اس کو صالح اور قانع لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے۔

حضرت ابو سلیمان دارانیؒ

نصیحت:

فرمایا لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کی تھی کہ اللہ عزوجل سے اتنا ہی ڈرو کہ رحمت سے مایوس نہ ہو اور نہ اتنی امیدیں وابستہ کرو کہ عذاب سے بے خوفی ہو جائے۔

شکم سیری:

احتلام بھی ایک قہر ہے جو شکم سیری کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شکم سیری چھ اور خرابیوں کو بھی جنم دیتی ہے: (۱) عبادت میں دِل نہ لگنا، (۲) حکمت کی باتیں یاد نہ رہنا، (۳) شفقت کرنے سے محروم ہو جانا، (۴) عبادت کا بار خاطر بن جانا، (۵) خواہشات نفسانی میں اضافہ ہو جانا، (۶) پاخانہ سے اتنی مہلت نہ ملنا جو مسجد میں جا کر عبادت کر سکے۔

بھوک کے فوائد:

یہ بھی ایک بدیہی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے علاوہ کسی کو بھی بھوک کی طاقت عطا نہیں فرماتا کیونکہ بھوک آخرت کی اور شکم سیری دُنیا کی کنجی ہے۔ بھوکے شخص کی تمام دینی اور دُنیاوی ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں۔ نفس میں عاجزی اور قلب میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ پورے دن کی عبادت سے رات کو حلال روزی کا لقمہ زیادہ افضل ہے۔ فرمایا کہ بھوک عبادت کے لیے ضروری ہے۔

قلبِ منور:

فرمایا کہ خواہشاتِ دُنیا پر وہی شخص غضب ناک ہوتا ہے جس کا قلب منور ہو کیونکہ وہی نُور دُنیا سے جدا کر کے آخرت کی جانب متوجہ کر دیتا ہے۔

Marfat.com

اہلِ اخلاص:

فرمایا کہ منزل سے پلٹ کر آنے والا مقصد اصلی سے محروم ہو جاتا ہے اور زندگی میں جس کو قلیل سا اخلاص بھی میسر آ گیا وہ مسرور رہتا ہے اور اہلِ اخلاص وسوسوں سے احتراز کرتے رہتے ہیں۔

اہلِ صدق:

فرمایا کہ اہلِ صدق جب کیفیتِ قلبی کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو زبان ساتھ نہیں دیتی۔

رضا میں صبر:

فرمایا کہ بعض بندگانِ اللہ ایسے بھی ہیں جو حالتِ رضا میں صبر کو باعثِ ندامت تصور کرتے ہیں کیونکہ صبر کی صورت میں تو گویا بندہ صبر کا دعویدار ہو جاتا ہے۔ لیکن رضا کا تعلق صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی مرضی سے ہے اور اس اعتبار سے صبر کا تعلق بندے کے ساتھ اور رضا کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

رضا:

فرمایا رضا کا مفہوم یہ ہے کہ نہ رغبتِ بہشت رہے اور نہ خوفِ عذاب۔ فرمایا رضا کی تو مجھے ایسی لت پڑ گئی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر فرد کو جہنم میں بھیجنا چاہے تو وہ مجبوراً چلے جائیں گے لیکن میں اس کو بخوشی قبول کر لوں گا۔

تواضع:

فرمایا کہ ترکِ خود بینی کا نام تواضع ہے۔ نفس شناسی نہ ہونے والا کبھی متواضع نہیں ہو سکتا، اس طرح دُنیا کو تحقیر سے دیکھنے والا کبھی بُرا نہیں ہو سکتا۔

زُہد:

اللہ جل شانہٗ سے دُور کر دینے والی اشیا کو پس پشت ڈال دینے والے کو زاہد کہا جاتا ہے اور زُہد کی علامت یہ ہے کہ کم قیمتی اشیا کے مقابلے میں قیمتی اشیا کی تمنا نہ کرے اور صرف زبانی زُہد بھی مال وزر سے کہیں بہتر ہے۔

Marfat.com

حُبِّ دُنیا:

فرمایا کہ حُبِ دُنیا ہی تمام مصیبتوں کو جنم دیتی ہے۔

تصوّف:

فرمایا کہ تصوّف یہ ہے کہ بندہ مصائب کو منجانب اللہ تصور کرتے ہوئے اُس کے سوا سب کچھ چھوڑ دے۔

غور و فکر:

فرمایا کہ دُنیاوی امور میں غور و فکر کرنا آخرت کے لیے حجاب بن جاتا ہے اور دینی اُمور میں تفکر بہترین ثمرہ کا حاصل ہوتا ہے۔ علم میں اضافہ کر کے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے اور غور و فکر خوف میں اضافہ کرتا ہے۔ فرمایا کہ آنکھ سے اشک ریزی اور قلب سے فکر عقبیٰ کی ضرورت ہے۔

رائیگاں عمر:

فرمایا کہ عمر رائیگاں گزرنے کا غم اتنا اہم ہے کہ اگر انسان اس پر تمام عمر بھی روتا رہے جب بھی کم ہے۔

غمِ دُنیا:

فرمایا کہ مومن وہ ہے جو قلب کو غمِ دُنیا سے تہی کر کے عبادت الٰہی میں روتا رہے۔

عبادت کا ثمرہ:

فرمایا کہ جب تک بندہ مشغول عبادت رہتا ہے اُس قوت تک ملائکہ بہشت کے سبزہ زاروں میں ہر عبادت کے مقابلے میں ایک ایک درخت لگاتے رہتے ہیں اور جب بندہ عبادت سے گریزاں ہوتا ہے تو وہ بھی اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں۔

Marfat.com

اجر کا مستحق:

فرمایا کہ صدق دلی کے ساتھ نفسانی خواہشات کو ترک کر دینے والا اللہ کے اجر کا مستحق ہو جاتا ہے۔

عبادت میں لذّت:

فرمایا کہ جس عبادت میں دُنیا ہی میں لذّت حاصل نہ ہوئی ہو آخرت میں بھی اُس کا اجر نہیں ملتا کیونکہ حصولِ لذّت ہی قبولیت کی دلیل ہے۔

متوکلین کا درجہ:

فرمایا کہ زاہدوں کا آخری درجہ متوکلین کے ابتدائی درجہ کے برابر ہے۔

چشمِ باطن:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عارفین کو خواب میں بھی وہ مدارج عطا فرماتا ہے جو غیر عارفین کو نماز میں بھی نصیب نہیں ہوتے اور جب عارفین کی چشمِ ظاہر معطل کر دی جاتی ہے اور اُس کو اللہ کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا اور قربِ الٰہی کا حصول بھی اس وقت ممکن ہے جب دین و دُنیا دونوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ پر چھوڑ دے۔

خموشی:

فرمایا معرفت خموشی سے قریب تر ہے۔

ذکرِ الٰہی:

فرمایا کہ جس کا قلب ذکرِ الٰہی سے منور ہو جاتا ہے اُس کو کسی شے کی احتیاج باقی نہیں رہتی اور جس عبادت میں اذیتیں اُٹھاتا ہے، وہی ذریعہ نجات بن جاتی ہے۔

Marfat.com

صبر:

فرمایا کہ صبر سے افضل کوئی شے نہیں۔ لیکن صبر کی دو قسمیں ہیں۔ اول اُس چیز پر صبر کرنا جس کی طلب ہی نہ ہو۔ دوم اُس شے پر صبر کرنا جس کی طلب موجود ہو لیکن اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اس کو منع فرمایا ہے۔

خود شکستگی:

فرمایا کہ جس قدر میں نے خود کو شکستہ حال کیا ہے اس سے زیادہ دُنیا بھی خستہ و خراب نہ کر سکتی تھی۔

بندوں کی پردہ داری:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ جو بندے مجھ سے اظہار ندامت کرتے ہیں میں اُن کی پردہ داری کرتا ہوں۔

محاسبہ:

انتقال کے وقت لوگوں نے عرض کیا کہ اب آپؒ اُس اللہ کے یہاں جا رہے ہیں جو غفور و رحیم ہے۔ لہذا ہمیں کوئی بشارت دے دیجئے۔ آپؒ نے فرمایا کہ میں تو اس اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس جا رہا ہوں جو گناہِ صغیرہ پر محاسبہ کرتا ہے اور گناہ کبیرہ پر سزا دیتا ہے، یہ کہتے کہتے رُوح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت محمد سماکؒ

تواضع:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ تواضع کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ خود کو ہیچ تصور کرے۔

Marfat.com

گزشتہ و موجودہ:

فرمایا کہ عہدِ گزشتہ لوگوں کی مثال دوا کی طرح تھی جس سے لوگ شفا حاصل کرتے تھے اور موجودہ دَور کے لوگوں کی مثال درد جیسی ہے جو صحت مندوں کو بھی مریض بنا دیتے ہیں۔

واعظین:

فرمایا کہ ایک وہ دَور تھا جب واعظین وعظ گوئی کو اس قدر دشوار سمجھتے تھے جتنا اب علم پر عمل کرنے کو مشکل تصور کیا جاتا ہے اور جس طرح آج کے عہد میں علماً کی قلت ہے اسی طرح گزشتہ دور میں واعظین کی کمی تھی۔

عیالداری کی نعمت:

جس وقت آپؒ سے شادی کر لینے کے متعلق عرض کیا گیا تو فرمایا کہ دو ابلیسوں کی مجھ میں ہمت نہیں۔ بعد از وفات لوگوں نے خواب میں جب آپؒ سے کیفیت دریافت کی تو فرمایا کہ مغفرت تو ہو گئی لیکن جو مرتبہ بال بچوں کی اذیت برداشت کرنے سے حاصل ہوتا ہے وہ نہ مل سکا۔

حضرت احمد حربؒ

آتش پرستی:

آپؒ نے فرمایا کہ آگ کی حقیقت تو اتنی سی ہے کہ ایک بچہ اُس پر پانی ڈال دے تو وہ بجھ جائے گی۔ اس کے علاوہ تم ایک لمبے عرصے سے آگ کو پوجتے ہو لیکن آج تک اُس نے تمہارے ساتھ کیا حُسنِ سلوک کیا جس کی بناً پر تم قیامت میں بہتری کی توقع رکھتے ہو۔

رموزِ حیات:

ایک آتش پرست نے عرض کیا کہ اگر آپؒ میرے چار سوالوں کے جواب دے دیں تو میں ایمان لا سکتا ہوں (۱) اللہ احسن الخالقین نے مخلوق کو کیوں تخلیق کیا؟ (۲) تخلیق کے بعد رزق کیوں دیا؟ (۳) رزق دینے کے بعد موت سے کیوں دوچار کیا؟ (۴) مارنے کے بعد زندہ کرنے کی ضرورت کیوں ہوئی؟ آپؒ نے

Marfat.com

جواب دیا کہ تخلیق مخلوق کا مقصد یہ ہے کہ خالق کی شناخت ہو سکے۔ رزق عطا فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی رزاقی کا اندازہ کیا جا سکے اور موت کا مقصد اس کی جباری و قہاری کا اندازہ کرنا ہے اور موت کے بعد زندگی کا مقصد یہ ہے کہ اُس کے قادر ہونے کو تسلیم کیا جائے۔

حضرت حاتم اصمؒ

نصیحت:

آپؒ سے نصیحت کی درخواست کی گئی تو فرمایا کہ اگر دوست کی خواہش ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کافی ہے۔ اگر ساتھیوں کی تمنا ہے تو نکیرین بہت ہیں۔ اگر عبرت حاصل کرنا چاہتے ہو تو دُنیا کافی ہے۔ اگر مونس کی تلاش ہے تو قرآن بہت کافی ہے۔ اگر مشغلہ چاہتے ہو تو عبادت بہت بڑا مشغلہ ہے اور اگر میرے اقوال ناگزیر ہوں تو جہنم کافی ہے۔

اہل اللہ کی نماز:

کسی نے پوچھا کہ آپؒ نماز کیسے ادا کرتے ہیں؟ فرمایا کہ پہلے ظاہری وضو کرتا ہوں پھر باطنی یعنی توبہ کر کے مسجد میں داخل ہوتا ہوں۔ پھر مسجدِ حرام اور مقامِ ابراہیمؑ نظروں کے سامنے ہوتا ہے اور دائیں بائیں فردوس و جہنم اور قدموں کے نیچے پل صراط ہوتی ہے۔ پھر اللہ کو سامنے اور موت کو پیچھے تصور کرتے ہوئے قلب کو رجوع الی اللہ کر لیتا ہوں۔ پھر تعظیم کے ساتھ تکبیر کہہ کر احترام کے ساتھ قیام اور ہیبت لیے ہوئے قرأتِ قرآن کرتا ہوں۔ عجز کے ساتھ رکوع و سجود کر کے حلم کے ساتھ قعدہ کرتا ہوں اور شکر ادا کرتے ہوئے سلام پھیر لیتا ہوں۔

باہمی ربط:

فرمایا کہ اللہ عزوجل نے تین چیزوں کا باہمی ربط قائم فرمایا ہے۔ فراغت کا عبادت سے اخلاص کا مخلوق سے اور مایوسی کا نجات میں احکامات بجالانے سے۔

Marfat.com

فخر و تکبّر سے احتراز:

فرمایا کہ عبادت پر نخوت سے اس لیے احتراز کرو کہ ابلیس کثرتِ عبادت کے باوجود مردود بارگاہ ہوا۔ کرامات کی زیادتی پر اس لیے نازاں نہ ہو کہ حضرت یوشعؑ کے دَور میں بنی اسرائیل کا ایک فرد یاعور بہت زیادہ عابد و زاہد تھا مگر تکبر کی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُس کی مثال کتے سے دی ہے۔ فرمایا کہ عابدین و علماءٔ کی صحبت پر بھی فخر نہ کرو کیونکہ ثعلبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں رہ کر بھی کورا رہا۔

علما کو تنبیہ:

آپؒ نے علماء کی جماعت کی جانب سے گزرتے ہوئے فرمایا کہ اگر روزِ گزشتہ پر تاسف اور موجودہ دِن کو غنیمت تصور کرتے ہوئے آئندہ دن سے خوف زدہ ہو تب تو بہتر ہے ورنہ جہنم تمہارے لیے تیار ہے۔

قلب کی قسمیں:

قلب کی بھی پانچ قسمیں ہیں (۱) قلب مردہ جو کفّار کا ہے، (۲) مریض قلب جو گنہگاروں کا ہے، (۳) غافل قلب جو پیٹ کے گدھوں کا ہے، (۴) قلب واژگوں جس کو قرآن نے قلوبنا غلف سے تعبیر کیا ہے، یہ یہودیوں کا ہے اور صحیح قلب اہلِ دل حضرات (مومنین) کا ہوتا ہے۔

شہوت کی قسمیں:

فرمایا کہ شہوت کی بھی تین قسمیں ہیں۔ اول کھانے کی شہوت، دوم بولنے کی اور سوم دیکھنے کی۔ لہٰذا کھانے میں اللہ تبارک و تعالیٰ پر اعتماد رکھو، بات ہمیشہ سچ بولو، دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور اعمال صالحہ کو ریا سے دُور رکھو، گفتگو میں حرص کو خیر باد کہہ دو، سخاوت و احسان کر کے کبھی نہ جتاؤ۔ جو شے تمہارے پاس موجود ہے اس میں بُخل نہ کرو۔

جہاد کی قسمیں:

فرمایا کہ جہاد کی بھی تین قسمیں ہیں، اول ابلیس سے ایسا جہاد جس سے زِچ ہو جائے، دوم اعلانیہ جہاد یعنی فرض کی ادائیگی کے لیے، سوم کفّار سے اس طرح جہاد کرو کہ یا تو خود ختم ہو جاؤ یا انہیں ختم کر دو۔

Marfat.com

زُہد کے درجات:

فرمایا کہ زُہد کا پہلا درجہ توکل ہے، دوسرا اور درمیانی درجہ صبر ہے اور تیسرا اور آخری درجہ اخلاص ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ولا تخافوا ولا تحزنوا۔نہ خوف زدہ ہو اور نہ غمگیں۔

عجلت:

فرمایا کہ جلدی کا کام شیطان کا ہوتا ہے لیکن مہمانوں کے سامنے کھانا رکھنے، مردے کو کفنانے دفنانے، بالغ لڑکی کا نکاح کرنے اور توبہ کرنے میں عجلت سے کام لینا افضل ہے۔

زاہد:

بغداد شریف میں آپؒ نے خلیفہ سے ملاقات کے وقت فرمایا کہ السلام علیکم یا زاہد۔ خلیفہ نے کہا میں تو زاہد نہیں ہوں بلکہ آپؒ زاہد ہیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کا یہ فرمان ہے کہ۔ قل متاع الدینا قلیل۔یعنی اے نبیؐ! فرما دیجئے کہ دُنیا کی متاع بہت تھوڑی ہے۔ چونکہ تُو قلیل شے پر قانع ہو گیا اس لیے زاہد ہے اور میں دُنیا و آخرت پر بھی قانع نہ ہو سکا تو پھر میں کیسے زاہد ہوں۔

شکم سیری:

فرمایا کہ پیٹ بھر کر کھانے سے خواہشاتِ نفسانی اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہیں اور نفس اپنی مرادیں طلب کرنے لگتا ہے۔

رزقِ حلال:

فرمایا کہ حلال رزق سے محرومی خلوت نشینی کے لیے سُود مند نہیں ہو سکتی اور حلال رزق اسی کو ملتا ہے جس کو اللہ چاہے۔

فاقہ کشی:

فرمایا کہ بدون فاقہ کشی عبادت قبولیت سے محروم رہتی ہے اور جو بھوک و ذلت اور قناعت کو اپنا لیتا ہے اسی کو لذّتِ عبادت بھی حاصل ہوتی ہے۔ فاقہ کشی کو ابلیس بھی فریب نہیں دے سکتا۔ رزقِ حلال سے مکمل اعضاء رجوع عبادت رہتے ہیں۔ حرام رزق سے رغبت اور معصیت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

Marfat.com

فراخ دلی:

فرمایا کہ صدیقین اور شہداٗ کے سوا کسی کو فراخ دِلی حاصل نہیں ہوتی۔

اہلِ اخلاص:

فرمایا کہ اہلِ اخلاص کو مصائب کا شکار بنا کر اللہ تبارک وتعالیٰ آزماتا ہے، اگر وہ ثابت قدم رہتے ہیں تو قرب عطا فرماتا ہے اور آتشِ فراق میں ڈال دیتا ہے۔

غیر اللہ سے طمانیت:

فرمایا کہ اللہ عزوجل کے علاوہ کسی شے سے بھی طمانیت کا حصول حرام ہے اور جو اوامر ونواہی کی پابندی نہیں کرتا وہ معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔

وجد وحال:

فرمایا کہ جس وجد وحال کے لیے قرآن وحدیث میں استدلال نہ ہو وہ لغو وباطل ہے۔

عالم کا درجہ:

فرمایا کہ دوسروں کی نسبت عالم کا درجہ بلند ہے لیکن عالم کی شناخت یہ ہے کہ ازل سے جو مقدرات قائم ہو چکے ہیں، اُن پر خوش رہے۔

علماٗ:

فرمایا کہ علماٗ کی بھی تین قسمیں ہیں، اول وہ عالم جو اپنے علومِ ظاہری کو لوگوں کے سامنے پیش کردے، دوم وہ عالم جو علوم باطنی کو اہل باطن کے روبرو بیان کردے، سوم وہ عالم جس کے علم کو اس کے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی نہ جانتا ہو اور سب سے بڑی معصیت جہالت ہے۔

زریں اصول:

فرمایا کہ اسلام کے تین زریں اصول ہیں، اول اخلاص واعمال میں حضور اکرم کی اتباع، دوم رزقِ حلال استعمال کرنا، سوم افعال میں اخلاص پیدا کرنا۔

Marfat.com

حقوقِ خداوندی:

فرمایا کہ جب تک اپنے تمام اعضا کی نگہداشت نہ کرے حقوقِ خداوندی ادا نہیں ہو سکتے اور تمام بیان کردہ باتیں توفیق الٰہی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتیں۔

نیک خصائل:

فرمایا کہ افضل انسان وہی ہے جو بد خصلتی کو ترک کر کے نیک خصلت اختیار کرے۔

نائب و وارثِ انبیا:

فرمایا کہ فقرا کو نظرِ حقیر سے مت دیکھو کیونکہ ان میں اکثر نائب اور وارثِ انبیا ہوتے ہیں۔

عبودیت:

فرمایا کہ عبودیت کا ابتدائی مقام اپنے اختیار و قوت سے خالی اور بے زار ہو جانا ہے۔

صدق:

فرمایا کہ جس کے ظاہر و باطن میں یگانگت نہ ہو اُس کو صدق کی ہوا تک نہیں لگ سکتی۔

سُنّت:

فرمایا کہ اہلِ بدعت سے تعلق قائم کرنے والے سے اللہ تبارک و تعالیٰ اتباعِ سنت سلب کر لیتا ہے جو بدعتی کے افعال پر اظہارِ مسرت کرتا ہے۔ اُس سے نورِ ایمانی سلب کر لیا جاتا ہے۔ دُنیا میں سُنت ہی ایک ایسی شے ہے جیسے آخرت میں جنت اور جس کو جنت حاصل ہو گئی اُسے غم واندوہ کا خاتمہ ہو گیا۔ جو متبع سنّت ہو گیا اُس سے بدعت دُور ہو گی۔

ذکرِ الٰہی:

فرمایا کہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی سب سے بڑی عطا یہ ہے کہ قلب کو اپنے ذکر سے سرفراز فرما دے اور سب سے عظیم معصیت اللہ رب العزت کو فراموش کر دینا ہے۔

Marfat.com

حرام:

فرمایا کہ حرام شے سے کنارہ کش رہنے والا مامون ہو جاتا ہے۔

متبرک قلب:

فرمایا کہ سب سے متبرک قلب عارف کا ہے کیونکہ معرفت جیسی بابرکت شے قلبِ عارف میں مقیم ہو جاتی ہے اور اگر قلب کے سوا کوئی دوسری شے متبرک ہوتی تو اسی کو معرفت عطا کی جاتی۔ عارف کی پہچان یہ ہے کہ اس کے قلب میں ذکر الٰہی کا اضافہ ہوتا رہے۔

محبؔ و محبوب:

فرمایا کہ اللہ عزوجل سے بڑا کوئی معین و معاون نہیں اور حضور اکرمؐ سے زائد بڑا کوئی ہادی ور ہنما نہیں۔ تقویٰ سے افضل کوئی زادِ راہ نہیں اور صبر کا کوئی نعم البدل نہیں۔

واسع المغفرہ:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ پکار پکار کر فرماتا ہے کہ اے بندے! میں تمہیں یاد کرتا ہوں لیکن تم مجھے یاد نہیں کرتے۔ میں تمہیں اپنی جانب بلاتا ہوں اور تم مخالف سمت اختیار کرتے ہو۔ میں تم سے مصائب کو دُور کرتا ہوں اور تم ارتکاب معصیت سے اُن کو دعوت دیتے ہو۔ بھلا اس سے زیادہ ناانصافی کیا ہو سکتی ہے۔ محشر میں تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہو گا۔

نفس:

فرمایا کہ جس نے نفس پر قبضہ کر لیا اس نے سارے عالم پر قبضہ کر لیا۔ موافقت نفس صدیقین کا پہلا گناہ ہے کیونکہ مخالفتِ نفس سے بہتر کوئی عبادت نہیں اور جس نے نفس کو شناخت کر لیا اس نے اللہ جل شانہٗ کو پہچان لیا، اس نے ہر شے حاصل کر لی۔

صدیقین:

فرمایا کہ صدیقین پر اللہ تبارک و تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اسے اوقاتِ نماز سے مطلع کرتا رہتا ہے اور اگر وہ سو جاتا ہے تو وہ فرشتہ اُسے بیدار کر دیتا ہے۔

Marfat.com

صوفیا:

فرمایا کہ صوفیا وہ ہیں جو کدورت سے پاک، غور و فکر کے عادی، خالق کے نزدیک اور مخلوق سے دُور ہوتے ہیں۔ خاک اور سونے میں اُن نے نزدیک کوئی فرق نہیں ہوتا۔ کم کھانا مخلوق سے فرار اختیار کرنا، خالق کی عبادت کرنا عین تصّوف ہے۔

توکّل:

فرمایا کہ توکل انبیا کرام کی پسندیدہ شے ہے، اسی لیے متبعین کے لیے اتباعِ سُنّت ضروری ہے۔ توکل کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالٰی کے سامنے اس طرح رہے جیسے غسّال کے سامنے میت پڑی رہتی ہے اور متوکل کی شناخت یہ ہے کہ نہ تو کسی سے طلب کرے اور نہ بغیر طلب کسی سے کچھ لے، بلکہ اگر کوئی کچھ دے بھی دے تو اس کو صدقہ کر دے۔ مواعید خداوندی پر صدقِ دل سے ایمان رکھے اور خواہ کچھ پاس ہو یا نہ ہو ہر حال میں مسرور رہے۔ لیکن توکل بھی اسی کو نصیب ہوتا ہے جو دُنیا کو چھوڑ کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جائے۔ توکل یہی ہے ایک ایسی ہی شے ہے جس میں سوائے اچھائی کے بُرائی کا کوئی پہلو ہی نہیں ہوتا۔

دوستی:

فرمایا کہ دوستی کا مفہوم یہ ہے کہ فرمانبرداری پر آمادہ رہتے ہوئے مخالف چیزوں سے فرار اختیار کرے۔ تمام راحتیں بھی اُسی کا مقدر ہیں جو اللہ سبحانہٗ وتعالٰی کو دوست رکھتا ہے۔ دین و دُنیا سے خائف نہ ہونے کا نام مراقبہ ہے۔ ایمان صرف بیم و رجا کے مابین ہی ملتا ہے۔ متکبر کو بیم و رجا حاصل ہی نہیں ہوتے۔ سب سے بڑا خائف وہی ہے جس کو یہ خوف رہے کہ نہ جانے نوشتہٗ تقدیر کیا ہے۔

زُہد کے مدارج:

فرمایا کہ زُہد کے تین مدارج ہیں۔ پہلا درجہ تو یہ ہے کہ لباس و طعام میں زہد اختیار کرے کیونکہ طعام کا انجام غلاظت اور لباس کا انجام پھٹنا ہے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ میل ملاپ کا انجام فراق ہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ دُنیا کو فانی تصور کرتا ہے۔

Marfat.com

پرہیزگاری:

فرمایا کہ نفس کو پس پشت ڈال دینے کا نام پرہیزگاری ہے۔ اتباع نفس کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی اللہ عزوجل کے دشمن کو دوست رکھے۔

تجلی:

فرمایا کہ تجلی کی دو قسمیں ہیں اول تجلی ذات جس کو مکاشفہ اور اسرارِ خداوندی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دو تجلی صفات جو مرکز نور ہوتی ہے۔

منزل بہ منزل:

فرمایا کہ پرہیزگاری کا ابتدائی درجہ زہد ہے اور زہد کا پہلا درجہ معرفت اور معرفت کا پہلا درجہ توکل ہے اور توکل کا پہلا درجہ رضائے الٰہی اور رضائے الٰہی کا پہلا درجہ موافقت ہے۔

اخلاص:

فرمایا کہ نفس کے لیے سب سے دشوار مرحلہ اخلاص ہے اور اخلاص کا یہ مفہوم ہے کہ بلا تصرف وتعلب کے دین کو اسی طرح واپس کرنا جس طرح حاصل کیا تھا۔

شب بیداری سے بہتر:

فرمایا کہ پورے دن غلط راستے سے بچنا، پوری شب کی نمازوں سے بہتر ہے۔

رزق:

کسی نے عرض کیا کہ فلاں شخص یہ کہتا ہے کہ میں بغیر حکم کے رزق تلاش نہیں کرتا۔ آپؒ نے فرمایا کہ یہ بات صدیق یا زندیق کے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا۔

کھانے کی عادت:

فرمایا کہ شب و روز میں صرف ایک مرتبہ کھانا صدیقین کا شیوہ ہے۔ دو مرتبہ کھانا مومنین کی عادت ہے اور تین مرتبہ کھانا چرنے والوں کا کام ہے۔

Marfat.com

اخلاق حسنہ:

فرمایا کہ اخلاق حسنہ کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ لوگوں کے قصور معاف کرتے ہوئے برائی کا بدلہ نہ لے۔

کرم کا مستحق:

فرمایا کہ مرض و بلا اور بھوک پر قابو پانے اور الا ماشاءاللہ کہنے سے بندہ رب کریم کے کرم کا مستحق ہو جاتا ہے۔

راہِ نجات:

فرمایا کہ نجات خموشی، تنہائی اور کم کھانے میں ہے۔

صحبت:

کسی نے عرض کیا کہ میں آپؒ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں۔ آپؒ نے پوچھا کہ میرے بعد کس کی صحبت اختیار کروگے؟ اس نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ کی صحبت میں۔ آپؒ نے فرمایا ابھی سے اس کی صحبت اختیار کرلو۔ پھر اُس نے پوچھا کہ کیا شیر آپؒ کے نزدیک آجاتا ہے؟ فرمایا کہ جب میں اُس کو کتا کہہ کر آواز دیتا ہوں تو آجاتا ہے۔

عارفین کی صحبت:

فرمایا کہ عارفین کی صحبت تمام امور سے افضل ہے۔

حضرت معروف کرخیؒ

شجاعت:

فرمایا کہ تین چیزیں شجاعت کا مظہر ہیں، اول وعدہ وفا کرنا، دوم ایسی ستائش جس میں جود و سخا کا تصور تک نہ ہو، سوم بلا طلب کے عطا کر دینا۔

Marfat.com

اتباعِ نفس:

فرمایا کہ نفس کا اتباع اللہ تبارک و تعالیٰ کی گرفت ہے اور جو اللہ جل شانہٗ کو یاد کرتا ہے وہ اُس کا محبوب ہے اور وہ جس کو محبوب بنالے اُس پر خیر کے دروازے کھول کر شر سے دروازے بند کر دیتا ہے۔

گمراہی:

فرمایا کہ لغو باتیں گمراہی کی دلیل ہیں اور غافل نہ ہونا حقیقت وفا کی نشانی ہے۔

حماقت:

فرمایا کہ اعمال کے بغیر جنّت کی طلب، اتباع سنّت کے بغیر شفاعت کی اُمید اور نافرمانی کے بعد رحمت کی تمنا حماقت ہے اور حقائق کو معتبر تصور کرتے ہوئے دقیق مسائل بیان کرنا اور مخلوق سے اُمید وابستہ نہ کرنا تصوّف ہے۔ لہٰذا مخلوق سے آس توڑ کر اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ سے طلب کرنا چاہیے۔

شَر:

فرمایا کہ شَر کو نظر انداز کر کے کسی کی بُرائی یا بھلائی نہ کرو۔

حُبِ دُنیا:

فرمایا کہ حُبِ دنیا سے کنارہ کش رہنے والا حُبِ الٰہی کے ذائقہ سے لذّت حاصل کرتا ہے لیکن یہ محبت بھی اس کے کرم سے نصیب ہوتی ہے۔

عارفین:

فرمایا کہ عارفین خود سراپا دولت ہیں انہیں کسی دولت کی حاجت نہیں۔

اللہ کا مہمان:

آپؒ ایک مرتبہ بڑی خوش دلی کے ساتھ کوئی چیز تناول فرما رہے تھے تو لوگوں نے پوچھا کہ ایسی کیا شے ہے جو آپؒ اس قدر مسرت کے ساتھ کھا رہے ہیں؟ فرمایا کہ میری مسرت کی یہ وجہ ہے کہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا مہمان ہوں اور جو وہ عطا فرماتا ہے، کھالیتا ہوں۔

Marfat.com

توکل:

فرمایا کہ اللہ پر توکل کرنے والا مخلوق کے ضرر سے محفوظ رہتا ہے۔

مقبول دُعا:

حضرت سری سقطیؒ سے روایت ہے کہ آپؒ نے مجھے یہ ہدایت فرمائی کہ جب تمہیں کچھ طلب کرنا ہو تو اسی سے طلب کیا کرو کہ اے اللہ! بحق معروف کرخیؒ مجھے فلاں شے عطا کر دے تو وہ شے یقیناً تم کو مل جائے گی۔

حضرت سری سقطیؒ

مخلوق سے منقطع:

فرمایا کہ مخلوق سے منقطع ہو کر عبادت کرنا مردوں کا کام ہے اور زندہ وہ ہیں جو مخلوق سے وابستہ رہ کر یادالٰہی کرتے ہیں۔

نفس:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ چالیس سال سے میرے نفس کو شہد کی خواہش ہے لیکن آج تک میں نے اس کی خواہش پوری نہیں کی۔

آئینہ داری:

فرمایا کہ میں ہر یوم اس لیے آئینہ دیکھتا ہوں کہ شاید معصیت کی وجہ سے میرا چہرہ سیاہ نہ ہو گیا ہو۔

سارے جہاں کا غم:

فرمایا کہ کاش پورے عالم کے آلام مجھے مل جاتے تاکہ تمام لوگوں کو غم سے رہائی حاصل ہو جاتی۔

اندیشہ نفاق:

فرمایا کہ جب کسی مسلمان کے سامنے داڑھی میں خلال کرتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہ کہیں منافقین میں میرا شمار نہ ہو جائے۔

Marfat.com

خیر خواہی:

آپؒ بہت منہ بنا کر سلام کا جواب دیا کرتے تھے اور جب وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو کسی کو سلام کرتا ہے اُس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں جس میں نوے رحمتیں اُس کو ملتی ہیں جو دونوں میں خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے۔ لہٰذا میں منہ بنا کر اسی لیے جواب دیتا ہوں کہ مجھ سے زائد رحمتیں سلام کرنے والے کو حاصل ہو جائیں۔

ھو:

کسی خدا رسیدہ سے آپؒ نے اُن کا نام پوچھا تو فرمایا کہ ''ھو''، پھر سوال کیا کہ کھاتے کیا ہیں؟ انہوں نے پھر جواب میں کہا ''ھو''، غرض کہ جب ہر سوال کے جواب میں وہ یہی کہتے رہے تو آپؒ نے پوچھا کہ ''ھو'' سے مراد کیا اللہ ہے؟ یہ سُنتے ہی وہ خدا رسیدہ بزرگ چیخ مار کر دُنیا سے رخصت ہو گئے۔

جوانی کی عبادت:

اپنی جوانی کے دَور میں فرمایا کرتے تھے کہ عبادت تو عہدِ شباب ہی میں کرنی چاہیے۔

کنارہ کشی:

فرمایا کہ سلامتی دین اور سکونِ جسم و جان صرف گوشہ نشینی ہی میں ہے۔

سود و زیاں:

فرمایا کہ پانچ چیزیں چھوڑ کر تمام عالم بے سود ہے، (۱) کھانا لیکن بقائے زندگی کی حد تک، (۲) پانی صرف رفع تشنگی کے لیے، (۳) لباس ستر پوشی کی حد تک، (۴) مکان صرف سکونت کے لیے، (۵) علم عمل کی حد تک۔

گناہ:

فرمایا کہ خواہشات کی حد تک گناہ قابل معافی ہے لیکن کبر و نخوت کی بنیاد پر گناہ ناقابل معافی ہے۔ حضرت آدمؑ کی لغزش خواہش کی بنیاد پر تھی اور ابلیس کی خواہش کبر و نخوت کی وجہ سے تھی۔

Marfat.com

آراستگی نفس:

فرمایا کہ جو خود اپنے نفس کو آراستہ نہ کر سکے وہ دوسرے نفس کو کیسے سنوار سکتا ہے۔

قدرِ نعمت:

فرمایا کہ ایسے افراد بہت قلیل ہیں جن کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو اور جو قدرِ نعمت نہیں کرتا نعمت اُس سے کوسوں دُور بھاگتی ہے۔

مطیع اللہ:

فرمایا کہ جو اللہ تبارک و تعالیٰ کا اطاعت گزار ہوتا ہے پورا عالم اس کے زیر نگین رہتا ہے۔

قلب کی اقسام:

فرمایا کہ زبان و رخ سے قلبی کیفیات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے لیکن قلب کی بھی تین قسمیں ہیں، اول وہ قلب جو کوہِ گراں کی طرح اپنی جگہ اٹل رہے، دوم وہ قلب جو مستحکم درخت کی طرح ہو بادِ تند کے جھونکے کبھی اُسے ہلا بھی دیتے ہوں۔ سوم وہ قلب جو پرندوں کی طرح ہوا میں پرواز کرتے ہیں۔ فرمایا کہ انس و حیاء قلب کے دروازے تک پہنچتے ہیں لیکن اگر قلب میں زہد اور ورع کا وجود ہوتا ہے تو مقیم ہو جاتے ہیں ورنہ وہیں سے لوٹ آتے ہیں۔ جس قلب میں کوئی اور شے مقیم ہوتی ہے وہاں یہ پانچ چیزیں داخل نہیں ہوتیں، خوف، رجا، حیاء، انس اور محبت۔ ہر مقرب بارگاہ کو اُس کے قرب کے مطابق ہی فہم عطا کی جاتی ہے۔

تدبر قرآن:

فرمایا کہ رموزِ قرآنی کی تفہیم کے لیے غور و فکر کرنے والا ہی سب سے زیادہ دانشمند ہے

محشر کی پکار:

فرمایا کہ محشر میں امتوں کو انبیاء کرام کی جانب سے ندا دی جائے گی لیکن اولیائے کرام کو اللہ عزوجل کی جانب سے پکارا جائے گا۔

Marfat.com

عارفین:

فرمایا کہ عارفین کا بلند مقام شوق ہے اور عارف وہ ہے جو کم کھائے، کم سوئے اور کم آرام کرے۔
عارف مہرتاباں کی مانند سب کو منور کر دیتا اور زمین کی طرح ہر شے کا بار سنبھالے رکھتا ہے۔ آگ کی طرح
سب کو راستہ دکھاتا ہے اور پانی کی طرح قلوب کو حیاتِ تازہ دے کر سیراب کرتا رہتا ہے۔

زہد:

فرمایا کہ مخلوق سے کچھ نہ طلب کرتے ہوئے دُنیا سے متنفر رہنے کا نام زہد ہے۔

عارف کا سکون:

فرمایا کہ خود کو فنا کر دینے کے بعد عارف کو سکون ملتا ہے۔

حقیقی زہد:

فرمایا کہ میں نے زہد کے تمام وسائل اختیار کیے لیکن حقیقی زہد سے محروم رہا۔

ریاکاری:

فرمایا کہ ریاکاری سے ملنا اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُور کر دیتا ہے اور کثرت سے میل ملاپ رکھنے
والے کو صدق حاصل نہیں ہوتا۔

اخلاق:

فرمایا کہ اخلاق یہ ہے کہ لوگوں کو اذیت دینے کی بجائے ان کی اذیت رسانی پر صبر سے کام لے۔
غصے پر قابو پانا بھی داخل اخلاق ہے۔

گناہ سے احتراز:

فرمایا کہ گناہ سے احتراز کرنا صرف تین وجوہ سے ہوتا ہے، اول خواہش بہشت، دوم خوفِ جہنم
سے، سوم اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی شرم سے۔

Marfat.com

ترجیح عبادات:

فرمایا کہ عبادات کو خواہشات پر ترجیح دینے سے بندہ عروج و کمال تک پہنچ جاتا ہے۔

لاچاری زباں:

ایک مرتبہ صبر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کئی مرتبہ بچھونے کاٹا لیکن آپؒ نے اُف تک نہ کی۔ اپنی مناجات میں آپؒ یہ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! تیری عظمت نے مناجات سے روکا اور تیری معرفت نے انس عطا فرمایا۔ اگر زبان سے ذکر کرنے کو منع فرمادیتا تو میں زبان سے کبھی تجھے یاد نہ کرتا کیوں کہ زبان میں تیری صفات بیان کرنے کی قدرت نہیں۔

بندہ مملوک ہے:

فرمایا کہ بندہ تو مملوک ہے اور اُس کو کسی شے پر قدرت حاصل نہیں۔

حضرت فتح موصلیؒ

صدق:

ایک مرتبہ آپؒ نے لوہار کی بھٹی میں ہاتھ ڈال کر لوہے کا ایک گرم ٹکڑا ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ اس کا نام صدق ہے۔

فقرا کی تواضع:

آپؒ نے حضرت علیؓ سے خواب میں نصیحت کرنے کی استدعا فرمائی تو انہوں نے فرمایا کہ بہ نیتِ ثواب امرأ کے فقرأ کی تواضع احسن ہے لیکن اس سے زیادہ احسن یہ ہے کہ فقرأ امرأ سے نفرت کریں۔

خوف معصیت:

ایک مرتبہ گریہ زاری کرتے کرتے آپؒ کی آنکھوں سے اشکوں کی بجائے لہو جاری ہو گیا اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپؒ اس قدر کیوں روتے ہیں؟ تو فرمایا کہ خوفِ معصیت سے۔

Marfat.com

مشائخ کی نصیحت:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تیس سال ابدالین سے نیاز حاصل کیا اور سب ہی نے یہ نصیحت کی کہ مخلوق سے کنارہ کشی کرو اور کم کھاؤ۔ جس طرح مریض پر بلاوجہ کھانا پانی بند کرنے سے موت واقع ہو جاتی ہے اس طرح علم و حکمت اور مشائخ کی نصیحت کے بغیر قلب مردہ ہو جاتا ہے۔

عارف:

فرمایا کہ عارف کی ہر بات اور ہر عمل من جانب اللہ ہوا کرتے ہیں اور وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا کسی کا طلبگار نہیں رہتا۔ جو بندہ نفس کی مخالفت کرتا ہے وہی اللہ تبارک وتعالیٰ کا خلیل ہے۔ اللہ عزوجل کا طالب دُنیا کا طالب کبھی نہیں ہو سکتا۔

حضرت احمد حواریؒ

صدق دلی جدوجہد:

فرمایا کہ جب تک بندہ صدق دِلی سے اظہار ندامت نہ کرے زبانی توبہ بے سُود ہے اور جب تک عبادت وریاضت میں جدوجہد شامل نہ ہو تو اُس وقت تک گناہ سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ اس عمل کے بعد ہی اُنس و دیدارِ الٰہی نصیب ہوتا ہے۔

معرفت:

فرمایا کہ معرفت کی زیادتی عقل کی زیادتی پر موقوف ہے اور خائف رہنے والوں کا سہارا رِجا ہے۔

فقر کی دُشمن:

فرمایا کہ تفیعِ اوقات پر رونا مفید ہے۔ حُبِ دُنیا فقر کی دشمن، جو نفس شناس نہ ہو وہ مغرور ہے۔ غفلت و سنگدلی سے بڑا کوئی عذاب نہیں۔

موت:

فرمایا کہ انبیاء کرام نے موت کو اس لیے بُرا تصور کیا کہ وہ یادِ الٰہی سے منقطع کر دیتی ہے۔

Marfat.com

حقیقی حُبِ الٰہی:

فرمایا کہ عبادت کو مرغوب سمجھنے والا اللہ جل شانہٗ کا محبوب ہوتا ہے۔ جو اللہ عزوجل کو اس لیے محبوب سمجھتا ہے کہ اُس سے حصول نعمت کرے تو وہ مشرک ہے بلکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو بلا کسی طمع کے محبوب تصور کرنے والا ہی اس کا محبوب ہوتا ہے۔

حضرت احمد حضرویہؒ

نفس کی ترغیبِ عبادت:

آپؒ اپنے نفس پر بے حد جبر سے کام لیتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ عوام جہاد پر روانہ ہوئے تو آپؒ کے نفس نے بھی جہاد کا تقاضہ کیا۔ لیکن آپؒ کو یہ خیال ہو گیا کہ نفس کا کام چونکہ ترغیب عبادت نہیں ہے اس لیے مجھے کسی مکر میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور شاید اُس کی ترغیب کا یہ مقصد ہو کہ دورانِ سفر روزے نہیں رکھنے پڑیں گے۔ رات کو عبادت سے چھٹی مل جائے گی اور لوگوں سے ربط وضبط کا موقع مل جائے گا۔ مگر نفس نے ان سب چیزوں سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ان میں سے کوئی بات نہیں۔ پھر جب آپؒ نے یہ دُعا فرمائی کہ اے اللہ! مجھ کو فریبِ نفس سے محفوظ رکھ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نفس کا فریب ظاہر فرمادیا کہ نفس کا فریب یہ تھا کہ چونکہ آج تک میری خواہش پوری نہیں ہوئی۔ لہٰذا میں جہاد میں شریک ہو کر شہید ہو جاؤں اور تمام جھنجھٹوں سے چھٹکارا مل جائے۔ یہ سُن کر آپؒ نے اس دِن سے نفس کشی میں اور بھی اضافہ فرمادیا۔

فقر کا اظہار:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ عظمتِ فقر کا اظہار کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

کھانا:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے انسانوں کو جانوروں کی مانند چارہ کھاتے دیکھا ہے۔ یہ سُن کر لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپؒ انسانوں میں شامل نہیں تھے؟ فرمایا کہ شامل تو میں بھی تھا لیکن فرق یہ تھا کہ وہ کھاتے ہوئے خوش ہو کر اُچھل کود رہے تھے اور میں کھاتے ہوئے رو رہا تھا۔

Marfat.com

فقر:

فرمایا کہ فقر تین چیزوں سے حاصل ہوتا ہے، اول سخاوت، دوم تواضع، سوم ادب۔

صبر:

فرمایا کہ شاکی لوگ صابر نہیں ہو سکتے لیکن مضطرب لوگوں کا زادِ راہ صبر ہے۔

معرفت کا مفہوم:

فرمایا کہ معرفت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو قلب سے محبوب رکھتے ہوئے زبان سے بھی یاد کرتا ہے اور اللہ عزوجل کے علاوہ ہر شے ترک کر دے۔

اہلِ اخلاق:

فرمایا کہ اہلِ اخلاق اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک محبوب ہوتے ہیں اور اللہ عزوجل کی محبت یہ ہے کہ تمام اسباب ووسائل کو خیر باد کہہ کر صدقِ دل سے ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔

قلبِ منور:

فرمایا کہ جب قلب نور سے پُر ہو جاتا ہے تو اُس کا نور اعضاء سے بھی ظاہر ہونے لگتا ہے اور اگر باطل سے لبریز ہوتا ہے تو اس کی تاریکی بھی اعضاء سے ظاہر ہوتی ہے۔

غفلت وشہوت:

فرمایا کہ خوابِ غفلت سے زیادہ خراب کوئی خواب نہیں اور شہوت سے زیادہ قوی کوئی دوسری شے نہیں بلکہ غفلت کے بغیر شہوت کا غلبہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

میانہ روی:

فرمایا کہ زندگی میں ایسی میانہ روی ہونی چاہیے جو دین ودُنیا دونوں سے مطابقت رکھتی ہو۔

کنارہ کشی:

فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا ہر شے سے کنارہ کشی سب سے بڑی عبادت ہے۔

Marfat.com

نصیحت:

کسی نے آپؒ کے روبرو جب یہ آیت کریمہ پڑھی کہ ففرو الی اللہ، تو آپؒ نے فرمایا کہ یہ آیت تو اُس کے سامنے قرأت کرو جو اُس کا نہ بن چکا ہو۔ پھر نصیحت فرمائی کہ نفس کو مارڈالو تاکہ تمہیں حیات مل جائے۔

حضرت ابوتراب بخشیؒ

استغنا:

کسی نے آپؒ سے عرض کیا کہ اگر آپؒ کی کوئی حاجت ہو تو فرمادیجئے۔ آپؒ نے جواب دیا کہ مجھے تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے بھی کوئی حاجت نہیں۔ اس لیے کہ میں تو اُس کی رضا پر خوش ہوں وہ جس حال میں چاہے رکھے۔

درویش:

فرمایا کہ درویش کو جو مل جائے وہی اُس کا کھانا ہے جس سے جسم ڈھانپا جاسکے وہی اس کا لباس اور جس جگہ مقیم ہو وہی مکان ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذؒ

بیم ورجا:

فرمایا کہ بیم ورجا ارکان ایمان میں داخل ہیں اور ان کو نظر انداز کر دینے سے ایمان مستحکم نہیں ہوتا کیونکہ خوف کھانے والا تو فراق کے خطرے کی وجہ سے عبادت کرتا ہے اور اہل رجا وصل کی اُمید میں مصروف عبادت رہتے ہیں، لیکن عبادت اُس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک بیم ورجا دونوں شامل نہ ہوں اور اسی طرح عبادت کے بغیر بیم ورجا بھی حاصل نہیں ہو سکتے۔

Marfat.com

دُنیاو آخرت:

آپؒ نے فرمایا کہ دُنیاو آخرت کی مثال خواب و بیدار جیسی ہے۔ اگر انسان خواب میں روتا ہے تو بیداری میں ہنستا ہے۔ لہٰذا تم خوف الٰہی میں رونے کو اپنا مسلک بنالو تاکہ قیامت میں ہنسنے کا موقع مل سکے۔

دُنیا کی بے قدری:

کسی نے عرض کیا کہ موت کے مقابلہ میں دُنیا کی ایک جبہّ سے زائد قدر نہیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ اگر موت کا وجود نہ ہوتا تو اور بھی زیادہ یہ دُنیا بے قدر ہوتی۔ فرمایا موت کی مثال پل جیسی ہے جو ایک حبیب کو دوسرے حبیب سے ملادیتی ہے۔

مومن کا نور:

فرمایا کہ روزِ محشر اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا کہ تیری کیا تمنا ہے؟ تو عرض کروں گا کہ مجھے جہنم میں بھیج کر دوسروں کے لیے جہنم سرد کردے۔ جیسا کہ قولِ باری تعالیٰ ہے کہ ''مومن کا نور آگ کے شعلوں کو سرد کردیتا ہے'' شاہد ہے۔ فرمایا کہ اگر جہنم میری ملکیت میں دے دی جائے تو میں کسی عاشق کو بھی اس میں جلنے نہ دوں کیونکہ عاشق تو روزانہ خود کو سو مرتبہ جلاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اگر کسی عاشق کے گناہ کثرت سے ہوں پھر کیا کریں گے؟ فرمایا کہ جب بھی نہیں جلنے دوں گا کیونکہ اُس کے گناہ اختیاری نہیں بلکہ اضطراری ہوتے ہیں۔

جمالِ خداوندی:

فرمایا کہ اللہ رب العزت سے خوش رہنے والے سے ہر شے خوش رہتی ہے اور جس کی آنکھیں جمالِ خداوندی سے منور ہو جاتی ہیں اُس کے نور سے تمام دُنیا کی آنکھیں منور رہتی ہیں۔

حبِ الٰہی:

فرمایا کہ جس قدر بندہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو محبوب رکھتا ہے اُسی قدر وہ محبوبِ خلائق ہو جاتا ہے۔ جتنا اللہ عزوجل سے خائف رہتا ہے اتنا ہی مخلوق بھی اُس سے خوف زدہ رہتی ہے اور جس قدر رجوع الی اللہ ہوتا ہے اُسی قدر مخلوق بھی اُس کی جانب رجوع کرتی ہے۔

Marfat.com

افعالِ بد:

فرمایا کہ سب سے زیادہ خسارے میں وہ ہے جو افعال بد میں زندگی گزارتا ہے۔

احترازِ صحبت:

فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں سے احتراز کرو، اول غافل علماٗ سے، دوئم کاہل قاریوں سے، سوم جاہل صوفیوں سے۔

اولیا کی پہچان:

فرمایا کہ اولیا کرام کو تین باتوں سے پہچانو، اول وہ خالق پر بھروسہ رکھتے ہوں، دوم مخلوق سے بے نیاز ہوں، سوم اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد کرتے ہوں۔

موت:

فرمایا کہ اگر موت فروخت کی جانے والی شے ہوتی تو اہلِ آخرت موت کے سوا کچھ نہ خریدتے۔

دانشمندی:

فرمایا کہ دانشمندی کی علامت یہ ہے کہ امراٗ کو حسد کی بجائے، بنظر نصیحت دیکھے۔

حق بات:

فرمایا کہ چھپ کر گناہ کرنے والے کو ظاہر میں ذلت عطا کرتا ہے۔ عبادت زیادہ کرو اور لوگوں سے کم ملو۔

ادبِ الٰہی:

فرمایا کہ اگر عارفین ادبِ الٰہی سے محروم ہو جائیں تو اُن کے لیے ہلاکت ہے۔

بہتر گناہ:

فرمایا کہ جو غم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دُور کر دے اُس سے وہ گناہ بہتر ہے جو اللہ رب العزت کا محتاج بنا دے۔

Marfat.com

بندے کا حقیقی دوست:

فرمایا کہ اللہ دوست ریاؤ نفاق سے دُور رہتا ہے اور مخلوق سے بھی اُس کی دوستی بہت کم ہوتی ہے لیکن اللہ تبارک وتعالی سے زیادہ بندے کا دوست اور کوئی نہیں۔

مسلمانوں کے حقوق:

فرمایا کہ مسلمان پر مسلمان کے تین حقوق ہیں، اول یہ کہ اگر کسی کو نفع نہ پہنچا سکے تو مضرت بھی نہ پہنچائے، دوم یہ کہ اگر کسی کو اچھا نہ کہے تو بُرا بھی نہ کہے، سوم یہ کہ اگر کسی کو خوش نہ کر سکے تو غمزدہ بھی نہ کرے۔

حقیقی احمق:

فرمایا کہ احمق ہیں وہ لوگ جو افعال جہنم کے بعد جنت طلب کرتے ہیں۔

توبہ کے بعد گناہ:

فرمایا کہ توبہ کے بعد ایک گناہ بھی اُن ستر گناہوں سے بدتر ہے جن کے بعد توبہ کی گئی ہو۔

مومن کا گناہ:

فرمایا کہ مومن بیم ورجا کے مابین رہ کر گناہ کرتا ہے۔

حیرت انگیز لوگ:

فرمایا کہ حیرت ہے اُن لوگوں پر جو بیماری کے خوف سے کھانے کو ترک کر دیتے ہیں لیکن خوف آخرت سے معصیت نہیں چھوڑتے۔

دانشمند:

فرمایا کہ تین طرح کے لوگ دانشمند ہوتے ہیں، اول تارک الدنیا، دوم طالب عقبیٰ، سوم اللہ کے عاشق۔

Marfat.com

دُنیادار کی موت:

فرمایا کہ مرتے وقت دو پریشانیاں لاحق رہتی ہیں۔ اول یہ کہ اُن کے بعد دولت پر دوسرے لوگ قابض ہوں گے۔ دوسرا یہ کہ لوگ اُس کی دولت کا حساب دریافت کریں گے۔

فاقہ کشی:

فرمایا کہ فاقہ کشی مریدوں کے لیے ریاضت، توبہ کرنے والوں کے لیے تجربہ، زاہدوں کے لیے سیاست اور عارفین کے لیے مغفرت ہے۔

مرشدین:

فرمایا کہ اہل تقویٰ عمل کی جانب، ابدالین آیات کی جانب، طالبینِ حق احسان کی جانب اور عارفین ذکر کی جانب راغب کراتے ہیں۔

ظہورِ حق:

فرمایا کہ نزول بلیات کے وقت صبر کی حقیقت اور مکاشفہ کے وقت حقیقتِ رضا ظاہر ہوتی ہے۔

صدق دلی:

فرمایا کہ صدق دل سے قلیل عبادت بھی اس ستّر سال کی عبادت سے بدرجہا بہتر ہے جو بے دلی کے ساتھ کی گئی ہو۔

منازل:

فرمایا کہ طالب کی اعلیٰ منزل خوف اور واصل کی حیایار جا ہے۔

اخلاص:

فرمایا کہ عمل کو عیوب سے محفوظ رکھنا ہی اخلاص ہے۔

شوقِ الٰہی:

فرمایا کہ خواہشات سے کنارہ کشی شوقِ الٰہی ہے۔

Marfat.com

زُہد:

فرمایا کہ زُہد(ز،ہ،د) تین حروف ہیں۔"ز" سے مراد زینت کو ترک کر دینا، "ہ" سے ہوا وہوس یعنی خواہشات کو خیر باد کہہ دینا، "د" سے مراد دُنیا کو چھوڑ دینا ہے۔ زاہد وہ ہے جو طلب دُنیا سے زیادہ ترک دُنیا کی خواہش رکھتا ہو۔

خزانہ و کنجی:

فرمایا کہ اطاعت اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا خزانہ ہے اور دُعا اُس کی کنجی ہے۔

نُور و نار:

فرمایا کہ توحید نُور ہے اور شرک نار۔ توحید کا نُور گناہوں کو اور شرک کی نار نیکیوں کو جلا دیتے ہیں۔

ذکر و رضا:

فرمایا کہ ذکرِ الٰہی گناہوں کو محو کر دیتا ہے اور اُس کی رضا آرزوؤں کو فنا کر دیتی ہے اور بندہ اُس کی محبت میں سرگرداں رہتا ہے۔

درویشی:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر اعتماد کر کے مخلوق سے بے نیاز ہونے کا نام درویشی ہے۔ قیامت میں صرف درویشی کی قدر ہو گی اور تونگری کی ناقدری۔

محبت:

فرمایا کہ جفائے محبوب پر صبر اور وفا پر شکر کا نام محبت ہے۔

خوف و رجا:

آپؒ سے سوال کیا گیا کہ اپنے مواعظ میں ہمیشہ خوف و رجا ہی کا ذکر کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا چونکہ اللہ تعالیٰ قوی اور بندہ کمزور ہے اس لیے بندے کو اس سے خوف و اُمید ہی رکھنا مناسب ہے۔

Marfat.com

طریقۂ دُعا:

آپؒ اپنی مناجات اس طرح شروع کرتے کہ اے اللہ! گو میں بہت معصیت کار ہوں پھر بھی تجھ سے مغفرت کی اُمید رکھتا ہوں کہ میں سر تاپا معصیت اور تُو مجسم عفو ہے۔ اے اللہ! تُو نے فرعون کو خدائی دعویٰ پر بھی حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارون کو نرمی کا حکم دیا۔ لہٰذا جب تو انا ربکم الاعلیٰ کہنے والے پر کرم فرما سکتا ہے تو جو بندے سبحان ربی الاعلیٰ کہتے ہیں اُن پر تیرے لطف و کرم کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اے اللہ! میرا دُنیاوی حصہ کفار کو دے دے اور اُخروی حصہ اہل ایمان کو عطا کر دے کیونکہ میرے لیے تو دُنیا میں تیری یاد اور آخرت میں تیرا دیدار بہت کافی ہے۔

حضرت شاہ شجاع کرمانیؒ

اہل فضل وولایت:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ اہل فضل اور اہل ولایت اسی وقت تک قائم رہتی ہے جب تک وہ اپنے فضل وولایت کو فضل وولایت تصور نہیں کرتے۔

فقر اِک راز:

فرمایا کہ فقر اللہ عزوجل کا ایک راز ہے اور جب تک فقرا اس کو پوشیدہ رکھتے ہیں امین ہوتے ہیں اور افشائے راز کے بعد ان سے فقر سلب کر لیا جاتا ہے۔

صدق کی علامتیں:

فرمایا کہ صدق کی تین علامتیں ہیں۔ اول دُنیا سے نفرت کا اظہار، دوم مخلوق سے دُوری، سوم خواہشات پر غلبہ حاصل کرنا۔

خُداخوفی:

فرمایا کہ خوفِ الٰہی کا مفہوم ہمیشہ خائف رہنا ہے اور سب سے بڑا خائف وہ ہے جو دکھاوے کے لیے حقوق اللہ کی تکمیل نہ کرتا ہو۔

Marfat.com

صبر کی علامتیں:

فرمایا کہ صبر کی تین علامتیں ہیں، ترکِ شکایت، صدق رضا اور قبولیت رضا۔

حضرت یوسف بن حسینؒ

فرمودات:

فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے ہر اُمت میں کچھ امین مقرر کیے ہیں لیکن امتِ محمدیؐ کے امین اولیا کرام ہیں۔ عورتوں اور لڑکوں کی صحبت صوفیاؒ کے لیے تباہ کن ہوتی ہے۔ قلبی لگاؤ سے اللہ عزوجل کو یاد کرو تاکہ قلب سے خود بخود ماسوائے اللہ کی یاد کے سب کچھ نکل جائے۔ صادق وہی ہے جو گوشۂ تنہائی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ موحد وہ ہے جو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں رہ کر اوامر ونواہی کی پابندی کرتا ہے۔ بحرِ توحید میں غرق ہونے والے کی تشنگی کبھی رفع نہیں ہوتی۔ زاہد وہی ہے جو خود کو کھو کر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تلاش کرتا رہے اور بندے کو بندہ ہی کی طرح رہنا سزاوار ہے۔ جو غور وفکر کے بعد رب العزت کو پہچان لیتا ہے وہ عبادت بھی بہت زیادہ کرتا ہے۔

دُعا:

انتقال کے وقت آپؒ نے عرض کیا کہ اے اللہ! میں قول سے مخلوق کو، فعل سے نفس کو نصیحت کرتا رہتا ہوں، لہٰذا مخلوق کی نصیحت کے معاوضہ میں میرے نفس کی ضیافت کو معاف کر دے۔

حضرت ابو حفص حدادؒ

ایک حدیث:

آپؒ کو ایک محدّث سے حدیثِ مبارک سننے کے لیے کہا گیا۔ فرمایا کہ تیس برس قبل ایک حدیث سُنی تھی اور آج تک اُس پر عمل نہ کر سکا پھر مزید حدیث سُن کر کیا کروں گا؟ جب لوگوں نے وہ حدیث پوچھی تو آپؒ نے سُنادی کہ ''بہترین مدد وہی ہے جو ایسی چیزوں کو چھوڑ دے جس میں کوئی اسلامی مفاد مضمر نہ ہو''۔

Marfat.com

ظاہر و باطن:

فرمایا کہ مخلوق ظاہر کو اور اللہ تبارک و تعالیٰ باطن کو دیکھتا ہے۔

فتوت کا مفہوم:

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادیؒ سے آپؒ نے فتوت (جوانمردی، مروّت) کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ اچھے کام کو نہ کسی پر ظاہر کرو اور نہ اپنی جانب اس کو منسوب کرو۔ آپؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک ایک تو فتوت کا مفہوم یہ ہے کہ خود انصاف کر کے دوسرے سے انصاف کے طالب نہ ہو۔ یہ سُن کر حضرت جنیدؒ نے اہلِ مجلس سے فرمایا کہ آج سے اسی پر عمل کرو۔ آپؒ نے فرمایا کہ تم خود بھی اسی پر عمل کرو۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ واقعی شجاعت اسی کا نام ہے۔

گفتگو یا خاموشی:

کسی نے سوال کیا کہ ولی کا خاموش رہنا بہتر ہے یا گفتگو کرنا؟ فرمایا کہ گفتگو کرنا باعثِ تباہی اور خاموشی کے لیے عمرِ نوحؑ درکار ہے۔

درویش:

فرمایا کہ درویش وہ ہے جو کثرتِ عبادت کے باوجود بھی عجز کا اظہار کرتا ہے۔

بہترین لوگ:

فرمایا کہ بہترین ہیں وہ لوگ جو لوگوں پر نوازش کرتے رہیں اور خود ربِّ کریم کے کرم کے طلب گار رہیں اور اتباعِ سُنّت کے بعد حلال رزق کی جستجو کریں۔

باسعادت لمحہ:

فرمایا کہ وہ ایک لمحہ بہت بہتر ہے جو اللہ جل شانہٗ تک پہنچادے۔

Marfat.com

پہچان:

فرمایا کہ وہ شخص اندھا ہے جو صنعت کو دیکھ کر مصنوع کو پہچانتا ہے اور مصنوع سے صنعت کو نہیں پہچانتا۔

کلمہ طیبہ کا مفہوم:

فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا دَر پکڑنے والوں پر سب دَر کھل جاتے ہیں اور سردار انبیا حضور اکرم کی اتباع سے تمام سردار فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔

رجوع الی اللہ:

کسی نے آپؒ سے سوال کیا کہ آپؒ اللہ عزوجل کی جانب کیوں متوجہ ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ جس کے لیے محتاج دولت مند کی جانب رجوع کرتے ہیں۔

حضرت حمدون قصارؒ

وعظ:

شہرت نامہ کے بعد جب عوام نے آپؒ سے وعظ گوئی کی فرمائش کی تو فرمایا کہ میرا وعظ مخلوق کے لیے اس وجہ سے مفید نہیں ہو سکتا کہ میں دُنیا سے محبت رکھتا ہوں اور وعظ گوئی کا حق صرف اُسی کو ہے جس کے وعظ میں اتنا اثر ہو کہ لوگ ہدایت پا سکیں۔ واعظ اسی کو کہا جا سکتا ہے جس کے بیان میں تسلسل ہو اور امدادِ غیبی اُس کے شاملِ حال رہے۔ لوگوں نے سوال کیا کہ ہمارے اسلاف کا اندازِ بیان مؤثر کیوں ہوتا تھا؟ فرمایا کہ وہ اسلام کی برتری اور نفس سے نجات پانے کی بات کہا کرتے تھے۔

نصیحت:

فرمایا کہ مخلوق کی چاہت سے خالق کی چاہت بہت بہتر ہے، چھپانے والی بات کو کسی پر ظاہر نہ کرو۔ ہمیشہ نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھو۔ جاہل کی صحبت سے کنارہ کش رہ کر عالم کی صحبت اختیار کرو۔

Marfat.com

اتباعِ نفس:

فرمایا کہ زیادتی کی طلب باعثِ غفلت ہوا کرتی ہے اور نفس کو اچھا سمجھنا اس لیے تکبر پیدا کر دیتا ہے کہ اتباعِ نفس بندے کو اندھا کر دیتا ہے۔

مسلک:

فرمایا کہ خود کو سب سے بدتر تصور کرتے ہوئے کبھی کسی بدمست کی جانب اس خوف سے نظر نہ ڈالو کہ کہیں تم خود بھی بدمستی کا شکار نہ ہو جاؤ۔ ہمیشہ بیم و رجا کو اپنا مسلک بنائے رکھو۔

تواضع:

فرمایا کہ تواضع سے فقر حاصل ہوتا ہے۔ تواضع کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کو اپنے سے زیادہ ذلیل تصور نہ کرے۔

بسیار خوری:

فرمایا کہ زیادہ کھانا امراض کی جڑ اور دین کے لیے آفت ہے۔

عزت:

فرمایا کہ خود کو اس لیے کمتر تصور کرو کہ دُنیا تمہاری عزت کرے۔

دُنیا کی خاطر:

فرمایا کہ کبھی دُنیا کے واسطے پر کسی پر غضب ناک مت ہونا۔

بندے کی تعریف:

فرمایا کہ بندہ وہ ہے جو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اور اس کی عبادت کو محبوب تصور کرے۔

زُہد کا مفہوم:

فرمایا کہ زُہد کا مفہوم یہ ہے کہ عطا کردہ شے پر قانع رہ کر کبھی زیادہ کا طلب گار نہ ہو۔

Marfat.com

توکل کی تعریف:

فرمایا کہ توکل کی تعریف یہ ہے کہ مقروض ہونے کی صورت میں بجائے بندے کے اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس کی ادائیگی کی اُمید رکھو اور اپنے امور اللہ عزوجل کے سپرد کرنے سے قبل ضروری ہے حیلہ و تدبیر بھی کی جائے۔

انبساطِ ابلیس:

فرمایا کہ تین چیزیں ابلیس کے لیے وجہ انبساط ہیں۔اول کسی دیندار کا قتل، دوم کسی شخص کا حالتِ کفر پر مرنا، سوم درویش سے فرار۔

خوف:

فرمایا کہ مجھے اپنی اولاد کی امارت سے زیادہ ان کی درویشی کی ضیاع کا خوف ہے۔

حضرت منصور عمارؒ

عالم و جاہل:

خلیفہ ہارون الرشید نے آپؒ سے پوچھا کہ مخلوق میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ اور سب سے زیادہ جاہل کون ہے؟ فرمایا کہ سب سے زیادہ عالم تو وہ ہے جو فرمانبردار ہو اور خوف رکھنے والا ہو۔ سب سے جاہل وہ ہے جو نڈر اور گناہ گار ہو۔

قلب:

فرمایا کہ عارفین کا قلب ذکر الٰہی کا مرکز ہوتا ہے اور دُنیا والوں کا حرص و طمع کا مخزن۔

عارفین:

فرمایا کہ عارفین کی بھی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو خود بخود مجاہدات و ریاضت کی جانب راغب ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جو صرف رضائے الٰہی کے لیے واصل الی اللہ ہو کر عبادات کرتے ہیں۔

Marfat.com

حکمت:

فرمایا کہ حکمت قلب عارفین میں لسانِ تصدیق سے، قلب زہاد میں لسانِ تفصیل سے، قلبِ مریدین میں لسانِ تفکر سے اور قلب علماً میں لسانِ ذکر سے بات کرتی ہے۔

افضل بندہ:

فرمایا کہ افضل ترین ہے وہ بندہ جس کا پیشہ عبادت، جس کی خواہش و تمنا درویشی و گوشہ نشینی، جس کے سامنے آخرت و موت ہو اور توبہ کا ہمہ وقت اُس کو تصور ہے۔

قلبِ انسانی:

فرمایا کہ قلب انسانی مجسم نور ہوتا ہے، جب اُس میں دُنیا آباد ہو جاتی ہے تو نُور سلب ہو جاتا ہے اور تاریکیاں مسلط ہو جاتی ہے۔

اطاعت نفس:

فرمایا کہ اطاعتِ نفس انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتی ہے اور مصیبتوں پر صابر نہ رہنے والے آخرت کی مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

بے نیازی:

فرمایا کہ تارک الدنیا کا کسی قسم کا غم باقی نہیں رہتا اور سکوت اختیار کرنے والا معذرت خواہی سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

مصیبت:

فرمایا کہ جس مصیبت سے بچ سکتا ہو اور نہ بچے وہ بڑا مصیبت کار ہے۔

Marfat.com

حضرت احمد بن انطاکیؒ

اشتیاقِ الٰہی:

آپؒ سے سوال کیا گیا کہ آپؒ کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا اشتیاق ہے؟ فرمایا کہ اشتیاق تو غائب کا ہوا کرتا ہے اور اللہ جل شانہٗ تو ہر لحہ حاضر ہے۔

معرفت کے مدارج:

فرمایا کہ معرفت کے تین مدارج ہیں۔ اول وحدانیت کو ثابت کرنا، دوئم، اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ ہر شے کو چھوڑ دینا، سوم یہ تصور قائم رکھنا کہ کسی سے بھی اللہ جل شانہٗ کی عبادت کا حق ادا نہیں ہو سکتا کیونکہ جس کو باری تعالیٰ نُورِ معرفت عطا نہیں فرماتا وہ نُور ہی سے محروم رہتا ہے۔

اللہ کی محبت:

فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کی محبت کی یہ علامت ہے کہ انسان عبادت کو کم کرے لیکن غور وفکر زیادہ اور گوشہ نشین ہو کر سکوت اختیار کرے، مسرت سے خوش نہ ہو اور غم سے دِل برداشتہ نہ ہو۔

خام خیالی:

فرمایا کہ جب حضرت یونسؑ کو یہ خیال ہو گیا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ میرے اوپر غضبناک نہ ہو گا تو کیسی مصیبت میں گرفتار کر لیے گئے۔

عقیدت مندی:

فرمایا کہ اہل اللہ کی صحبت عقیدت مندی سے اختیار کرو۔

زُہد کی قسمیں:

فرمایا کہ زُہد کی چار قسمیں ہیں۔ اول، توکل علی اللہ، دوم مخلوق سے بیزاری، سوم اخلاص کا اظہار کرنا، چہارم اللہ جل شانہٗ کی راہ میں مصائب برداشت کرنا۔

Marfat.com

مقدرِ معرفت:

فرمایا کہ مقدرِ معرفت کے مطابق ہی بندہ خوف و حیا کرتا ہے۔

سکوت:

فرمایا کہ قلب کی پاکیزگی سکوت ہے۔

دانشمند:

فرمایا کہ یقین اللہ جل شانہٗ کا ایسا عطا کردہ نور ہے جس سے بندہ اس طرح اُمورِ آخرت کا مشاہدہ کرتا ہے کہ درمیان سے تمام حجابات رفع ہو جاتے ہیں۔

حضوری:

فرمایا کہ مخلوق سے کنارہ کش ہو کر اللہ عزوجل کو حاضر و ناظر تصور کر کے عبادت کرو۔

پاکیزگی قلب:

فرمایا کہ صفائی قلب کے لیے یہ پانچ چیزیں ضروری ہیں۔(۱) اہل خبر کی صحبت،(۲) تلاوتِ قرآن،(۳) فاقہ کشی،(۴) رات کی نماز،(۵) سحر کے وقت گریہ زاری۔

عدل:

فرمایا کہ عدل استقامت کا نام ہے لیکن ایک عدل وہ ہے جو مخلوق کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ دوسرا وہ عدل ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ کیا جائے (یعنی اس کے احکامات کو استقامت کے ساتھ ادا کرنا)

حضرت عبداللہ بن خبیقؒ

تخلیقِ قلب:

فرمایا کہ قلب کی تخلیق صرف عبادت کے لیے ہوئی ہے۔

Marfat.com

اہلِ خوف:

فرمایا کہ خوف زدہ رہنے والا خواہشاتِ نفس کی تکمیل نہیں کر سکتا۔

دل شکستگی:

فرمایا کہ دُنیا میں حرص وہوس کو چھوڑ کر دل شکستہ رہنا آخرت کے لیے افضل ہے۔

سود مندی:

فرمایا کہ جو شے آخرت کے لیے سود مند نہ ہو اس کا حصول عبث ہے اور منفعت بخش آرزو وہ ہے جس سے مشکل حل ہو جائے۔

خوف ورَجا:

فرمایا کہ اُن افراد کو اُمید رہتی ہے جو بُرائی سے تائب ہوتے ہیں یا جو توبہ بھی کرتے ہیں اور بُرائی بھی کرتے ہیں لیکن یہ خوف رہتا ہے کہ نہ معلوم مغفرت ہو سکے گی یا نہیں۔ وہ رجا جھوٹی ہے جس میں مسلسل گناہ کے ساتھ مغفرت کی طلب بھی ہو۔ بدی کرنے والے کو خوف زیادہ اور رجا کم ہوتی ہے۔

صدق وصادق:

فرمایا کہ صدق تمام احوال سے بے نیاز ہوتا ہے اور صادق وہ ہے جو ہر شے کی ماہیت سے واقف ہو جائے۔

طلبِ افضلیت:

فرمایا کہ اگر تمہاری خواہش یہ ہے کہ تم سے زیادہ کسی کو افضلیت حاصل نہ ہو تو ہر شے کو چھوڑ کر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو پکڑ لو تاکہ سب تمہارے محتاج نظر آئیں۔

Marfat.com

حضرت جنید بغدادیؒ

شکر کی تعریف:

فرمایا کہ شکر کی تعریف یہ ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نعمت عطا کرے تو اس کی نعمت کی وجہ سے منعم کی نافرمانی کبھی نہ کرے۔

حصولِ مدارج:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تمام مدارج صرف فاقہ کشی، ترکِ دُنیا اور شب بیداری سے حاصل ہوئے۔

صوفی کی تعریف:

فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو اللہ ربّ العزت اور رسولؐ کی اس طرح اطاعت کرے کہ ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں حدیث۔

نفس کا علاج:

فرمایا کہ نفس کی مخالفت اس کا واحد علاج ہے۔

مقامات:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ شام فتوت کا، عراق فصاحت کا، خراسان صدق کا مرکز ہے لیکن ان راہوں میں قزاقوں نے اپنے جال بچھا رکھے ہیں۔

مشاہدات:

فرمایا کہ قدرت کا مشاہدہ کرنے والا سانس تک نہیں لے سکتا۔ عظمت کا مشاہدہ کرنے والا حیرت زدہ رہتا ہے اور ہیبت کا مشاہدہ کرنے والا سانس لینے کو کفر تصور کرتا ہے۔

افضل بندہ:

فرمایا کہ بہت افضل ہے وہ بندہ جس کو ایک لمحہ کے لیے بھی قربِ الٰہی حاصل ہوا ہو۔

Marfat.com

بندگان:

فرمایا کہ بندے بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول حق کا بندہ، دوم حقیقت کا بندہ، لیکن حق کا بندہ اس لیے افضل ہے کہ اس کو اعوذ برضاک من سخطک کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

اتباعِ قرآن و حدیث:

فرمایا کہ قرآن و حدیث کا اتباع کرتے رہے اور جو ان کا متبع نہ ہو اُس کی پیروی ہر گز نہ کرو۔

وساوسِ نفس:

فرمایا کہ وسواس شیطانی سے نفس کے وساوس اس لیے شدید ترین ہوتے ہیں کہ وسواس شیطان تو لاحول سے دُور ہو جاتے ہیں لیکن نفس کے وساوس کا دُور کرنا بہت دشوار ہوتا ہے۔

مشاہدہ:

فرمایا کہ ابلیس کو عبادت کے بعد بھی مشاہدہ حاصل نہ ہو سکا لیکن حضرت آدمؑ نے ذلت کے باوجود مشاہدے کو قائم رکھا۔

انسان:

فرمایا کہ انسان سیرت سے انسان ہوتا ہے نہ کہ صورت سے۔

اللہ کے بھید:

فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کے بھید اللہ کے دوستوں کے قلب میں محفوظ رہتے ہیں۔

جہنم سے سخت:

فرمایا کہ جہنم میں جلنے سے زیادہ اللہ عزوجل سے غافل رہنا سخت ہے۔

بقا:

فرمایا کہ عنایت کے بغیر بقا حاصل نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

سلامتی ایمان:

فرمایا کہ ترکِ دُنیا اور گوشہ نشینی سے ایمان بھی سالم رہتا ہے اور آسودگی بھی حاصل ہوتی ہے۔

ہلاکت:

فرمایا کہ جس کا علم یقین تک، یقین خوف تک، خوف عمل تک، عمل ورع تک، ورع اخلاص اور اخلاص مشاہدے تک نہیں پہنچتا، وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

عظمت و علامتِ بندگی:

فرمایا کہ تکلیف پر شکایت نہ کرتے ہوئے صبر کرنا بندگی کی بہترین علامت ہے۔

مہمان نوازی:

فرمایا کہ مہمان نوازی نوافل سے بہتر ہے۔

قربِ الٰہی:

فرمایا کہ بندہ جتنا اللہ جل شانہٗ سے قریب ہوتا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ بھی اتنا ہی اُس بندے کے قریب رہتا ہے۔

حقیقی زندگی:

فرمایا کہ جس کی حیات رُوح پر موقوف ہو وہ رُوح نکلتے ہی مر جاتی ہے اور جس کی حیات کا دار و مدار اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہو وہ کبھی نہیں مرتا، بلکہ طبعی زندگی سے حقیقی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔

صنعتِ الٰہی:

فرمایا کہ صنعتِ الٰہی سے عبرت حاصل نہ کرنے والی آنکھ کا اندھا ہونا ہی بہتر ہے اور جو زبان ذکر الٰہی سے عاری ہو اُس کا گنگ ہونا بہتر ہے۔ جو کان حق بات سننے سے قاصر ہو اُس کا بہرہ ہونا اچھا ہے اور جو جسم عبادت سے محروم ہو اُس کا مردہ ہو جانا افضل ہے۔

Marfat.com

شعارِ مرید:

فرمایا کہ مرید کو احکام شرعیہ کے سوا کچھ نہ سُننا چاہیے۔ مرید کے لیے دُنیا تلخ ہوگی اور معرفت شیریں۔

آراستگی اَرض:

فرمایا کہ زمین کو صوفیا کرام سے ایسی ہی وابستگی حاصل ہے جیسے آسمان کو ستاروں سے۔

خطرے کی قسمیں:

فرمایا کہ خطرے کی چار قسمیں ہیں(۱) خطرۂ حق جس سے معرفت حاصل ہوتی ہے،(۲) خطرۂ ملائکہ جس سے عبادت کی رغبت پیدا ہوتی ہے،(۳) خطرۂ نفس جس سے دُنیا میں مبتلا ہو جاتا ہے،(۴) خطرۂ ابلیس، جس سے بغض و عناد جنم لیتے ہیں۔ (یہاں خطرہ، بزرگی اور عظمت کے معنی میں مستعمل ہے)

اہلِ ہمت:

فرمایا کہ اہل ہمت اپنی ہمت کی وجہ سے سب پر فوقیت حاصل کر لیتے ہیں۔

انعام یافتگان کا راستہ:

فرمایا کہ چار ہزار اللہ رسیدہ بزرگوں کا یہ قول ہے کہ عبادت اس طرح کرنی چاہیے کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی کا خیال تک نہ آئے۔

صوفی:

فرمایا کہ تصوف کا ماخذ اصطفاً ہے اس لیے برگزیدہ ہستی ہی کو صوفی کہا جاتا ہے۔ صوفی وہ ہے جو حضرت ابراہیمؑ سے خلیل ہونے کا درس، حضرت اسمٰعیلؑ سے تسلیم کا درس، حضرت داؤدؑ سے غم کا درس، حضرت ایوبؑ سے صبر کا درس، حضرت موسیٰؑ سے شوق کا درس اور حضور اکرمؐ سے اخلاص کا درس حاصل کرے۔

Marfat.com

تصوف:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے علاوہ ہر شے کو چھوڑ کر خود کر فنا کر لینے کا نام تصوف ہے۔ آپؒ کے ایک ارادت مند کا قول یہ ہے کہ صوفی اس کو کہتے ہیں کہ جو اپنے تمام اوصاف کو ختم کر کے اللہ جل شانہٗ کو پالے۔

عارف:

فرمایا کہ عارف سے تمام حجابات ختم کر دیے جاتے ہیں اور عارف رموزِ خداوندی سے آگاہ ہوتا ہے۔

معرفت:

فرمایا کہ معرفت کی دو قسمیں ہیں، اول معرفت کی تعریف یعنی خود اللہ تبارک و تعالیٰ کو شناخت کرنا، دوم معرفتِ تعریف یعنی اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اُس کو پہچانے۔ اللہ عزوجل سے مشغولیت کا نام معرفت ہے۔

توحید:

فرمایا کہ توحید وحدہٗ لا شریک کو جاننے کا نام ہے۔ انتہائے توحید یہ ہے کہ جس حد تک بھی توحید کا علم ہو اس کو یہی تصور کرے کہ توحید اس سے بالاتر ہے۔

محبت و فنائیت:

فرمایا کہ اگر محبت کا تعلق کسی شے سے قائم ہو تو اس شے کی فنائیت سے محبت بھی فنا ہو جاتی ہے۔ محبت کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں جب تک خود کو فنا نہ کرے۔ اہل محبت کے اکثر اقوال لوگوں کو کفر معلوم ہوتے ہیں۔

وجد و مشاہدہ:

فرمایا کہ وجد کو مٹا کر غرق ہونے کا نام مشاہدہ ہے کیونکہ وجد حیات عطا کرتا ہے اور مشاہدہ فنائیت۔ مشاہدہ عبودیت کو فنا کر کے ربوبیت کی جانب لے جاتا ہے۔ کسی شے کی حقیقت ذاتی کے علم کا نام بھی مشاہدہ ہے۔

Marfat.com

مراقبہ وحیا:

فرمایا کہ مراقبہ نام ہے تباہی پر افسوس کرنے کا اور مراقبہ کی تعریف یہ ہے کہ غائب کا انتظار رہے اور حیا حاضر سے ندامت کا نام ہے۔

لمحۂ غفلت:

فرمایا کہ ذکرِ الٰہی سے ایک لمحہ کی غفلت بھی ہزار سالہ عبادت سے بدتر ہے کیونکہ ایک لمحہ کی غیر حاضری کی گستاخی کو ہزار سالہ عبادت ملیامیٹ نہیں کر سکتی۔

نگرانیٔ نفس:

فرمایا کہ اولیاءاللہ کے لیے نگرانی نفس سے دشوار کوئی کام نہیں۔

زہد کی انتہا:

فرمایا کہ اشغالِ دُنیاوی ترک کر دینے کا نام عبودیت ہے اور زہد کی انتہا افلاس ہے۔

بندۂ صادق:

فرمایا کہ بندۂ صادق دِن میں چالیس حالتیں تبدیل کرتا ہے لیکن ریاکار چالیس برس بھی ایک ہی حالت پر قائم رہتا ہے۔ بندۂ صادق وہی ہے جو نہ دستِ طلب دراز کرے اور نہ جھگڑے۔

صبر و توکل:

فرمایا کہ توکل انتہائے صبر کا نام ہے۔ جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رَب پر توکل کرتے ہیں۔ صبر کی تعریف یہ ہے کہ جو مخلوق سے دُور کر کے خالق کے قریب کر دے اور توکل کا مفہوم یہ ہے کہ تم اللہ کے لیے ایسے بن جاؤ جیسے روزِ اوّل میں تھے۔

یقین:

فرمایا یقین نام ہے علم کے قلب میں اس طرح جاگزیں ہو جانے کا جس میں تغیّر و تبدل نہ ہو سکے اور یقین کا ایک مفہوم یہ ہے کہ ترکِ تکبر کر کے دُنیا سے بے نیاز ہو جائے۔

Marfat.com

بہتر صحبت:

فرمایا کہ میرے نزدیک نیک خو فاسق کی صحبت بد خو عابد سے بہتر ہے۔

حیا:

فرمایا کہ حیا ایک ایسی نعمت ہے جو معاصی کی نگرانی سے پیدا ہوتی ہے۔

رضا:

فرمایا کہ رضا نام ہے اپنے اختیارات کو معدوم کر کے مصائب کو نعمت تصور کرنے کا۔

توبہ:

فرمایا کہ توبہ نام ہے عزم راسخ کے ساتھ ظلم و گناہ اور خصومت ترک کر دینے کا۔

فریبِ کرامت:

فرمایا کہ اپنی تعظیم کرانے کے لیے کرامات کا ظہور فریب ہے۔

مکر و فریب:

فرمایا کہ مرید کا گناہ کبیرہ سے بے خوف ہو جانا اخلِ فریب ہے اور کفر سے خائف نہ ہونا واصل کا مکر ہے۔

عہدِ الست کی مستی:

فرمایا کہ روزِ ازل اللہ تبارک و تعالیٰ نے الست بربکم فرما کر ارواح کو ایسا مست بنا دیا کہ دُنیا میں بھی حالتِ سماع کے وقت اس کیفیت کے احساس سے مست ہو جاتی ہے۔

تصوّف:

فرمایا کہ تصوف نام ہے مخلوق سے خالق کی جانب رجوع ہونے، قرآن و سنّت کا اتباع کرنے اور مشغولِ عبادت رہنے کا۔ جس وقت حضرت رویمؒ نے آپؒ سے ماہیت تصوف کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ

Marfat.com

ماہیت تصوف کی جستجو کی بجائے اپنی ذات میں تصوف تلاش کرو کیونکہ صوفی وہی ہے جس کو اللہ کے سوا کوئی نہ جانتا ہو۔

توحید:

فرمایا کہ توحید نام ہے خود کو فنا کر کے اللہ میں ضم ہو جانے اور عجز کے ساتھ حصولِ نعمت کا۔

محبت:

فرمایا کہ محبت کا مفہوم یہ ہے کہ محبوب کے تمام اوصاف محبّ میں موجود ہوں جیسا کہ حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے "جب اُس کو محبوب بناؤں گا اُس کی سماعت و بصارت بن جاؤں گا۔

جاہ و حشم:

فرمایا کہ جاہ و حشم معدوم کر دینے کا نام انس ہے۔

ذکر کی اقسام:

فرمایا کہ ذکر کی کئی قسمیں ہیں۔ اول حصول معرفت کے لیے آیات قرآنی میں فکر کرنا، دوم حصول محبت کے لیے نفس پر اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے احسانات کے متعلق فکر کرنا، سوم حصول ماہیت کے لیے اللہ جل شانہٗ کے مواعید پر غور و فکر کرنا، چہارم حصولِ حیا کی خاطر اللہ تبارک و تعالیٰ کے انعامات پر غور کرنا۔

بندگی کا مفہوم:

فرمایا کہ بندگی کا مفہوم اس وقت معلوم ہوتا ہے جب بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو ہر شے کا مالک تصور کرتے ہوئے یہ باور کر لے کہ ہر شے اُس کے وجود سے قائم ہے اور سب کو وہیں لوٹ کر جانا ہے۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے کہ "پاکیزہ ترین ہے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں سب کی جان ہے اور سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

Marfat.com

مقامِ حقیقت:

فرمایا کہ حقیقت ایک ایسا مقام ہے جہاں اہل مراقبہ اس شے کے منتظر رہتے ہیں جس کے وقوع سے وہ خوف زدہ ہوں جبکہ اُن کا یہ اضطراب ایسا ہی لغو ہوتا ہے جیسے کوئی رات میں شب خون کا انتظار کرتے ہوئے رات بھر جاگتا رہے۔

صادق، صدق، صدیق:

فرمایا کہ صادق کی صفت صدق ہے اور صادق وہی ہے جو سدا ایک حال میں رہے۔ صدیق وہ ہے جس کے اقوال وافعال مبنی بر صدق ہوں۔

اخلاص وشفقت:

فرمایا کہ اخلاص کی تعریف یہ ہے کہ اپنے بہترین اعمال کو قابل قبول تصور نہ کرتے ہوئے نفس کو فنا کر ڈالے اور شفقت کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی پسندیدہ شے دوسروں کے حوالے کر کے احسان نہ جتائے۔

برتر درویش:

فرمایا کہ جو درویش اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا پر راضی رہے وہ سب سے برتر ہے اور ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے جو احسان کر کے بھول جاتے ہیں اور تمام لغزشوں کو نظر انداز کرتے رہیں۔

بندہ:

فرمایا کہ بندہ وہی ہے جو اللہ جل شانہٗ کے سوا کسی کی پرستش نہ کرے۔

مرید ومراد:

فرمایا کہ مرید وہ ہے جو اپنے علم کا نگران رہے اور مراد وہ ہے جس کو اعانت الٰہی حاصل ہو کیونکہ مرید تو دوڑنے والا ہوتا ہے۔ دوڑنے والا کبھی اُڑنے والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

عقبیٰ:

فرمایا کہ ترکِ دُنیا سے عقبیٰ مل جاتی ہے۔

Marfat.com

تواضع:

فرمایا کہ تواضع نام ہے سر جھکا کر رکھنے اور زمین پر سونے کا۔

حجابات کی قسمیں:

فرمایا کہ حجابات کی چھ قسمیں ہیں۔ تین عام بندوں کے لیے (۱) نفس، (۲) مخلوق، (۳) دُنیا اور تین خاص بندوں کے لیے (۱) عبادت، (۲) اجر (۳) کرامات پر۔

اہل دُنیا و ھاد:

فرمایا کہ حلال سے حرام کی جانب متوجہ ہونا اہل دُنیا کی لغزش ہے اور فنا سے بقا کی طرف رجوع کرنا ھاد کی لغزش ہے۔

گردشِ قلب:

فرمایا کہ قلبِ مومن دن میں ستر مرتبہ گردش کرتا ہے لیکن قلبِ کافر ستر برس میں ایک مرتبہ بھی گردش نہیں کرتا۔

مناجات:

آپؒ اپنی مناجات اس طرح شروع کرتے کہ اے اللہ! روزِ محشر مجھے اندھا کر کے اُٹھانا اس لیے کہ جس کو تیرا دیدار نصیب نہ ہو اس کا نابینا رہنا اس لیے اولیٰ ہے کہ وہ کسی دوسری شے کو بھی نہ دیکھ سکے۔

حضرت عمرو بن عثمان مکیؒ

شرح صدر:

جب آپؒ سے افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام کا مفہوم پوچھا گیا تو فرمایا کہ جب بندے کی نظر علم، عظمت، وحدانیت اور جلال ربوبیت پر پڑتی ہے تو اس کے سینہ میں ایسی فراخی رونما ہوتی ہے کہ اس کو ہر شے نیست محسوس ہونے لگتی ہے۔

Marfat.com

کفر کی تعریف:

فرمایا کہ عظمت و وحدانیت میں دخل اندازی تمعصیت و کفر ہے۔

وجد ایک راز:

فرمایا کہ دوستوں کے وجد میں اللہ جل شانہٗ کا ایسا راز پنہاں ہے جس کو کسی قیمت پر ظاہر نہیں کیا جاسکتا۔

محبت:

فرمایا کہ محبت بھی داخل رضا ہے اور محبت سے رضا کو اس لیے جُدا نہیں کیا جاسکتا کہ بندے کو ہر شے عزیز ہوتی ہے۔ جس سے وہ راضی نہ ہو اس کو محبوب بھی نہیں سمجھتا۔

محبوب:

فرمایا کہ بندہ اُسی کو محبوب جانے جس سے زیادہ کوئی محبوبیت کے قابل نہ ہو۔

صبر:

فرمایا کہ صبر نام ہے اللہ عزوجل کے حکم پر استقلال کے ساتھ مصائب برداشت کرنے کا۔

حضرت ابو سعید خزار ؒ

قربِ الٰہی:

فرمایا کہ جب بندہ رجوع الی اللہ ہو کر اس سے رشتہ جوڑتے ہوئے قرب حاصل کر لیتا ہے تو اپنے نفس اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے علاوہ ہر شے کو فراموش کر دیتا ہے اور جب اُس سے سوال کیا جاتا ہے کہ تُو کہاں ہے ؟اور کیا چاہتا ہے ؟تو جواب میں صرف اللہ ہی اللہ کہتا ہے اور اگر اس کے تمام اعضا کو گویائی عطا کر دی جائے تو ہر عضو سے اللہ ہی اللہ نکلتا ہے۔اس لیے ہر عضو نُور سے پُر اور جذب سے لبریز ہو جاتا ہے اور اُس کو وہ قرب حاصل ہوتا ہے کہ اللہ کا کہنا گویا اللہ تبارک و تعالیٰ کی زبان سے اللہ کہنا ہوتا ہے۔

Marfat.com

قرب و بُعد:

فرمایا کہ قرب و بُعد اختیار کرنے کا ہر بندے کو مجاز بنایا گیا ہے لیکن میں نے بُعد کو اس لیے اختیار کیا کہ مجھ میں قرب کی سکت نہیں تھی۔ جیسے لقمان نے حکمت و نبوت میں سے حکمت کو اس لیے قبول کیا کہ نبوّت کی طاقت برداشت نہیں تھی۔

نُورِ قلب مومن:

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں ابلیس کو ڈنڈا مارنے کا قصد کیا تو غیب سے نِدا آئی کہ یہ ڈنڈے سے خائف نہیں ہوتا یہ تو صرف قلبِ مومن سے نُور سے ڈرتا ہے۔

عام و خاص کا راستہ:

فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ سے سوال کیا کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ سے ملنے کا کون سا راستہ ہے؟ اُس نے فرمایا کہ ایک راستہ عام کے لیے اور دوسرا خاص کے لیے۔ لیکن تم جس راہ پر گامزن ہو وہ عام لوگوں کا راستہ ہے کیونکہ تم عبادت کو ذریعہ وصال اور دولت کو حجاب تصور کرتے ہو۔

تقویٰ:

عباس مہتدی کے سامنے جب آپؒ نے تقویٰ کے موضوع پر بحث چھیڑی تو انہوں نے کہا کہ شاہی زمین پر رہ کر، شاہی نہر کا پانی استعمال کر کے آپؒ کو تقویٰ کی باتیں کرتے شرم نہیں آتی؟ چنانچہ آپؒ نے ندامت سے گردن جھکا کر فرمایا کہ واقعی آپؒ سچ کہتے ہیں۔

محبت الٰہی کی کسوٹی:

فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ سے اس لیے محبت کرو کہ وہ تمہارے ساتھ نیکی کرتا ہے اور جو اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنا محسن تصور نہ کرے وہ کبھی اللہ عزوجل سے محبت نہیں کر سکتا ہے۔

فضلِ محض:

فرمایا کہ اولیا کرام کی بزرگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اعمال صالحہ کا خواستگار ہوتا ہے اور اُن کو حجاب سے بچاتے ہوئے اپنے ذکر کے علاوہ کسی اور شے سے سکون عطا نہیں فرماتا۔ اپنے محبوب کا ذکر کر کے دروازے

Marfat.com

سے قصرِ وحدانیت میں پہنچا کر عظمت و جلال کا پرتَو ڈالتا رہتا ہے جس کے بعد وہ اللہ عزوجل کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ یہ تصور ہی غلط ہے کہ سعی و مشقت سے یا بغیر سعی و مشقت کے قربِ الٰہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کا دار و مدار تو صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل پر ہے۔

مشاہدہ ربانی:

فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کے مشاہدے کے بعد کوئی حجاب درمیان میں باقی نہیں رہتا۔ فرمایا کہ نُور فراست سے مشاہدہ کرنے والا گویا نُورِ خداوندی سے مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے اور اس کے علم کا منبع صرف ذاتِ الٰہی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے سہو و غفلت کا مرتکب نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے منہ سے نکلنے والا کلام در حقیقت اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا کلام ہوتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ کے بعض ایسے بندے بھی ہیں جو اُس کے خوف سے خاموشی کے ساتھ مشغول عبادت رہتے ہیں۔

اہل معرفت:

فرمایا کہ اہل معرفت کے لیے ضروری ہے کہ وہ نہ اللہ عزّوجل کے سوا کسی کو دیکھیں نہ کسی سے محوِ گفتگو ہوں اور نہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی کے ساتھ مشغولیلت اختیار کریں۔

فنا و بقا:

فرمایا کہ محو ہونا فنا کی علامت ہے اور حضوری بقا کی۔

اندازِ ذکر:

فرمایا کہ ذکر تین طرح سے کیا جاتا ہے۔ ایک صرف زبان سے۔ دوسرا قلب و زبان دونوں سے اور تیسرا وہ کہ جس قلب میں ذاکر تو رہے لیکن زبان گنگ ہو جائے لیکن اس مقام کا علم اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔

توحید:

فرمایا کہ توحید نام ہر شے سے جُدا ہو کر رجوع الی اللہ ہونے کا ہے۔

Marfat.com

عارف:

فرمایا کہ عارف وہی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا ہر شے سے بے نیاز ہو جائے کہ تمام اشیاء اسی کی محتاج نظر آئیں۔

قرب حقیقی:

فرمایا کہ قرب حقیقی وہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے علاوہ کسی بھی شے کا قلب میں تصور تک نہ آئے، اگر آ جائے تو اُس کی جانب متوجہ بھی نہ ہو۔

علم ویقین:

فرمایا کہ علم وہی ہے جس پر عمل بھی ہو اور یقیناً وہ عمدہ ہے جس میں فنائیت کا درجہ حاصل ہو جائے۔

عارف:

فرمایا کہ عارف راہِ مولا میں ہمیشہ گریہ وزاری کرتا رہتا ہے لیکن جب واصل باللہ ہو جاتا ہے تو سب کچھ بھُلا دیتا ہے۔

توکل:

فرمایا کہ توکل اللہ تبارک وتعالیٰ پر اس طرح اعتماد کرنے کا نام ہے جس میں نہ تو سکون ہو نہ عدمِ سکون۔

اللہ کا غلبہ:

فرمایا کہ جس کو اپنے اور اللہ جل شانہٗ کے مابین حائل ہونے والی شے پر غلبہ حاصل نہ ہو اس کو تقویٰ و مراقبہ اور کشف ومشاہدہ حاصل نہیں ہو سکتے۔

Marfat.com

فقر و تونگری:

فرمایا کہ مالداروں کا حق فقراُ کو اس لیے نہیں پہنچتا، اول تو ان کی دوستی ہی ناجائز ہوتی ہے، دوسرا اُن کا عمل مطابق دولت نہیں ہوتا، تیسرا فقراُ خود صاحبِ قناعت ہوتے ہیں۔

حضرت ابوالحسن نوریؒ

صحبت شیخ:

آپؒ تصوف کو فقر پر ترجیح دیتے تھے اور فرمایا کرتے کہ بلاایثار و قربانی کے صحبت شیخ جائز نہیں۔

ملکِ خداوندی:

کسی کو آپؒ نے دوران نماز داڑھی سے شغل کرتے دیکھ کر فرمایا کہ اپنا ہاتھ اللہ کی داڑھی سے دُور رکھو۔ یہ کلمہ سُن کر بعض لوگوں نے خلیفہ سے شکایت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ خلیفہ نے جب آپؒ سے سوال کیا کہ آپؒ نے جملہ کیوں فرمایا؟ فرمایا کہ جب بندہ خود اللہ کی ملکیت ہے تو اس کی داڑھی بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی ملک ہے۔ یہ جواب سُن کر خلیفہ نے کہا، اللہ کا شکر ہے کہ میں نے آپؒ کو قتل نہیں کیا۔

ربوبیت اور عبودیت:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ دورانِ طواف میں نے یہ دُعا مانگی کہ اے اللہ! مجھے وہ مقام و وصف عطا فرمادے جس میں کبھی تغیّر نہ ہو۔ چنانچہ بیت اللہ میں سے ندا آئی کہ اے ابوالحسن! تو ہمارے مساوی ہونا چاہتا ہے؟ کیونکہ یہ وصف تو ہمارا ہے کہ ہماری صفات میں کبھی تغیّر و تبدل رونما نہیں ہوتا لیکن ہم نے بندوں میں اس لیے تغیّر و تبدل رکھا ہے کہ ہماری عبودیت اور ربوبیت کا اظہار ہوتا رہے۔

وجد:

فرمایا کہ حقیقتِ وجد کا اظہار اس لیے ممنوع قرار دیا گیا ہے کہ وجد ایک ایسا شعلہ ہے جو سر کے اندر بھڑکتا ہے اور شوق کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے۔

Marfat.com

راہِ حق:

فرمایا کہ اتباعِ سُنّت کے بغیر اسلام کا راستہ نہیں ملتا۔

صوفی:

فرمایا کہ صوفی کی تعریف یہ ہے کہ نہ تو وہ کسی کی قید میں ہو اور نہ کوئی اس کی قید میں۔ فرمایا کہ ارواحِ صوفیا غلاظتِ بشری سے آزاد، کدورتِ نفسانی سے صاف اور خواہشات سے مبرا ہیں۔ فرمایا کہ تصوّف نہ تو رسم ہے نہ علم، کیونکہ اگر رسم ہوتا تو مجاہدات سے اور علم ہوتا تو تعلیمات سے حاصل ہو جاتا، بلکہ تصوّف ایک اخلاقی شے ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اخلاق عادات اختیار کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ مخلوق دشمنی اور اللہ دوستی کا نام تصوّف ہے۔

حضرت عثمان الحیریؒ

تعظیم پسند:

فرمایا کہ جس کو اپنی تعظیم کروانے کا تصوّر ہو اُس کو کفر پر موت آنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

آداب:

فرمایا کہ صحبتِ خداوندی کو ادب و ہیبت کے ساتھ اختیار کرنا چاہیے۔ اتباعِ سُنّت کے لیے حضور اکرمؐ کی محبت ضروری ہے اور خادم بن کر اولیائے کرام کی تعظیم کرنی لازمی ہے۔

بہترین روّیہ:

فرمایا کہ مسلمان سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا چاہیے اور جہلاً کے لیے دُعا خیر کرنی چاہیے۔

منبعِ نُور:

فرمایا کہ اقوالِ صوفیا پر عمل پیرا ہونے سے نُور حاصل ہوتا ہے لیکن بے عمل لوگوں پر اُن کے اقوال کا کوئی اثر نہیں۔

Marfat.com

حصول ارادت:

فرمایا کہ جن کو ابتدا میں ارادت حاصل نہیں ہوتی وہ انتہا تک ترقی نہیں کر سکتے۔

حکمت و ہلاکت:

فرمایا کہ اتباعِ سنّت سے حکمت اور اتباعِ نفس سے ہلاکت حاصل ہوتی ہے۔

آگاہی نفس:

فرمایا کہ نفس کی بُرائیوں سے وہی واقف ہو سکتا ہے جو خود کو ہیچ تصور کر لے۔

حصولِ کمال:

فرمایا کہ جب تک منع، عطا، ذلت اور عزت مساوی نہ ہوں، کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ پھر فرمایا کہ یہ چار چیزیں کمال کو پہنچا دیتی ہیں، (۱) فقر، (۲) استغنا، (۳) تواضع، (۴) مراقبہ۔

صابر:

فرمایا کہ صابر وہی ہے جو مصائب کو برداشت کر سکے۔

تشکرِ خاص و عام:

فرمایا کہ عام لوگ کھانے پر اور خواص عطا باطنی پر شکر کرتے ہیں۔

نفس کے مصائب:

فرمایا کہ جب تک ہر شے کو خود سے بہتر تصور نہ کرے نفس کے مصائب کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

سعادت و شقاوت:

فرمایا کہ اطاعت گزاری کا نام سعادت اور ارتکاب معصیت کرتے رہنے کے بعد اُمید مغفرت شقاوت ہے اور نفس کا اتباع قید خانہ کی زندگی کی طرح ہے۔

بیم و رجا:

فرمایا کہ اعزازِ خداوندی سے شرف حاصل کرو تاکہ ذلت سے بچ سکو۔

Marfat.com

قرب و بُعد:

فرمایا کہ نفس کا مقتضا اللہ تبارک و تعالیٰ سے بُعد ہوتا ہے اور خوف واصل باللہ کر دیتا ہے۔

عداوت کی اساس:

فرمایا کہ عزت و دولت کی طلب اور مقبولیت کی حرص عداوت کی اساس ہے۔

اخلاص:

فرمایا کہ عام اخلاص تو یہ ہے کہ نفس کو مسرت حاصل ہو اور خاص اخلاص یہ ہے کہ اعلیٰ ترین عبادت کو ادنیٰ ترین تصور کرتا رہے اور اخلاص کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ جو بات زبان سے ادا کرو اس کی تصدیق قلب سے بھی کرتے رہے۔ مخلوق سے کنارہ کش ہو کر خالق پر نظر رکھنے کا نام بھی اخلاص ہے۔

حضرت ابو عبداللہ جلاؒ

فقر کا مفہوم:

کسی نے جب آپؒ سے فقر کا مفہوم پوچھا تو آپؒ اُٹھ کر باہر چل دیے اور کچھ وقفہ کے بعد آکر فرمایا کہ میرے پاس تھوڑی سی چاندی تھی اُس کو خیرات کر دیا تاکہ فقر کے موضوع پر گفتگو کر سکوں۔ لہٰذا اب سُن لو کہ جس کے پاس کوئی چیز بھی نہ ہو وہ فقر کا مستحق ہے۔ فرمایا کہ مدینہ منورہ میں روضۂ اقدس کے سامنے بھوک کی شدت میں جا کر میں نے عرض کیا کہ آپ کا مہمان ہوں۔ یہ کہہ کر وہیں سو گیا اور حضور اکرمؐ نے مجھے ایک ٹکیہ عنایت فرمائی جس میں سے آدھی کھانے پایا تھا کہ آنکھ کھل گئی باقی ماندہ آدھی اُس وقت بھی میرے ہاتھ میں تھی۔

اہل مراتب:

فرمایا کہ جن کے نزدیک تعریف و برائی مساوی ہو وہ زاہد ہے۔ جو اول وقت نماز ادا کرتا ہے، وہ عابد ہے۔ ہر فعل کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی نظر سے دیکھنے والا موحد ہے اور جو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے سوا کسی جانب متوجہ نہ ہو، وہ عارف ہے۔

Marfat.com

فانی وباقی مراتب:

فرمایا کہ اعانت نفس سے حاصل کردہ مرتبہ فانی ہے لیکن اللہ کریم کا عطا کردہ مرتبہ قائم رہنے والا ہے۔

حضرت ابو محمدؒ رویمؒ

فرض اوّلین:

فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تبارک تعالیٰ نے بندے پر معرفت کو فرض کیا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے "نہیں پیدا کیا ہم نے جن وانس کو مگر عبادت کے لیے۔"

تقدیر کائنات:

فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی ذات کے علاوہ ہر شے کو دوسری شے میں پوشیدہ کر دیا ہے۔

حضوری:

فرمایا کہ جن کو حضوری حاصل ہوتی ہے وہ تین طرح کے ہوتے ہیں، اول شاہدِ وعید جن پر ہر لمحہ ہیبت طاری رہتی ہے۔ دوم شاہدِ وعد جو ہمیشہ عالم غیبوبیت میں رہے ہیں۔ سوم شاہدِ حق جو ہر وقت مسرور و مگن رہتے ہیں۔

قول وفعل:

فرمایا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کا قول و فعل عطا کرنا بھی داخل سعادت ہے کیونکہ اگر قول کو سلب کرکے صرف فعل کو باقی رکھے تو نعمت ہے اور اگر فعل سلب کرکے صرف قول کو باقی رکھے تو مصیبت ہے اور اگر قول وفعل دونوں کو سلب کرے تو ہلاکت ہے۔

حساب اپنا اپنا:

فرمایا کہ جماعت صوفیا کے علاوہ ہر جماعت کو پل صراط پر سے گزرنا اس لیے دشوار نہیں کہ دوسری جماعتوں سے ظاہری شریعت کے مطابق اور جماعت صوفیا سے باطن کے مطابق باز پُرس ہوگی۔

Marfat.com

منزل قلب:

کسی نے سوال کیا کہ آدابِ سفر کیا ہیں؟ فرمایا کہ کسی قسم کا خطرہ بھی مسافر کے آگے سدِ راہ نہ ہو اور نہ کہیں آرام کی غرض سے قیام کرے کیونکہ جس جگہ بھی قلب نے آرام کر لیا بس وہی اُس کی منزل ہے۔

تصوّف کی اساس:

فرمایا کہ تصوّف کی اساس یہ ہے کہ فقر اُسے تعلق رکھے عجز کے ساتھ ثابت قدم رہے اور بخشش و عطا پر معترض نہ ہو اور اعمالِ صالحہ پر ثابت قدمی کا نام تصوّف ہے۔ اللہ جل شانہٗ کی محبت میں فنائیت کا نام توحید ہے۔

قلبِ عارف:

فرمایا کہ قلبِ عارف ایسا آئینہ ہوتا ہے جس میں ہر لمحہ تجلیات کا انعکاس ہوتا رہتا ہے۔

قرب کی دلیل:

فرمایا کہ قرب کی دلیل یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا ہر شے سے وحشت ہوتی ہے۔

کنارہ کشی:

فرمایا کہ صوفی کا مخلوق سے کنارہ کش ہونا ہی افضل ہے۔

فقر، صبر اور تواضع:

فرمایا کہ فقر اس کا نام ہے کہ نفس کی مخالفت کرتا رہے۔ رموزِ خداوندی کو آشکار نہ ہونے دے۔ ترکِ شکایت کا نام صبر ہے اور اللہ جل شانہٗ کے سامنے خود کو ذلیل تصور کرنا تواضع ہے۔

حقیقی شہوت:

فرمایا کہ حقیقی شہوت وہی ہے جو اعمال صالحہ کے علاوہ کسی وقت بھی ظاہر نہ ہو۔

Marfat.com

دم زدنی:

فرمایا کہ اشارات میں دَم مارنا حرام اور خطرات و مکاشفات میں دَم زدنی مباح ہے۔

زُہد:

فرمایا کہ ترکِ دُنیا کا نام زُہد ہے۔

خائف:

فرمایا کہ خائف اسی کو کہا جاتا ہے کہ جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی سے خوف زدہ نہ ہو۔

رضا:

فرمایا کہ خندہ پیشانی کے ساتھ احکامِ الٰہی کے استقبال کرنے کا نام رضا اور اخلاصِ عمل یہ ہے کہ دونوں جہانوں میں اس کے صلے کی اُمید نہ رکھے۔

حضرت ابن عطاؒ

بہترین علم و عمل:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ بہتر علم و عمل وہی تھا جو گذشتہ لوگوں نے حاصل کیا اور اس پر عمل پیرا رہے۔

اسرارِ ازل:

فرمایا کہ اسرار کو میدانِ عمل میں تلاش کرو پھر میدانِ حکمت میں پھر میدانِ توحید میں اور اگر کہیں نہ ملیں تو اُمیدوں کو منقطع کر لو۔

تعمیل صفات:

فرمایا کہ صفات پر عمل کرنا رجوع کرنے سے بہتر ہے۔

Marfat.com

دستور:

فرمایا کہ ہر علم کے لیے ایک بیان ہے۔ ہر بیان کے لیے ایک زبان، ہر زبان کے لیے ایک عبادت، ہر عبادت کے لیے ایک طریقہ ہے اور ہر طریقہ کے لیے ایک گروہ کا وجود ضروری ہے۔ جو شخص ان چیزوں میں تمیز نہ کر سکے اس کے لیے لب کشائی مناسب نہیں۔

نُورِ معرفت:

فرمایا کہ متبعینِ سُنّت کو نُورِ معرفت حاصل ہوتا ہے۔

مقامِ اعلیٰ:

فرمایا کہ قرآن و حدیث سے بلند کوئی مقام نہیں۔

کر بھلا سو ہو بھلا:

فرمایا کہ مسلمان کے مفاد کے لیے سعی کرنے والا منافق بھی ساٹھ برس کے عابد سے زیادہ ثواب حاصل کرتا ہے۔

انتہائی غفلت:

فرمایا کہ اللہ عزوجل کی عبادت نہ کرنا انتہائی غفلت ہے۔

غیر اللہ میں ہلاکت:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا اگر کوئی شخص کسی دوسری شے سے سکون حاصل کرتا ہے تو آخر کار وہی شے اس کے لیے باعث ہلاکت بن جاتی ہے۔

مآل بخیر:

فرمایا کہ عمدہ گناہ وہی ہے جس میں توبہ کی توفیق نصیب ہو اور بدترین ہے وہ اطاعت جس میں خود بینی رونما ہو جائے۔

Marfat.com

بداعتمادی:

فرمایا کہ وسائل پر اعتماد کرنے سے تکبر جنم لیتا ہے۔

دُنیا کے رنگ ہزار:

فرمایا کہ دُنیا کچھ لوگوں کے لیے تو سرائے ہے، کچھ کے لیے تجارت گاہ، بعض کے لیے شہرت و عزت حاصل کرنے کی جگہ، بعض کے لیے درسِ عبرت اور بعض کے لیے عیش ونشاط۔ چنانچہ ہر فرد اپنے ہی تصورات کے اعتبار سے دُنیا میں دلچسپی رکھتا ہے۔

شہوتِ قلب و نفس:

فرمایا کہ شہوتِ قلب مشاہدہ ہے اور شہوتِ نفس دُنیاوی عیش و دوام ہے۔

فطرتِ نفس:

فرمایا چونکہ فطرتِ نفس بے ادبی پر قائم ہے اس لیے نفس کو ہر لمحہ مؤدب رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔
خواہشِ نفس اور عبادت کے صلہ کی تمنا بندے کو اللہ کا دشمن بنا دیتے ہیں۔

غذا:

فرمایا کہ غذائے مومن عبادتِ الٰہی ہے اور غذائے منافق کھانا پینا۔

اہلِ ادب:

فرمایا کہ صالحین جیسا ادب رکھنے والا بساط کرامت حاصل کرتا ہے اور صدیقین جیسا ادب رکھنے والا بساطِ انس سے سرفراز ہوتا ہے لیکن بے ادب ہمیشہ حرماں نصیب رہتا ہے۔

قرب و بُعد کا ادب:

فرمایا کہ قرب کا ادب بُعد کے ادب سے زیادہ دشوار ہے اس لیے کہ ناواقف لوگوں کے تو اللہ تبارک و تعالیٰ گناہِ کبیرہ بھی معاف فرمادے گا لیکن عارفین سے گناہِ صغیرہ کی بھی باز پُرس ہوگی۔

Marfat.com

اتباعِ نفس:

فرمایا کہ اتباعِ نفس کرنے والا کبھی قربِ الٰہی حاصل نہیں کر سکتا۔

بے نیازی کا خوف:

فرمایا کہ مجھے نارِ جہنم میں جلنے کا اتنا خوف نہیں جتنا اللہ جل شانہٗ کی عدم توجہی سے خائف رہتا ہوں۔

موحدین:

فرمایا کہ موحدین چار طرح کے ہوتے ہیں۔(۱) وہ جو وقت و حالت دونوں پر نظر رکھتے ہیں،(۲) وہ جن کی نگاہ عاقبت پر مرکوز رہتی ہے،(۳) وہ جو حقائق کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں،(۴) وہ جن کے پیشِ نظر حرف مسابقت ہوتی ہے۔

مقاماتِ ادنیٰ و اعلیٰ:

فرمایا کہ رسولوں کا ادنیٰ مرتبہ انبیا کے اعلیٰ مراتب کے مساوی ہوتا ہے۔ انبیا کا ادنیٰ مرتبہ مومنین کے اعلیٰ مرتبہ کے برابر ہے۔

وصالِ اللہ اور صدقِ یقین:

فرمایا کہ بعض بندے ایسے بھی ہیں جن کا اتصال اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے ساتھ اس طرح ہے کہ اُن کی آنکھیں اسی کے نُور سے روشن ہیں، اُن کی حیات اسی کے دم سے قائم ہے۔ یہ اتصال صرف یقین کی صفائی اور دائمی نظر کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ وہ اسی ذات سے زندہ ہیں اس لیے انہیں ابھی تک موت نہیں۔

بہترین غیرت:

فرمایا کہ بہترین ہے، وہ غیرت جو محبت و ہم نشینی کے وقت رہے۔ اکثر اہل غیرت کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ غیرت سے نجات دلانے کے لیے اگر کوئی انہیں قتل کر دے تو قاتل کو ثواب ملتا ہے۔

Marfat.com

قیامِ حیات:

فرمایا کہ زندگی کا قیام وابستہ ہے قلبِ محبت، گریہ مشتاق، ذکر عارف، لسان موحد اور اہل ہم کے ترکِ نفس سے۔ حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ زندگی کا قیام لسانِ موحد سے کس طرح وابستہ ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ باطنِ موحد توحید سے معمور ہوتا ہے اور اُسے زبان ہلانے کے سوا رتی بھر بھی کسی چیز کی خبر نہیں رہتی۔ جیسا کہ حضرت بایزیدؒ کا قول ہے کہ میں تیس سال سے بایزیدؒ کی جستجو میں ہوں لیکن وہ کہیں نہیں ملتا اور صاحبِ تعظیم کے نفس سے زندگی کا قیام اس لیے ہے کہ اُس کی زبان تو گنگ ہو جاتی ہے لیکن جان باقی رہتی ہے۔ اہل ہم کی زندگی نفس سے قطعاً جُدا ہو جاتی ہے اور اگر وہ اس عالم ہیئت میں لب کشائی کر بیٹھے تو فوراً ہلاک ہو جائے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ "مجھے اللہ جل شانہٗ کے ساتھ ایک وقت حاصل ہے" یعنی اُس وقت نہ تو میں ہوتا ہوں نہ جبرائیل۔

علم:

فرمایا کہ علم کی چار قسمیں ہیں، (۱) علم معرفت، (۲) علم عبادت، (۳) علم عبودیت، (۴) علم خدمت۔

محرومِ محبت:

فرمایا کہ مملکت کا دعویدار محبت سے محروم ہو جاتا ہے۔

عقل:

فرمایا کہ عقل صرف آلۂ عبودیت ہے نہ کہ ربوبیت پر بلندی حاصل کرنے کا۔

توکل و متوکل:

فرمایا توکل نام ہے فاقہ کشی میں کسی سبب کی جانب نظر ڈالنے کا اور متوکل وہ ہے جو صرف اللہ تبارک و تعالیٰ پر توکل کرے۔

Marfat.com

ارکانِ معرفت:

فرمایا کہ ارکانِ معرفت تین ہیں۔ اول ہیبت، دوم حیا، سوم امن۔ اور حیا کا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ میسر آئے اُس کو یہ سمجھے کہ میرے لیے یہی بہتر ہے۔

تقویٰ:

فرمایا کہ ایک تقویٰ ظاہری ہے جس میں صرف حدود الٰہی پر نظر ہوتی ہے اور دوسرا تقویٰ باطنی یہ ہے کہ اخلاص نیت پیش رہیں۔ تقویٰ کی ابتدا معرفت اور انتہا توحید ہے۔

ادب:

فرمایا کہ جس شے کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہتر فرمایا اس پر ثابت قدمی ادب ہے۔

مراقبہ:

فرمایا کہ وقت کا مراقبہ تمام عبادتوں سے افضل ہے۔

شوق:

فرمایا کہ قلب و جگر کے ٹکڑے ہو جانے کا نام شوق ہے لیکن شوق محبت سے بالاتر ہے کیونکہ شوقِ محبت سے تخلیق پاتا ہے۔

سیم وزر:

فرمایا کہ حضرت آدمؑ کی خطا پر سوائے سیم وزر کے ہر شے نے نوحہ خوانی کی اور جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن سے باز پُرس کی تو عرض کیا کہ ہم تیرے نافرمانوں پر نوحہ خوانی نہیں کر سکتے۔ اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کو ہر شے کی قیمت مقرر فرمادیا یعنی ہر شے روپیہ اشرفی سے ہی خریدی جاسکتی ہے۔

بہتر وابستگی:

فرمایا کہ ظاہر میں مخلوق سے اور باطن میں خالق سے وابستگی گوشہ نشینی سے بہتر ہے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم بن داؤد ورقیؒ

معرفت کی شاخ:

فرمایا کہ ان چیزوں کو نظر انداز کر کے جہاں تک عقلِ انسانی کی رسائی ممکن ہو مخلوق کے وجود کو ثابت کرنا داخلِ معرفت ہے۔

ظاہری آنکھ:

فرمایا کہ ظاہری اعتبار سے گو آنکھیں کھلی رہتی ہیں لیکن بصارت مفقود ہوتی ہے۔

اللہ دوستی:

فرمایا کہ اللہ دوستی کی علامت اطاعت و کثرت عبادت اور اتباعِ سُنّت ہے۔

کمزور ترین مخلوق:

فرمایا کہ کمزور ترین مخلوق وہ ہے جو ترکِ مخلوق پر قادر نہ ہو۔

مراتب کا مدار:

فرمایا کہ مراتب کا مدار صرف ہمت پر ہے اور اگر ہمت کو اُمورِ دُنیاوی پر صَرف کیا جائے تو اُس کی کوئی قدر و قیمت نہیں لیکن اگر اللہ سبحان و تعالیٰ کی رضا جوئی کے کام میں لایا جائے تو مراتب اعلیٰ تک رسائی کا امکان ہے۔

دُعا کی کثرت:

فرمایا کہ سوال نہ کرنے والا راضی برضا رہتا ہے کیونکہ دُعا کی کثرت بھی رضا کے منافی ہے اور وعدۂ الٰہی پر خوش رہنے کا نام توکل ہے۔

سعی لاحاصل:

فرمایا کہ نوشتۂ تقدیر سے زیادہ کی طلب سعیٔ لاحاصل ہے کیونکہ مقدرت سے کبھی نہیں مل سکتا۔

Marfat.com

کفایت:

فرمایا کہ مالدار تو اپنے مال پر کفایت کرتا ہے لیکن فقرأ کے لیے توکل بہت کافی ہے۔

واقفِ ادب فقیر:

فرمایا کہ فقیر ادب سے اُس وقت واقف ہوتا ہے جب حقیقت سے علم کی جانب رجوع کرتا ہے۔

قرب الٰہی:

فرمایا کہ جب تک خطرے کا احساس رہے قرب الٰہی کا حصول ممکن نہیں۔

کورنگاہی:

فرمایا کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کو صاحب اعزاز تصور کرنے والا خود ذلیل ہے۔

حرمت اولیأ:

فرمایا کہ میری پسندیدہ چیزوں میں سے صحبت فقرا اور حرمتِ اولیأ ہے۔

حضرت یوسف اسباطؒ

تمسخر:

فرمایا کہ حصولِ زر کے لیے تعلیم قرآن اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ تمسخر ہے۔

تواضع:

فرمایا کہ اپنے سے سب کو بہتر تصور کرنے کا نام تواضع ہے کیونکہ قلیل تواضع کا صلہ مجاہداتِ کثیرہ کے مساوی ہے اور متواضع وہ ہے جو احکام شرعیہ پر عمل پیرا رہتے ہوئے مخلوق سے نرمی کا برتاؤ کرے اور اپنے سے عظیم المرتبت کی تعظیم کرے، ہر نقصان کو برداشت کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا کردہ شے پر شاکر رہے۔ ذکرِ الٰہی کے ساتھ غصہ کو ختم کردے، امرأ کے ساتھ تکبر سے پیش آئے۔

Marfat.com

توبہ کی علامتیں:

فرمایا کہ توبہ کی دس علامتیں ہیں،(۱) دُنیا سے بُعد اختیار کرنا،(۲) ممنوعات سے احتراز کرنا،(۳) اہلِ تکبر سے ربط وضبط نہ رکھنا،(۴) صحبتِ متواضع اختیار کرنا،(۵) نیک لوگوں سے رابطہ رکھنا،(۶) توبہ پر ہمیشہ قائم رہنا،(۷) بعد از توبہ گناہ نہ کرنا،(۸) حقوق پورے کرتے رہنا،(۹) غنیمت طلب کرنا،(۱۰) قوت کو زائل کرنا۔

زُہد کی علامتیں:

فرمایا کہ زُہد کی بھی دس علامتیں ہیں،(۱) موجود شے کو چھوڑنا،(۲) مقررہ خدمت بجالانا، (۳) خیرات کرتے رہنا،(۴) باطنی صفائی حاصل کرنا،(۵) اعزہ کی عزت کرنا،(۶) دوسروں کا احترام کرنا،(۷) مباح اشیأ میں بھی زہد سے کام لینا،(۸) آخرت کا نفع طلب کرنا،(۹) آسائش میں کمی کرتے رہنا،(۱۰)

ورع کی قسمیں:

فرمایا کہ ورع کی دس قسمیں ہیں،(۱) تشابہات میں تدّبر سے کام لینا،(۲) شبہات سے احتراز کرنا،(۳) نیک وبد میں تمیز کرنا،(۴) فکر وغم سے دُور بھاگنا،(۵) سُود وزیاں سے بے نیاز رہنا،(۶) رضائے الٰہی پر قائم رہنا،(۷) امانت کا تحفظ کرنا،(۸) مصائبِ دوراں سے رُوگرداں رہنا،(۹) آفات سے پُر خطر چیزوں سے کنارہ کش رہنا،(۱۰) فخر وتکبر کو خیر باد کہہ دینا۔

صبر کی علامتیں:

فرمایا کہ صبر کی بھی دس علامتیں ہیں،(۱) نفس کو روکنا،(۲) درس کو مضبوط کرنا،(۳) طالبِ امن رہنا،(۴) بے صبری کو ترک کردینا،(۵) قوتِ تقویٰ طلب کرنا، (۶) عبادت کی نگرانی کرنا،(۷) واجبات کو حد تک پہنچانا،(۸) معاملات میں صداقت اختیار کرنا،(۹) مجاہدات پر قائم رہنا،(۱۰) اصلاحِ معصیت کرتے رہنا۔

Marfat.com

مراقبہ کی علامتیں:

فرمایا کہ مراقبہ کی چھ علامتیں ہیں،(۱)اللہ تبارک وتعالیٰ کی پسندیدہ شے کو مرغوب رکھنا،(۲)اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ نیک عزم قائم رکھنا،(۳) قلت وکثرت کو من جانب اللہ تصور کرنا،(۴)اللہ سبحان وتعالیٰ کے ساتھ راحت وسکون حاصل کرنا،(۵) مخلوق سے احتراز کرنا،(۶)اللہ جل شانہٗ سے محبت کرنا۔

صدق کی علامتیں:

فرمایا کہ صدق کی چھ علامتیں ہیں،(۱) قلب وزبان کو درست رکھنا،(۲) قول وفعل میں مطابقت قائم رکھنا،(۳)اپنی تعریف کی خواہش نہ کرنا،(۴) حکومت اختیار کرنا،(۵) دُنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دینا(۶) نفس کی مخالفت کرنا۔

توکل کی علامتیں:

فرمایا کہ توکل کی بھی دس علامتیں ہیں،(۱)اللہ تبارک وتعالیٰ کی ضمانت شدہ اشیأ سے سکون حاصل کرنا،(۲) جو میسر آجائے اُس پر شاکر رہنا،(۳) مصائب پر صبر کرنا،(۴) ارکان پر پابندی کے ساتھ عمل کرنا،(۵) بندوں کی طرح زندگی گزارنا، (۶) غرور سے احتراز کرنا، (۷)اختیارات کو معدوم کردینا، (۸) مخلوق سے اُمیدیں وابستہ نہ کرنا،(۹) حقائق میں قدم رکھنا،(۱۰) دقائق حاصل کرتے رہنا۔

عمل وتوکل:

فرمایا کہ سوچ کر عمل کرو کہ اس عمل کے بغیر نجات ممکن نہیں اور یہ ذہن نشین کرکے توکل اختیار کرو کہ مقدرات سے زیادہ ملنا ممکن ہیں۔

انس کی علامتیں:

فرمایا کہ انس کی پانچ علامتیں ہیں،(۱)ہمیشہ گوشۂ نشین رہنا،(۲) مخلوق سے وحشت زدہ رہنا،(۳) خالق کو ہر لمحہ یاد رکھنا،(۴) مجاہدات سکون میں اختیار کرنا،(۵) اطاعت پر عمل پیرا رہنا۔

Marfat.com

تدبّر و تفکّر:

فرمایا کہ بات کہنے سے قبل انجام پر غور کرنا ضروری ہے اور جس شے میں تدبّر و تفکّر سے ندامت ہو اس پر غور نہ کرنا افضل ہے۔

نصیحت:

فرمایا کہ زبان سے بُری بات مت نکالو، کان سے بُری بات نہ سنو، زنا سے کنارہ کش رہو، حلال روزی استعمال کرو، دُنیا کو خیر باد کہہ دو، موت کو پیشِ نظر رکھو۔

شوق کی علامتیں:

فرمایا کہ شوق کی پانچ علامتیں ہیں، (۱) عیش و راحت میں موت کو نہ بھولنا، (۲) خوشی کے دوران بھی زندگی کو غنیم تصور کرنا، (۳) ذکر الٰہی میں مشغول رہنا، (۴) زوالِ نعمت پر اظہارِ تاسف کرنا، (۵) مشاہدات کی حالت میں مسرور رہنا۔

قرض:

فرمایا کہ باجماعت نمازوں کے علاوہ نماز کی زیادتی اور رزق حلال کی طلب فرض ہے۔

حضرت ابو یعقوب بن اسحٰق نہر جوانیؒ

بندہ:

ایک مرتبہ آپؒ آہ و زاری کے ساتھ مشغولِ مناجات تھے تو ندا آئی کہ تُو بندہ ہے اور بندے کو آرام حاصل نہیں ہوتا۔

دُنیا کی مثال:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ دُنیا کی مثال دریا جیسی ہے اور آخرت اس کا کنارہ ہے۔ تقویٰ اس میں کشتی کی طرح ہے جس میں مسافر سفر کرتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

دائمی بھوک:

فرمایا کہ شکم سیر بندہ ہمیشہ بھوکا رہتا ہے اور دولت منداس لیے فقیر رہتا ہے کہ ہمیشہ مخلوق سے حاجت برآری کا تقاضا کرتا رہتا ہے۔

اعانت طلبی وشکر:

فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ سے اعانت طلب نہ کرنے والا ذلیل رہتا ہے اور جس نعمت کا شکر ادا کیا جائے وہ کبھی زائل نہیں ہوتی۔

نعمت میں مصیبت:

فرمایا کہ بندہ جب حقیقتِ یقین تک رسائی حاصل کرلیتا ہے تو اُس کے لیے نعمت بھی مصیبت بن جاتی ہے۔

بندہ کاذب:

فرمایا کہ جو بندہ بندگی میں رضا کا حامل نہیں ہوتا اور فنا وبقا کے مابین عبودیت کو قائم نہیں رکھ سکتا، وہ اپنے دعوے میں کاذب ہے۔

خوشی:

فرمایا کہ خوشی کی تین قسمیں ہیں، اول عبادت پُر مسرت، دوم یادِالٰہی پُر مسرت، سوم قرب پُر مسرت۔ جس کو یہ تینوں مسرتیں حاصل ہوتی ہیں وہ ہمیشہ مشغول عبادت رہ کر تارک الدنیا ہو جاتا ہے اور مخلوق اُس کو بُرا تصور کرنے لگتی ہے۔

اعلیٰ ترین عارف:

فرمایا کہ بہترین عمل وہ ہے جس میں علم سے بھی رابطہ قائم رہے اور اعلیٰ ترین ہے وہ عارف جو جلال وجمالِ الٰہی میں سرگرداں رہے۔

Marfat.com

عارف:

فرمایا کہ عراف کو اِن تین چیزوں سے منقطع نہ ہونا چاہیے، علم، عمل اور خلوت سے کیونکہ ان چیزوں سے انقطاع کرنے والا کبھی قربِ الٰہی حاصل نہیں کر سکتا چونکہ عارف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا کسی کا مشاہدہ نہیں کرتا اس لیے اس کو کسی شے کا افسوس بھی نہیں ہوتا۔

دلجمعی:

فرمایا کہ دلجمعی اس لیے عین حقیقت ہے کہ ہر شے کا دار و مدار اسی پر ہے اور حق کے سوا ہر شے باطل ہے۔

عالم حقیقی:

فرمایا کہ علم حقیقی وہی ہے جس کی تعلیم اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو دی۔

توکل:

فرمایا کہ اہل توکل کو بلاواسطہ رزق حاصل رہتا ہے۔ جو مخلوق کے غم و راحت سے بے نیاز ہو، وہ بھی متوکل ہے۔ لیکن توکل حقیقی وہ ہے جو آتشِ نمرود میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو حاصل رہا، کیونکہ آپؑ نے حضرت جبرائیلؑ سے بھی اعانت طلب نہیں کی حالانکہ انہوں نے خود ہی دریافت کیا تھا کہ آپ کی کیا خواہش ہے؟ آپؑ نے جواب دیا کہ مجھے اللہ عزوجل کے سوا کسی کی خواہش نہیں۔ اسی سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ متوکل ایسے مرتبے کا حاصل ہوتا ہے کہ اگر آگ پر چلنے لگے تو آگ اس پر اثر انداز نہ ہو۔

صراط مستقیم:

فرمایا کہ اسلام کا راستہ جہلاً سے کنارہ کشی، علماً کی صحبت، علم پر عمل اور اللہ جل شانہٗ کی عبادت کرنا ہے۔

Marfat.com

حضرت شمعون محب ؒ

محبت میرا آئین:

فرمایا کہ در حقیقت محبت ہی راہِ اللہ پر گامزن ہونے کا آئین ہے۔ احوال و مقامات اور نسبتیں سب محبت کے مقابلہ میں بے حقیقت ہیں۔

مداومتِ ذکر محبت ہے:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ ذکر الٰہی پر مداومت ہی کا نام محبت ہے جیسا کہ قرآن میں ہے، اذکر و اللہ ذکرا کثیرا، یعنی بکثرت اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرتے رہو۔

دنیا کا شرف:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبین ہی کو دُنیا سے شرف حاصل ہے جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ "جو شخص جس شے کو محبوب سمجھتا ہے اسی کے ساتھ اُس کا حشر ہوگا" اس سے پتہ چلتا ہے کہ محشر میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے محبین ہی اُس کے ہمراہ ہوں گے۔

محبت کی تعریف:

فرمایا کہ محبت کی تعریف لفظ و بیان سے باہر ہے۔

محبین کا عتاب:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ محبین کو اس لیے ہدف مصائب بناتا ہے کہ ہر کس و ناکس اُس کی محبت میں قدم نہ رکھ سکے۔

محبتؔ و تنفر:

فرمایا کہ فقیر کو فقر سے ایسی محبت ہونی چاہیے جیسی امراُ کو دولت سے ہوتی ہے۔ اسی طرح فقیر کو دولت سے ایسا تنفر ہونا چاہیے جیسا کہ امراُ کو فقراُ سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

تصوّف:

فرمایا کہ تصوف کا مفہوم حقیقی یہ ہے کہ تو کوئی شے تمہاری ملکیت میں ہو اور نہ تم کسی کی ملکیت میں ہو۔

حضرت ابو محمدؒ مرتعشؒ

نفس کا مخالف:

کسی نے آپؒ سے بیان کیا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے اور ہوا میں پرواز کرتا ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ خواہشِ نفس کا مخالف اُس سے کہیں بہتر ہے۔

اُمیدِ جنت:

فرمایا کہ جو اعمال کو جہنم سے ذریعۂ نجات تصور کرتا ہے وہ فریب نفس میں مبتلا رہتا ہے۔ جو فضلِ خداوندی سے اُمید رکھتا ہے، وہ جنتی ہے۔

مسبب الاسباب:

فرمایا کہ اسباب و وسائل پر اعتماد کرنے والا مسبب الاسباب کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

اللہ دوستی:

فرمایا کہ ترکِ نفس و دُنیا ہی سے اللہ عزو جل کی دوستی میسر آسکتی ہے۔

اساسِ توحید:

فرمایا کہ اقرار وحدانیت و ربوبیت کو پہچاننا اور ممنوعہ اشیا سے احتراز کرنا اساسِ توحید ہیں۔

اسرارِ فقر:

فرمایا کہ فقیر کے لیے فقیر کی صحبت لازمی ہے اور جب فقیر سے جُدا ہو جائے تو یقین کر لو کہ اس میں کوئی راز ہے۔

Marfat.com

حضرت ابو عبداللہ محمدؒ بن فضلؒ

شقاوت کی علامتیں:

فرمایا کہ تین چیزیں شقاوت کی علامت ہیں، اول علم بے عمل، دوم عمل بے اخلاص، سوم بزرگوں کی تعظیم سے محرومی۔

تزکیہ صدر:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ سینہ کی صفائی سے حق الیقین پیدا ہوتا ہے اور اس کے بعد علم الیقین حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بعد عین الیقین ہی صفائی کا ذریعہ ہے۔

صوفی:

فرمایا کہ حقیقت میں صوفی وہی ہے جو مصیبت سے پاک اور داد و عیش سے علیحدہ رہے۔

راحت کا ذریعہ:

فرمایا کہ ترکِ نفس ہی حصولِ راحت کا ذریعہ ہے۔

مہلکات اسلام:

فرمایا کہ اسلام کے لیے چار چیزیں مہلک ہیں (۱) علم بے عمل، (۲) عمل بے علم، (۳) جس سے واقف نہ ہو اس کی جستجو کرنا، (۴) جو شے حصول علم سے باز رکھے۔

علم کی تعریف:

فرمایا کہ علم میں جو تین حرف عین، لام اور میم ہیں تو عین سے علم، لام سے عمل اور میم سے مخلص حق ہونا مراد ہے۔

اہل معرفت:

فرمایا کہ اہل معرفت کو احکام الٰہی پر عمل پیرا ہونا اور سنت نبوی کا متبع ہونا ضروری ہے۔

Marfat.com

ایثار:

فرمایا کہ محبت ایثار کا نام ہے جس کی چار قسمیں ہیں، (۱) ذکر الٰہی ہر مداومت، (۲) ذکر الٰہی سے رغبت، (۳) دُنیا سے کنارہ کشی، (۴) اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا ہر شے سے اجتناب جیسا کہ قرآن حکیم نے فرمایا کہ اے نبیؐ! فرمادیجئے کہ اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں، برادریاں اور تمہاری کمائی ہوئی دولت جس کے روک دیے جانے سے خائف رہتے ہو اور تمہارے مکانات جو تم کو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے رسولؐ سے زیادہ عزیز ہیں تو اللہ کے حکم کا انتظار کرو کیونکہ اللہ فاسقین کو ہدایت نہیں دیتا۔

محبین کی شناخت:

فرمایا کہ محبین کی شناخت یہ ہے کہ محبت وہیبت اور ضیائے تعظیم کی بنیاد اُن کے اخلاص پر ہوتی ہے۔

مظاہرۂ ایثار:

فرمایا کہ زاہدین کا ایثار بے نیازی کے وقت اور بہادروں کا ایثار ضرورت کے وقت معلوم ہوتا ہے۔

زُہد:

فرمایا کہ زُہد ترکِ دُنیا کا نام ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن بوشنجیؒ

مخالفتِ نفس:

فرمایا کہ نیکی اور نیک کام سے رغبت رکھنا اور مخالفت نفس کرنا بھی داخل شجاعت ہے۔

اخلاص:

فرمایا کہ اخلاص وہی ہے جس کو نہ نکیرین درج کرسکیں، نہ ابلیس تباہ کرسکے اور نہ مخلوق کو اس سے واقفیت ہو۔

Marfat.com

صاحبِ عزت:

فرمایا کہ یہ ایقان رکھنا کہ مقدر سے کم رزق نہیں مل سکتا عین توکل ہے اور جو خود کو صاحبِ عزت تصور کرتا ہے اللہ عزّ و جل اُس کو ذلت دیتا ہے۔ فرمایا کہ بندے کو چاہیے کہ ہر فتنہ پر نظر رکھے۔

حضرت شیخ محمدؒ علی حکیم ترمذیؒ

صدق دلی:

فرمایا کہ صدق دِل سے عبادت کرنے والا ایسے مراتب اعلیٰ پر فائز ہوتا ہے کہ لوگ اس کا احترام کرتے ہیں اور وہ نفس پر قابو پاکر رموزِ خداوندی بیان کرنے لگتا ہے۔

غلامیٔ نفس:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک بندے میں نفس کی ایک رمق بھی باقی ہے اس کو آزادی میسر نہیں آسکتی

مشیت الٰہی:

فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ جس کو اپنی جانب مدعو کرتا ہے اسی کو مراتب بھی عطا ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے کہ جس کو اللہ چاہتا ہے برگزیدہ بنا کر ہدایت عطا کرتا ہے۔

فنائیتِ حق:

فرمایا کہ برگزیدہ لوگ وہ ہیں جو جذبۂ حق میں فنا ہو جائیں اور اہلِ ہدایت وہ ہیں جو تائب ہو کر اللہ جل شانہٗ کا راستہ تلاش کریں۔

مدارجِ مجذوب:

فرمایا کہ مجذوب کے بھی کئی مدارج ہیں، پہلے درجہ میں تہائی نبوت حاصل ہوتی ہے، دوسرے میں نصف اور تیسرے میں نصف سے کچھ زیادہ اور جب وہ مدارجِ نبوت طے کر کے تمام مجذوبین پر سبقت لے جاتا ہے تو خاتم الاولیا ہو جاتا ہے۔ حضرت مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ وہ ولی کو

Marfat.com

درجہ نبوّت کیسے حاصل ہو سکتا ہے تو جواب یہ ہے کہ حضور اکرم کا ارشاد مبارک ہے "میانہ روی اور رویائے صادقہ نبوّت کے چوبیس حصوں میں سے ایک ہے۔ جذب بھی جزو پیغمبری ہے اور دونوں اوصاف مجذوب میں بدرجہ اتم موجود ہوتے ہیں۔

اندیشۂ ولی:

فرمایا کہ اولیا کرام فاقہ کشی سے نہیں ڈرتے بلکہ خطرات سے خوف زدہ رہتے ہیں۔

جاہل:

فرمایا کہ جن لوگوں میں کلام اللہ کو سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو وہ دانش مند نہیں ہوتے۔

تقویٰ:

فرمایا کہ حقوق العباد کا مواخذہ نہ ہونے کا نام تقویٰ ہے۔

اہلِ حق:

فرمایا کہ شجاعت کا نام ہے محشر میں اللہ جل شانہٗ کے سوا کسی سے وابستہ نہ ہونے کا۔ صاحبِ عزت وہی ہے جس کو گناہوں نے ذلیل نہ کیا ہو۔ آزاد وہ ہے جس کو حرص نہ ہو۔ امیر وہ ہے جس پر ابلیس قابض نہ ہو سکے۔ دانش مند وہ ہے جو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے نفس کا مخالف ہو۔

خائف:

فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ سے خائف رہنے والا اسی کی طرف رجوع کرتا ہے حالانکہ جس شے سے خوف پیدا ہو اُس سے دور رہا جاتا ہے۔

حصولِ دین:

فرمایا کہ حصولِ دین کرنے والوں کے کام بغیر کوشش کے انجام پا جاتے ہیں۔

منکر زاہد و عالم:

فرماتے ہیں کہ زاہدین و علما کا منکر قطعاً کافر ہے۔

Marfat.com

ناواقفیت:

فرمایا کہ ناواقفِ بندگی ربوبیت سے بھی ناواقف ہی رہتا ہے۔

نفس شناس:

فرمایا کہ نفس شناسی ہی الٰہ شناسی کا ذریعہ ہے فرمایا کہ سو بھیڑیے بکریوں کے گلّے کو اتنا پریشان نہیں کر سکتے جتنا ایک شیطان جماعتوں کو تباہ کر دیتا ہے اور سو شیاطین سے زیادہ مکار نفس ہے۔

ضامنِ رزق:

فرمایا چونکہ ضامن رزق اللہ تبارک وتعالیٰ ہے اس لیے اسی پر توکل ضروری ہے۔

شاکر و عاجز:

فرمایا کہ نہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا شکر کرو نہ کسی کے سامنے عاجز بنو۔

راہ:

فرمایا یہ تصور کہ قلب لامتناہی ہے، غلط ہے بلکہ راہ متناہی شے ہے۔ قلبی تقاضوں کا اندازہ کیا جاسکتا ہے مگر راہ کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔

جلوۂ اسم اعظم:

فرمایا کہ حضور اکرمؐ کی ذاتِ مبارک کے سوا اسم اعظم کسی میں جلوہ فگن نہیں ہوا۔

حضرت ابو وراقؒ

معیت خضر:

آپؒ حضرت خضرؑ کے شوقِ دیدار میں روزانہ جنگل میں پہنچ جاتے اور آمد و رفت کے دوران تلاوتِ قرآن حکیم کرتے رہتے۔ چنانچہ جب ایک مرتبہ جنگل کی جانب چلے تو ایک اور صاحب بھی آپؒ کے ساتھ ہو لیے اور دونوں راستہ بھر گفتگو کرتے رہے لیکن واپسی کے بعد اُن صاحب نے فرمایا کہ میں خضرؑ ہوں جن سے ملاقات کے لیے آپؒ بے چین تھے لیکن آج آپؒ نے میری معیت کی وجہ سے تلاوت بھی ملتوی

Marfat.com

کر دی۔ جب صحبت خضرؑ تمہیں اللہ تعالیٰ سے فراموش کر سکتی ہے تو دوسروں کی معیت ذکرِ الٰہی سے کیوں نہ دُور کر دے گی۔ للٰذا سب سے بہتر شے گوشہ نشینی ہے، یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔

خیر خواہی:

آپؒ نے فرمایا کہ سفرِ حج کے دوران ایک عورت نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ ایک مسافر ہوں۔ اُس نے کہا تم اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکوہ کرتے ہو۔ مجھے اُس کی یہ نصیحت بہت بھلی معلوم ہوئی۔

مقامِ عجز:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تُو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ مقامِ عجز کیونکہ اُن مصائب کی مجھ میں قوتِ برداشت نہیں ہے جو انبیاکرام برداشت کرتے رہے۔

بُرائیوں کی جڑ:

فرمایا کہ تمام بُرائیوں کی جڑ صرف نفس ہے۔

عظیم فتنہ:

فرمایا کہ مخلوق سے مخلوق کا میل ملاپ بہت ہی عظیم فتنہ ہے اس لیے گوشہ نشینی ہی وجہ سکون ہو سکتی ہے۔

مقامِ حکمت:

فرمایا کہ نبوت کے بعد صرف حکمت کا درجہ ہے۔ حکمت کی شناخت یہ ہے کہ ضرورت کے وقت کے سوا ہمیشہ سکوت قائم رہے۔

مخلوق سے تقاضہ:

فرمایا کہ خالقِ مخلوق سے آٹھ چیزوں کا خواہاں ہے۔ ان میں قلب سے دو چیزیں: اول فرمان الٰہی کی عظمت، دوم مخلوق سے شفقت، زبان سے دو چیزیں: اول اقرارِ توحید، دوم مخلوق سے نرم زبان میں بات کرنا، تمام اعضاء سے دو چیزیں: اول بندگی، دوم اعانتِ مخلوق، مخلوق سے دو چیزیں: اول اپنی ذات پر صبر کرنا، دوم خلقت کے ساتھ بردباری اختیار کرنا۔

Marfat.com

نفس پرست:

فرمایا کہ نفس سے محبت کرنے والوں پر غرور حسد اور ذلت مسلط ہو جاتے ہیں۔

شیطانی ہتھکنڈے:

فرمایا کہ شیطان کا قول ہے کہ میں مومن کو ایک لمحہ میں کافر بنا سکتا ہوں۔ پہلے میں اس کو حرام اشیاً کا حریص بناتا ہوں، پھر خواہشات کا غلبہ کرتا ہوں، پھر جب وہ ارتکابِ معصیت کا عادی بن جاتا ہے تو کفر کے وسوسے پیدا کر دیتا ہوں۔

حق شناس:

فرمایا کہ جو اللہ جل شانہٗ کو، نفسِ ابلیس کو اور مخلوقِ دُنیا کو پہچان لیتا ہے، وہ نجات پاتا ہے اور نہ پہچاننے والا ہلاک ہو جاتا ہے۔ مخلوق سے محبت کرنے والوں کو اللہ کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔

تخلیقی عنصر اور تربیت:

فرمایا کہ تخلیقِ انسانی میں چونکہ مٹی اور پانی کا عنصر غالب ہے اس لیے جس پر پانی کا غلبہ ہو اس کو نرمی سے اور جس پر مٹی کا غلبہ ہو اُس کو سختی کے ساتھ احکاماتِ خداوندی کی تعلیم دینی چاہیے۔ فرمایا کہ پانی میں ہر رنگ اور ہر ذائقہ موجود ہوتا ہے اس لیے کوئی اُس کی لذّت سے آشنا نہیں ہوتا حالانکہ اُس کے پینے ہی سے زندگی کا قیام ہے۔ پانی باعثِ حیات ہے۔ اس کے متعلق باری تعالیٰ کا ارشاد ہے، ''اور ہم نے پانی سے ہر جاندار کو زندہ بنا دیا۔''

افضل ترین فقیر:

فرمایا کہ افضل ترین ہے وہ فقیر جس سے نہ تو دُنیاوی بادشاہ خراج طلب کر سکے اور نہ عقبیٰ میں اللہ تعالیٰ حساب مانگے۔

تاثیرِ حلال و حرام:

فرمایا کہ غیبت اور لغویات لقمہ حرام کی طرح ہیں۔ ذکرِ الٰہی اور استغنا لقمۂ حلال کی مانند۔

Marfat.com

صدق و صبر:

فرمایا کہ صدق نام ہے اُس شے کی نگہداشت کا جو بندے اور اللہ جل شانہٗ کے مابین ہو اور صبر نام ہے اُس شے کی نگہداشت کا جو بندے اور نفس کے درمیان ہو۔

نُورِ یقین:

فرمایا کہ یقین ہی وہ نُور ہے جو اہلِ تقویٰ بناتا ہے۔

زُہد:

فرمایا کہ زُہد میں صرف تین حرف ہیں، ز۔ہ۔د، ز سے مراد زینت کا ترک کرنا، ہ سے مراد ہوا کو ترک کر دینا، د سے مراد دُنیا کو چھوڑ دینا۔

یقین کی قسمیں:

فرمایا کہ یقین کی تین قسمیں ہیں: یقینِ خبر، یقینِ دلالت، یقینِ مشاہدہ۔

صابر:

فرمایا کہ ہر کام کو من جانب اللہ تصّور کرنے والا ہی صابر ہوتا ہے۔

بداخلاقی:

فرمایا کہ جس طرح رزقِ حرام سے احتراز ضروری ہے اس طرح بداخلاقی سے بھی کنارہ کشی ضروری ہے۔

حضرت عبداللہ منازلؒ

خطرۂ بدعت:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ تارک فرائض یقیناً تارک سنن بھی ہوگا اور تارک سنن کے بدعت میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ رہتا ہے۔

Marfat.com

بہترین وقت:

فرمایا کہ بہترین ہے وہ وقت جس میں نفس کے وسوسوں سے مامون رہ جائے اور مخلوق کو تمہاری بدگمانی سے چھٹکارا حاصل رہے۔

موٗجب شقاوت:

فرمایا کہ بندہ صرف انہیں اشیاکا طالب رہتا ہے جو اس کی شقاوت کا موٗجب ہوں۔

بدترین بندہ:

فرمایا جو خود حیاکا ذکر کر کے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے حیا نہیں کرتا، وہ بدترین بندہ ہے۔

حیاٗ:

فرمایا کہ حیاکا مفہوم یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کو ہر لحہ متکلم تصور کرتے ہوئے خموشی اختیار کرو۔

عشق:

فرمایا کہ عشق صرف اسی سے کرو جو تم سے عشق کرتا ہے۔

نفس کی ذلت:

فرمایا کہ جو مخلوق کے نزدیک برگزیدہ ہوں اُن کے لیے اپنے نفس کو ذلیل رکھنا ضروری ہے۔

امورِ غیبی:

فرمایا کہ امورِ غیبی دُنیا میں کسی پر واضح نہیں ہوتے اور جو لوگ اس کے مدعی ہوں وہ کاذب ہوتے ہیں۔

مجبوراً فقر:

فرمایا کہ مجبوراً فقر اختیار کرنے سے فضیلت فقر حاصل نہیں ہوسکتی اور فقر حقیقی یہ ہے کہ فکرِ عقبیٰ کے ساتھ ذکرالٰہی میں مشغول رہے۔

Marfat.com

وقفِ گذشتہ:

فرمایا کہ وقتِ گذشتہ کا تصور بے سود ہے۔

عبودیت وصفِ اضطراری:

فرمایا کہ عبودیت اختیاری نہیں بلکہ اضطراری شے ہے۔ عبودیت کی لذّت سے آشنا کبھی عیش و راحت کا طالب نہیں ہوتا۔

حقیقی بندہ:

فرمایا کہ حقیقی بندہ وہی ہے جو اپنے لیے نہ رکھے یعنی غلام نہ رکھے۔ جب وہ اس فعل کا مرتکب ہو گیا تو عبودیت کی بجائے ربوبیت کا دعویدار بن گیا۔

عبادات واستغفار:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عبادت کی اقسام یاد دلا کر استغفار پر اختتام فرمایا ہے جیسے ''بعض صبر کرنے والے، صدق والے، قناعت کرنے والے، نفقہ دینے والے اور صبح کے وقت استغفار کرنے والے۔

لذتِ نفس:

فرمایا کہ جس نے لذتِ نفس کو ختم کر دیا، وہی مزے میں رہا۔

روزی کمانے والا:

فرمایا کہ احکامِ الٰہی کے مطابق روزی کمانے والا اس خلوت نشین سے افضل ہے جو روزی کمانے سے کتراتا ہو۔

ترکِ ریا:

فرمایا کہ عارف وہی ہے جو کسی شے سے متعجب نہ ہو۔

Marfat.com

حضرت علی سہل اصفہانیؒ

علامات:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ رغبتِ عبادت توفیق کی علامت ہے اور علامتِ رعایت مخالفت سے کنارہ کشی ہے۔ علامتِ بیداری رعایت اختیار کرنا اور علامتِ جہالت کسی شے کا دعویٰ کرنا ہے۔

درست ارادت:

فرمایا کہ ابتداء میں جس کی ارادت درست نہیں ہوتی، وہ انتہا تک محروم سلامتی رہتا ہے۔

حضوری:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ حضوری یقین سے بہتر ہے کیونکہ حضوری قلب میں اس طرح جاگزیں رہتی ہے جس میں غفلت کا دخل نہیں ہوتا۔ لیکن یقین کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ کبھی آتا ہے کبھی جاتا ہے۔ اہل حضوری بارگاہ کے اندر رہتے ہیں اور اہل یقین بارگاہ کے دروازے پر۔

اہل دانش وعارفین:

فرمایا کہ دانشور حکم الٰہی پر زندگی بسر کرتے ہیں لیکن عارفین قربِ الٰہی میں زندگی گزارتے ہیں۔

باخبر و بے خبر:

فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کو جاننے والا ہر شے سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

مخازن:

فرمایا کہ تونگری علم میں، فخر فقر میں، عافیت زہد میں، حساب کی قلت خموشی میں اور خاموشی میں مضمر ہے۔

حقیقت وماہیتِ قلب:

فرمایا کہ حضرت آدمؑ کے عہد سے قیامت تک لوگ قلب کے سلسلے میں بحثیں کرتے رہے ہیں لیکن قلب کی حقیقت وماہیت کبھی معلوم نہ ہو سکے گی۔

Marfat.com

حضرت شیخ نساجؒ

حقیقی فقیر:

فرمایا کہ دولت کو مصیبت اور غربت کو راحت تصور کرنے والا ہی حقیقی فقیر ہوتا ہے۔

خوفِ الٰہی:

فرمایا کہ خوف الٰہی بندوں کے لیے ایک تازیانہ ہے جو بڑے بڑے گستاخوں کو راہِ راست پر لے آتا ہے۔

کسرِ نفس:

فرمایا کہ عامل کا اپنے عمل کو بے وقعت سمجھنا ہی کمالِ عمل ہے۔

حضرت ابو حمزہ خراسانیؒ

حصولِ انس:

آپؒ پورے سال ایک ہی احرام باندھے رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب مخلوق کے ہمراہ زندگی بسر کرنا بارِ خاطر محسوس ہونے لگے تو انس حاصل ہو جاتا ہے۔

حقیقی درویش:

فرمایا کہ حقیقی درویش وہی ہے جسے اعزہ سے نفرت اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت پیدا ہو جائے۔

موحد:

فرمایا کہ موت کو عزیز رکھنے والا اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کو محبوب نہیں رکھتا۔

توکل:

فرمایا کہ مفہوم توکل یہ ہے کہ صبح شام کا اور شام صبح کا تصور باقی نہ رہے۔

Marfat.com

زادِ آخرت:

فرمایا کہ زادِ آخرت کا سامان کرتے رہو۔

حضرت احمد مسروقؒ

اسیرِ وحشت:

فرمایا کہ جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ سے محبت نہ ہو اسیرِ وحشت رہتا ہے۔

راغب الی اللہ:

فرمایا کہ راغب الی اللہ رہنے والوں کے تمام اعضا کو اللہ تعالیٰ معصیت سے پاک رکھتا ہے۔

متقی:

فرمایا کہ متقی تارک الدنیا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ مائل بہ دُنیا نہ ہونا ہی حقیقی تقویٰ ہے۔

تعظیمِ مومن:

فرمایا کہ مومن کی عزت کرنا حقیقت میں اللہ جل شانہٗ کی عزت کے مترادف ہے اور اسی سے تقویٰ تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

بُعد کی دلیل:

فرمایا کہ معرفت کے بُعد کی دلیل باطل پر نظر کرنا ہے۔

اللہ کے دوست:

فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے دوست پر کوئی غلبہ نہیں پاسکتا۔

خوف ورجا:

فرمایا کہ خوف رجا سے زیادہ ہونا چاہیے کیونکہ جہنم سے گزر کر ہی جنت میں جانا پڑے گا۔

Marfat.com

خوفِ خدا:

فرمایاکہ عارف قربِ الٰہی کی وجہ سے بہت خوف زدہ رہتا ہے۔

سیر ائی صفات:

فرمایاکہ شجر معرفت کو فکر کے پانی، شجرِ غفلت کو نادانی کے پانی، شجرِ توبہ کو ندامت کے پانی اور شجرِ محبت کو موافقت کے پانی سے سیر اب کرنا چاہیے۔

استغفار کی زیادتی:

فرمایاکہ خواہش مند کے لیے استغفار کی زیادتی بہت ضروری ہے۔

کثرتِ توبہ:

فرمایاکہ کثرتِ توبہ کے بغیر ارادت کا حصول ممکن نہیں۔

زُہد کے منافی:

فرمایاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کی غلامی اختیار کرنا زُہد کے منافی ہے۔

تضیعِ اوقات:

فرمایاکہ میری تمام عمر تضیعِ اوقات میں گزر گئی۔

حضرت عبداللہ احمد مغربیؒ

بندہِ حق:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ صحیح معنوں میں بندہ وہی ہے جو خواہشات کو ٹھکرا کر مشغولِ بندگی رہے۔

بدترین فقیر:

فرمایاکہ بدترین فقیر وہ ہے جو امرا کی چاپلوسی کرتا رہے اور اعلیٰ ترین ہے وہ بندہ جو مخلوق کے ساتھ اخلاق حسنہ سے پیش آئے۔

Marfat.com

اولیاٗ باعثِ رحمت:

فرمایا بزرگارنِ دین دُنیا کے لیے من جانب اللہ پیغام امن ہیں جن کے وجود سے نزولِ رحمت اور مخلوق پر آنے والی بلاؤں کا سدِّ باب ہوتا رہتا ہے۔

گوشہ نشینی:

فرمایا کہ گوشہ نشینوں کی ادنٰی سی نیکی بھی اُن لوگوں کی عمر بھر کی عبادت سے بہتر ہے جو مخلوق سے وابستہ رہتے ہیں۔

دُنیا کا مزاج:

فرمایا کہ دُنیا کا دستور ہی یہ ہے کہ جو مائل بہ دُنیا ہوتا ہے، دُنیا بھی اس کی جانب مائل رہتی ہے لیکن جو دُنیا کو خیر باد کہہ دیتا ہے دُنیا بھی اس سے کنارہ کش ہو جاتی ہے۔

دانش اور صوفیاٗ:

فرمایا کہ سب سے زیادہ دانشور صرف صوفیائے کرام ہیں جو آتشِ محبت میں فنا ہو کر بقائے دائمی حاصل کر لیتے ہیں۔

حضرت ابو علی جرجانیؒ

بیم ورجا اور محبت:

فرمایا کہ بیم ورجا اور محبت توحیدِ حقیقی ہیں۔ بیم سے ارتکابِ معصیت کا خاتمہ ہوتا ہے اور رجا سے اعمالِ صالحہ جنم لیتے ہیں اور محبت کثرتِ عبادت کی محرک بن جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اہل خوف غم و آلام سے ہراساں نہیں ہوتے۔ اہلِ رجا طلب سے باز نہیں آتے۔ اہلِ محبت ذکر الٰہی میں کمی نہیں ہونے دیتے۔ بیم اِک آگ ہے، رجا نُور۔ منوّر اور محبت نُور علیٰ نُور۔

Marfat.com

اہلِ سعادت:

فرمایا کہ اہلِ سعادت کی علامت ہی یہ ہے کہ عبادت کو آسان تصور کرتے ہوئے اتباعِ سُنّت کو کسی وقت بھی دشوار نہ سمجھیں۔ صحبتِ فقرأ میں رہ کر مخلوق کے ساتھ اخلاقِ حسنہ سے پیش آئیں۔ محتاجوں کو صدقات دیں اور مسلمانوں کی اعانت کرتے ہوئے پابندیِ اوقات پر کاربند رہیں۔

گناہ کا اظہار:

فرمایا کہ لوگوں کے سامنے اپنے اُن گناہوں کا اظہار جن سے وہ واقف نہ ہوں، انتہائی بدبختی ہے۔

اولیأ عارف:

فرمایا کہ اولیأاللہ وہی ہیں جو اپنے احوال میں فنا ہو کر مشاہدۂ حق کے ذریعے قائم رہیں اور عارف باللہ وہ ہیں جو اپنے قلب کو ذکرِ الٰہی کے حوالے کر کے جسم کو خدمتِ خلق کے لیے وقف کر دیں۔

حُسنِ ظن:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے حُسنِ ظن قائم رکھنا ہی غایتِ معرفت ہے۔ نفس سے بد ظن رہنا اساسِ معرفت ہے۔

درِ مولا کا سائل:

فرمایا کہ مالکِ حقیقی کے دَر پر پڑے رہنے والوں کے لیے ایک نہ ایک دِن دروازہ ضرور کھل جاتا ہے۔

اہلِ استقامت:

فرمایا کہ اہلِ کرامت بننے کی بجائے اہلِ استقامت بنو کیونکہ نفس طالبِ کرامت ہوتا ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ طالبِ استقامت۔

تسلیم و رضا، صبر و موت:

فرمایا کہ رضا خانۂ بندگی، صبر اُس کی کنجی، تسلیم برآمدہ اور موت اُس کے دروازے پر استادہ ہے۔

Marfat.com

بخل:

فرمایا کہ بخل کے تین حروف ہیں: ب، خ، ل۔ ب سے مراد بلا، خ سے خسارہ اور ل سے لوم یعنی ملامت ہے۔

حضرت شیخ ابو بکر کتانیؒ

تقویٰ و مصیبت:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خواب میں ایک حسین و خوبرو شخص سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرا نام تقویٰ ہے اور میرا مسکن غمزدہ قلوب ہیں۔ پھر میں نے خواب میں ایک بد شکل عورت سے سوال کیا کہ تُو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں مصیبت ہوں اور اہل نشاط کے قلوب میں رہتی ہوں۔ چنانچہ بیداری کے بعد میں نے عہد کر لیا کہ مسرور زندگی کی بجائے ہمیشہ غمگین زندگی بسر کروں گا۔

اعانت الٰہی:

فرمایا جس طرح محشر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی معاون و مددگار نہیں ہوگا اسی طرح دُنیا میں بھی اس کے سوا کسی کو معاون تصور نہ کرو۔

مخلوق محض ذلت:

فرمایا کہ مخلوق کی محبت باعث عذاب، صحبت باعثِ مصیبت اور ربط و ضبط وجہ ذِلت ہے۔

سود مندی:

فرمایا کہ زہد و سخاوت اور نصیحت سے زیادہ کوئی شے سود مند نہیں۔

زاہد:

فرمایا کہ زاہد وہ ہے جو نہ ملنے پر خوش رہے۔

Marfat.com

غفلت و صبر:

فرمایا کہ زندگی بھر ذکر الٰہی سے غافل نہ رہو۔ مصائب پر صبر سے کام لو اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا پر راضی رہو۔

تصوّف:

فرمایا کہ تصوف سر تا پا اخلاق ہے اور جس میں اخلاق کی زیادتی ہو گی اُس میں تصوّف بھی زیادہ ہو گا۔

اولیا کا ظاہر و باطن:

فرمایا کہ اولیأاللہ ظاہر میں اسیر اور باطن میں آزاد ہوتے ہیں۔

صوفی:

فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو عبادت کو مشقت نہ سمجھے۔

استغفار:

فرمایا کہ استغفار ایک ایسا چھ حرفی لفظ ہے جو چھ چیزوں کے جامع و اکمل ہے،(۱) معصیت کے بعد ندامت کے ساتھ توبہ کرنا،(۲) بعد از توبہ گناہ کا کبھی قصد نہ کرنا،(۳) قبل از موت حقوق اللہ کی تکمیل کرنا،(۴) بعد از توبہ جسم کو ایسی مشقتیں دینا کہ جس طرح مشقتوں سے قبل اس سے بہت آرام پایا ہو۔

توکل:

فرمایا کہ توکل نام ہے اتباعِ علم اور یقینِ کامل کا۔

توبہ:

فرمایا کہ توبہ کے وقت درِ مغفرت کھل جاتا ہے۔

حاجت روائی:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کی حاجت روائی خود فرماتا ہے۔

Marfat.com

اظہارِ تاسّف:

فرمایا کہ ترکِ نفس اور غفلت پر اظہار تاسّف تمام عبادات سے افضل ہے۔

احتیاط:

فرمایا کہ جب تک بہت زیادہ نیند نہ آئے ہر گز نہ سو، جب تک بھوک کی شدت نہ ہو، مت کھاؤ، جب تک شدید ضرورت نہ ہو بات نہ کرو۔

شہوت کا دیو:

فرمایا کہ شہوت در حقیقت دیو کی لگام ہے اور جس نے اس کو زیر کر لیا گویا دیو کو زیر کر لیا۔

وابستگی:

فرمایا کہ جسم کو دُنیا سے اور قلب کو عقبیٰ سے وابستہ رکھو۔

دین کی اساس:

فرمایا کہ یہ تین چیزیں دین کی اساس ہیں: اول حق، دوم عدل، سوم صدق۔ حق کا تعلق اعضاً سے ہے یعنی اعضاً کے ذریعے ذکرِ الٰہی کرتے رہو۔ عدل کا تعلق قلب سے ہے یعنی بذریعہ قلب نیک و بد میں تمیز کر۔ صدق کا تعلق عقل سے ہے یعنی عقل کے ذریعے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو پہچانو۔

نسیم سحری:

فرمایا کہ نسیم سحری من جانب اللہ ایک ایسی ہوا ہے جس کا قیام عرش کے نیچے ہے اور دم صبح دُنیا میں پھر کر اللہ کے بندوں کی گریہ زاری اور طلبِ مغفرت اپنے ہمراہ لے جا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر دیتی ہے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ خفیفؒ

حقِ انتخاب:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ ابتداً میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ملائکہ و انس و جن کو تخلیق فرمایا۔ پھر عصمت و کفایت اور جبلت کو تخلیق فرما کر حکم دیا کہ ہر نوع کے افراد ان میں سے ایک شے کو اپنے لیے منتخب کرلیں۔ چنانچہ ملائکہ نے عصمت کو اختیار کیا۔ جنات نے کفایت کو اور انسانوں نے جبلت کو منتخب کیا۔ اسی لیے انسان کثرت سے حیلہ بازی سے کام لیتا ہے۔

صوفیاً:

فرمایا کہ عہدِ گذشتہ میں صوفیاً جنّات پر غالب رہتے تھے لیکن اب معاملہ اس کے برعکس ہے۔
فرمایا کہ وہ صوف صفا کا لباس اختیار کرلے یعنی صفائی باطن کے بعد صوف استعمال کرے اور ترکِ دُنیا کے بعد اپنے نفس پر ظلم کرتا رہے۔

وجہِ راحت:

فرمایا کہ پاکیزگی کے ساتھ ہی دُنیا سے رخصت ہونا وجہ راحت ہے۔

تصوّف:

فرمایا کہ مقدرات پر شاکر رہنا اور مصائب کا مقابلہ کرنے کا نام ہی تصوّف ہے۔

رضا:

فرمایا کہ رضا کی دو قسمیں ہیں، اول حق کے ساتھ تدبیر میں رضا اختیار کرنا، دوم حق سے حق کی تقدیر میں رضا اختیار کرنا۔

ایمان:

فرمایا کہ مکشوفاتِ غیبی ہی کا نام ایمان ہے۔

Marfat.com

عبادت:

فرمایا کہ عبادت نام ہے، دائمی غمی وخوشی کو ترک کر دینے کا۔

وصل:

فرمایا وصل نام ہے محبوب سے اس اتصال کا جس کے بعد کچھ یاد نہ رہے۔

تقویٰ:

فرمایا کہ نفس ودُنیا اور ابلیس سے کنارہ کشی کا نام تقویٰ ہے۔

ریاضت:

فرمایا کہ عبادت الٰہی سے نفس کو شکست دینے کا نام ریاضت ہے۔

قناعت:

فرمایا کہ قابو یافتہ شے سے اعتراض اور غیر قابو یافتہ شے کو طلب نہ کرنے کا نام قناعت ہے۔

زُہد:

فرمایا کہ زُہد نام ہے زر ومال کو نظر انداز کر دینے کا۔

رِجا:

فرمایا کہ اُمید وصل میں مسرت کا نام رِجا ہے۔

عبودیت:

فرمایا کہ اپنے تمام امور کو سپرد اللہ کر کے مصائب پر صبر کرنے کا نام عبودیت ہے۔

اظہارِ فقر:

فرمایا کہ اظہارِ فقر معیوب شے ہے۔

Marfat.com

حضرت ابو محمدؒ جریریؒ

عہدِ گذشتہ وجدید:

فرمایا کہ عہدِ گذشتہ میں معاملہ دین پر موقوف تھا، دوسرے دَور میں وفا پر، تیسرے دَور میں مروت اور چوتھے دَور میں حیا پر تھا۔ لیکن اب تو نہ دین ہے، نہ حیا ہے، نہ وفا ہے اور نہ ہی مروت بلکہ سب کا معاملہ ہیبت پر موقوف ہے۔

وظیفہ قلب:

فرمایا کہ قلب کا حقیقی فعل قربتِ الٰہی اور اُس کی صنعتوں کا مشاہدہ ہے۔

اتباعِ نفس:

فرمایا ہے کہ اتباعِ نفس کرنے والا قیدی ہے۔

راحتِ نفس:

فرمایا ہے کہ راحتِ نفس کے معاملے میں نعمت و محنت میں تفریق نہ کرنی چاہیے۔

یقین ورشک:

فرمایا ہے کہ شجرِ یقین کا ثمر اخلاص ہے اور رشک کا ثمرہ ریا ہے۔

افضل ترین شکر:

فرمایا ہے کہ افضل ترین شکر یہ ہے کہ بندہ خود کو ادائیگی شکر سے عاجز تصور کرتا ہے۔

مجاہدات:

فرمایا ہے کہ عام بندوں کی لڑائی نفس سے، ابدالوں کی جنگ فکر سے، زاہدین کی جنگ شہوت سے اور تائبین کی جنگ لغزشوں سے اور مریدوں کی جنگ لذّت سے ہوتی ہے۔

Marfat.com

سلامتی ایمان:

فرمایا ہے کہ سلامتی ایمان، درستی جسم اور ثمرہ دین تین چیزوں پر موقوف ہے۔ اول کفایت سے کام لینا، دوم نواہی سے احتراز کرنا اور سوم کم کھانا۔ اس لیے کہ کفایت تو درستی باطن کا باعث ہوتی ہے اور نواہی سے کنارہ کشی نورِ باطن کا باعث ہوتی ہے اور نواہی سے کنارہ کشی نور باطن کا باعث بنتی ہے اور قلتِ غذا نفس کو مشقت برداشت کرنے کے قابل بنا دیتی ہے۔

اصول و مشاہدہ کا راستہ:

فرمایا ہے کہ مشاہدہ اصول سماعت فروع پر مبنی ہے اور فروع کی دوستی موقوف ہے مطابقت اصول پر۔ جب تک اُس شے کو معظم نہ سمجھا جائے جس کی تعظیم اللہ تبارک وتعالی نے فرمائی ہو۔ اُس وقت تک وصول و مشاہدہ کا راستہ نہیں مل سکتا۔

حیاتِ ابدی:

فرمایا ہے کہ انوارِ الٰہی سے زندہ رہنے والوں کو کبھی موت نہیں آتی۔

حضور اکرمؐ اور مشاہدۂ حق:

فرمایا ہے کہ جس وقت حضور اکرمؐ نے حق کا مشاہدہ فرمایا تو حق کے ساتھ حق کے ذریعہ زمین و مکان سے بقا حاصل کر لی کیونکہ آپ کو وہ حضوری نصیب ہوئی کہ اوصافِ خداوندی میں گم ہو کر زمان و مکان سے بے نیاز ہو گئے۔

حضرت حسین منصور حلاجؒ

صوفی:

فرمایا کہ صوفی اپنی ذات میں اس لیے واحد ہوتا ہے کہ نہ تو کسی کو جانتا ہے اور نہ اُس سے کوئی واقف ہوتا ہے۔

Marfat.com

نُورِ ایمانی:

فرمایا کہ نُورِ ایمانی کے ذریعے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی جستجو کرو۔

حکمت:

فرمایا کہ حکمت ایک تیر ہے اور تیر انداز اللہ عزّ وجل ہے اور مخلوق اس کا نشانہ ہے۔

مومن:

فرمایا کہ مومن وہ ہے جو امارت کو معیوب تصور کرتے ہوئے قناعت اختیار کرے۔

اعلیٰ ترین اخلاق:

فرمایا کہ سب سے بڑا اخلاق جفائے مخلوق پر صبر کرنا اور اللہ کو پہچاننا ہے۔

اخلاق:

فرمایا کہ عمل کو کدُورت سے پاک رکھنے کا نام اخلاق ہے

ذاتِ واحد سے وابستگی:

فرمایا کہ بندوں کی بصیرت، عارفوں کی معرفت، علما کا نور اور گذشتہ نجات پانے والوں کا راستہ ازل سے ابد تک ایک ہی ذات سے وابستہ ہے۔

یقین کی حیثیت:

فرمایا کہ میدانِ رضا میں یقین کی حیثیت ایک اژدھے جیسی ہے۔ جس طرح جنگل میں ذرّے کی حیثیت ہوتی ہے اس طرح پورا عالم اس اژدھے کے منہ میں رہتا ہے۔

طالبِ مصائب:

فرمایا کہ جس طرح بادشاہ ہوس ملک گیری میں مبتلا رہتے ہیں اُسی طرح ہم ہر لمحہ مصائب کے طالب رہتے ہیں۔

Marfat.com

منازلِ بندگی:

فرمایا کہ بندگی کے منازل طے کرنے والا آزاد ہو جاتا ہے۔

مرید و مراد:

فرمایا کہ مرید سایۂ توبہ اور مراد سایۂ عصمت میں رہتا ہے۔ مرید وہ ہے جس کے مکشوفات پر اجتہاد کا غلبہ ہو اور مراد وہ ہے جس کے مکشوفات اجتہاد پر سبقت لے جائیں۔

زُہدِ انبیا:

فرمایا کہ انبیا کرام جیسا زُہد آج تک کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔

دستِ سعادت:

آپؒ سے سوال کیا گیا ہے کہ دستِ دُعا زیادہ طویل ہے یا دستِ عبادت؟ آپؒ نے فرمایا کہ ان دونوں ہاتھوں کی کہیں تک رسائی نہیں کیونکہ گو دستِ دُعا کو دامنِ قبولیت تک رسائی حاصل ہے لیکن مردانِ حق اس کو شرک تصوّر کرتے ہیں۔ دستِ عبادت کو گو دامنِ شریعت تک رسائی حاصل ہے لیکن مردانِ حق کے نزدیک وہ پسندیدہ نہیں۔ لہٰذا بلند ترین ہے وہ ہاتھ جو سعادت حاصل کرے۔

اتصالِ عبودیت:

فرمایا کہ عبودیت کا اتصال ربوبیت سے ہے۔

کشفِ خداوندی:

فرمایا کہ ذاتِ باری تعالیٰ جس پر منکشف ہونا چاہتی ہے تو ادنیٰ سی شے کو قبول کر کے منکشف ہو جاتی ہے ورنہ اعمالِ صالحہ کو بھی قبول نہیں کرتی۔

حصولِ عنایت:

فرمایا کہ جب تک مصائب پر صبر نہ کیا جائے عنایت حاصل نہیں ہوتی۔

Marfat.com

اعمال پر غلبہ:

فرمایا کہ انبیا کرام پر اعمال کا غلبہ اس لیے نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ خود اعمال پر غالب رہتے تھے۔ اس وجہ سے بجائے اس کے کہ اعمال اُن کو گردش دے سکتے وہ خود اعمال کو گردش دیا کرتے تھے۔

صبر کا مفہوم:

فرمایا کہ صبر کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ہاتھ پاؤں کاٹ کر پھانسی پر لٹکا دیا جائے تب بھی منہ سے اُف تک نہ نکلے۔ چنانچہ جب آپؒ کو سولی پر چڑھایا گیا تو اُف تک نہیں کی۔

عشق کا مفہوم:

جب آپؒ سے عشق کا مفہوم پوچھا گیا تو فرمایا کہ اپنے نفس کو تمام علائق دُنیاوی سے خالی کر لے ورنہ یہ نفس تجھ کو ایسی چیزوں میں پھانس دے گا جو تیرے بس کی نہ ہوں گی۔

وصیت:

جب آپؒ کے صاحبزادے نے وصیت کی خواہش کی تو فرمایا کہ سارا عالم اعمال صالحہ کی کوشش کرتا ہے لیکن تجھے علم حقیقت حاصل کرنا چاہیے کیونکہ علمِ حقیقی کا ایک نکتہ بھی تمام اعمال صالحہ پر بھاری ہوتا ہے۔

یکتائی:

فرمایا کہ یکتائی دوستی بھی یکتا کر دیتی ہے۔

حضرت ابو بکر واسطیؒ

ہمہ اوست:

فرمایا کہ راہِ حق میں مخلوق کا کوئی وجود نہیں اور نہ حق کی راہ میں حق ہے یعنی ہمہ اوست کے سوا کچھ نہیں۔

Marfat.com

خود نامرادی:

فرمایا کہ جس نے اپنی جانب منہ کر کے دین کی طرف پشت کر لی یا جس نے اس کے برعکس کیا تو اُس نے خود کو نامرادی میں مبتلا کر لیا۔

شریعت:

فرمایا کہ شریعت عین توحید ہے اور شرحِ توحید کا گزر بحرِ نبوت تک ہوتا ہے جبکہ حق توحید بحرِ بیکراں ہے۔ شریعت کی راہیں سمع و بصر، قال اور شناخت حال سے لبریز ہیں۔ تمام چیزیں اثبات کی جانب اشارہ کرتی ہیں جس میں شرک مضمر ہوتا ہے لیکن وحدانیت شرک سے منزہ و پاک ہے اور اسی کو عین ایمان کہا جاسکتا ہے۔ جس میں ایمان کا براہ راست اللہ تبارک و تعالیٰ سے تعلق ہو وہ بہت ہی بلند شے ہے ورنہ شرک کو ہرگز پسند کیا جاسکتا۔ اسی طرح معرفت علم اور حال یہ مخلوق اور بحرِ آفرینش میں غرق ہے اور ان کی رہبری کے اسباب انبیا کرام ہی کے ذریعہ سے ملتے ہیں جس کی بدولت خلقت و بشریت کے دریا سے گزر کر اور بحرِ وحدانیت میں غرق ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔

قلب:

فرمایا کہ تمام ارض و سما میں تسبیح و تحلیل کی زبان تو موجود ہے لیکن قلب کا وجود نہیں۔ قلب سوائے آدمؑ اور اُن کی اولاد کے کسی کو عطا نہیں کیا گیا۔ قلب ہی وہ شے ہے جو شہوت و نعمت اور ضرورت و اختیار کی راہیں تمہارے اوپر مسدود کر دیتا ہے اور تمہارا رہبر بن جاتا ہے۔ فرمایا کہ قلب پر ظہورِ حق کے بعد خوف و رجا معدوم ہو جاتے ہیں۔

علم، عقل اور حق:

فرمایا کہ حق ظاہر ہونے کے بعد عقل پر زوال آجاتا ہے۔ حق بندے سے جتنا قریب ہوتا جاتا ہے عقل فرار اختیار کرتی جاتی ہے۔ عقل خود عاجز ہے اور عاجز کو جس شے کا بھی علم ہو گا وہ بھی عاجز ہی ہو گا۔

افضل عبادت:

فرمایا کہ افضل ترین عبادت اپنے اوقات سے غائب رہنا ہے۔

Marfat.com

قالب کی صفات:

فرمایا کہ زُہد و صبر و توکل و رضا یہ چاروں چیزیں قلب کی صفات میں سے ہیں لیکن قالب کی صفات رُوح کی صفات نہیں ہو سکتیں۔ چونکہ اشارات کا قالب باقی نہیں رہتا اسی لیے یہ چاروں چیزیں اس سے مناسبت نہیں رکھتیں۔

اللہ کی پسند:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو افلاس وخواری میں دیکھنا زیادہ پسند کرتا ہے بہ نسبت اس کے کہ غرور و علم اور عزت کے رُوپ میں دیکھے۔

حقیقی موحد:

فرمایا کہ راہِ حق میں مٹ جانے والے کی زبان سے جب بے اختیاری طور پر واحد نکلنے لگے وہی حق کو واحد کہنے کا مستحق ہوتا ہے۔

بدترین مخلوق:

فرمایا کہ سب سے بدترین مخلوق وہ ہے جو تقدیر سے جنگ کرے یعنی اگر کوئی چاہے کہ تقدیر ازلی کے خلاف کوئی چیز نہ ہو تو یہ کسی طرح ممکن نہیں۔

بندوں کی قسمیں:

فرمایا کہ بندوں کی چار قسمیں ہیں، اول وہ جنہوں نے پہچانا اور طلب کیا، دوم وہ جنہوں نے طلب کیا لیکن پا نہیں سکے، سوم وہ جنہوں نے پایا لیکن اس سے مفاد حاصل نہ کر سکے۔ چہارم وہ جنہوں نے پہچانا لیکن طلب نہیں کیا۔

اہلِ وفا:

فرمایا کہ وفا پر قائم رہنے والوں کو دُنیاوی تغیرات کی قطعاً پرواہ نہیں ہوتی۔

Marfat.com

معرفت کی قسمیں:

فرمایا کہ معرفت کی دو قسمیں ہیں: ایک معرفت خصوصی، دوم معرفت اثبات۔ معرفت خصوصی تو وہ ہے جو اسماؤ صفات، دلائل ونشانات اور ثبوت وحجابات کے مابین مشترک ہو۔ معرفتِ اثبات وہ ہے کہ اس کی جانب راہ نہ مل سکے اور اس کی علامت یہ ہے کہ بندے کی معرفت کو تہس نہس نہ کردے۔

عوام وخواص:

فرمایا کہ عوام صفات کو شناخت نہیں کر سکتے جبکہ خواص اس کی صفت ربوبیت سے آگاہ ہو کر اس کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ اُس کے سوا کسی پر نظر نہیں ڈالتے۔ عوام کے اسرار چونکہ کمزور ہیں اس لیے وہ منبع حق سے دُور ہو کر اس کی صفات کو برداشت نہیں کر سکتے۔

عبودیت کی جستجو:

فرمایا کہ تمام نسبتوں سے افضل ترین نسبت یہ ہے کہ بندہ بندہ ہی بن کر نسبت عبودیت کی جستجو کرتا رہے۔ فرمایا کہ مخلوق کتنی ہی عظیم المرتبت کیوں نہ ہو بارگاہِ رب العزت میں پہنچ کر نیست ونابود ہو جاتی ہے۔

قلب:

فرمایا کہ ہر جسم تاریک ہے اور قلب اس کا چراغ ہے۔

توبۃالنصوح:

فرمایا کہ توبۃالنصوح کی تعریف یہ ہے کہ تائب ہونے والے کے ظاہر وباطن پر معصیت کا اثر باقی نہ رہے۔ جس کو توبۃالنصوح حاصل ہوتی ہے وہ ہر شے سے بے خوف ہو جاتا ہے۔

نعمت:

فرمایا کہ نعمت خداوندی کو اپنی اطاعت کا معاوضہ تصور نہ کرو بلکہ خود کو اتنا ہیچ بنالو کہ تمہیں اطاعت بھی ہیچ معلوم ہونے لگے اس کے بعد اللہ کے انعام کو نعمت تصور کر کے شکر ادا کرو۔

Marfat.com

قلبی عمل:

فرمایا کہ قلبی عمل اعضاء کے عمل سے کہیں بہتر ہے کیونکہ اگر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک فعل کی کوئی قدر و قیمت ہوتی تو حضور اکرمؐ چالیس سال تک خالی نہ رہتے لیکن اس کا یہ مقصد بھی نہیں کہ عمل سے بالکل کورے ہو جاؤ۔ بلکہ یہ مفہوم ہے کہ اس قدر حاصل کر لو کہ عمل کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔

بندۂ مومن:

فرمایا کہ بندۂ مومن کی تین قسمیں ہیں، اول وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے نُور عطا فرما کر احسان فرمایا اور وہ اس کے ذریعے معصیت سے مبرا اور کفر و شرک سے پاک رہتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نُور عنایت عطا کر کے احسان فرماتا ہے۔ وہ نُور عنایت کی وجہ سے گناہِ صغیرہ سے منزہ رہتے ہیں۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ کفایت فرما کر احسان فرماتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ اہلِ غفلت اور خیال فاسدہ سے دُور رہتے ہیں۔

خوف کا مقامِ اعلیٰ:

فرمایا کہ خوف کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ بندہ ہر لحہ یہ تصور کرتا ہے کہ اللہ عزوجل مجھے قہر کی نظر سے دیکھ رہا ہے بہت جلد مبتلائے عذاب کر دے گا۔ اہلِ خوف کے خیال سے قلب و روح سے خود کو اس کی عبادت میں مشغول رکھے لیکن اس میں یہ خیال نہ آنا چاہیے کہ اُس کی نظرِ کرم پڑے گی یا نہیں۔

خوف کی حقیقت:

فرمایا کہ خوف کی حقیقت موت کے وقت معلوم ہوتی ہے۔

ظاہری و باطنی وابستگی:

فرمایا کہ ظاہر میں مخلوق سے اور باطن میں خالق سے وابستہ رہنا چاہیے۔

قلب رسائی:

فرمایا کہ فراست ہی نُور ہے جس کے ذریعہ قلب تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ وہ ایک ایسی معرفت ہے جو غیب سے غیب کی جانب اس لیے لے جاتی ہے کہ اس کے ذریعے ان اشیا کا مشاہدہ کیا جا سکے جو

Marfat.com

پردۂ غیب میں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ صاحبِ فراست کو ایسی قدرت عطا فرمادیتا ہے کہ وہ قلب کا حال بیان کرنے لگتے ہیں۔

خاتم الکمالات:

فرمایا کہ ایمان کو چالیس سال آتش پرستی میں گزارنا چاہیے تاکہ ایمانِ کامل کی شناخت ہو سکے۔ جب لوگوں نے عرض کیا یہ قول ہماری عقل سے باہر ہے اس کی صاف آواز میں وضاحت فرمایے تو فرمایا کہ حضور اکرمؐ پر چالیس سال تک وحی کا نزول نہیں ہوا تو کیا اس کا یہ مطلب تھا کہ چالیس سال آپؐ میں ایمان نہیں تھا۔ خاتم الانبیا ہونے کی وجہ سے جو کمال آپ کو بعثت سے قبل حاصل تھا، وہ خاتم الکمالات تھا۔

نفس کبر ہے:

فرمایا کہ تمہیں صاحبِ نفس بنایا گیا ہے اور حضور اکرمؐ کے ارشاد کے مطابق چونکہ نفس کبر ہے لہٰذا تمہیں نفس کے تکبر سے رہائی حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ جب تک رہائی حاصل نہیں ہوگی حقیقی ایمان کی شناخت نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابو عمرو نخیلؒ

استحکامِ عبودیت:

آپؒ نے فرمایا کہ جب تک بندہ اپنے اعمال کو ریا سے پاک نہیں کر لیتا عبودیت میں اس کا قدم مستحکم نہیں ہو سکتا۔

ضرر رساں حال:

فرمایا کہ جو حال علم کے نتیجہ میں حاصل ہو وہ خواہ کتنا ہی عظیم ہو ضرر رساں ہوتا ہے۔

لذّتِ فرض:

فرمایا کہ جو بندہ وقت پر فرائض کی ادائیگی نہیں کرتا اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ لذّتِ فرض حرام فرمادیتا ہے۔

Marfat.com

آفت:

فرمایا کہ رضائے نفس بندے کے لیے آفت ہے۔

تہذیب:

فرمایا کہ جس دیدار سے تہذیب حاصل نہ ہو اُس کو ہرگز مہذب تصور نہ کرو کیونکہ اس کو کسی طرح بھی ادب کا نام نہیں دیا جاسکتا ہے۔

ابتدا کا فساد:

فرمایا کہ بہت سی بُری باتیں جن کا ظہور انتہا میں ہوتا ہے لیکن یہ ظہور ابتدا کے فساد ہی سے نشوونما پاتا ہے۔ جس کی بنیاد ہی مستحکم نہ ہو اس کی تعمیر بھی مستحکم نہیں ہو سکتی۔ للذا شروع ہی سے بُری خصلتوں سے کنارہ کشی کی ضرورت ہے۔

ترکِ جاہ:

فرمایا کہ جو شخص مخلوق کے سامنے جاہ و مرتبت ترک کر دینے پر قادر ہوتا ہے اس کے نزدیک ترکِ دُنیا بھی دشوار نہیں رہتی۔

خصائلِ بد:

فرمایا کہ ذاتِ الٰہی سے وابستہ رہنے والا کبھی بُری خصلتوں کو اپنا لیتا ہے تو وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے وابستہ نہیں رہ سکتا۔

فکرِ صحیح:

فرمایا کہ جس کی فکر صحیح ہو گی اُس کا قول سچا اور عمل اختیاری ہو گا۔

باعثِ وحشت:

فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کے علاوہ کسی سے بھی انس رکھنا وحشت کا باعث ہے۔

Marfat.com

صبر وضبط:

فرمایا کہ اوامر و نواہی اور تصوف کے احکام میں صبر وضبط نہایت ضروری ہے۔

حضرت جعفر جلدیؒ

تصوّف:

ایک مرتبہ آپؒ نے حضور اکرم کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ تصوف کیا ہے؟ نبی مکرمؐ نے فرمایا کہ تصوف اُس حالت کو کہتے ہیں جس میں مکمل طور پر ربوبیت کا اظہار ہونے لگتا ہے اور عبودیت فنا ہو جاتی ہے۔

مقامِ تکوین:

فرمایا کہ تکوین فقرا کا ایک ایسا مقام ہے جس کے ذریعے مراتب عظیم حاصل ہونے لگتے ہیں اور جو درویش تکوین سے بہرہ مند ہوتا ہے وہ مراتبِ ترقی ہرگز حاصل نہیں کر سکتا۔

لمحہ بھر صبر:

فرمایا کہ دینی وڈُنیاوی تمام مفادات صرف ایک لمحہ کے صبر سے حاصل ہوتے ہیں۔

توکل:

فرمایا کہ توکل کی تعریف یہ ہے کہ خواہ کوئی شے موجود ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں یکسانیت رہنی چاہیے بلکہ اگر نہ ہو تو خوش ہونا چاہیے، اگر ہو تو غم ہونا چاہیے۔

شجاعت:

فرمایا کہ اپنے نفس کو کمتر سمجھتے ہوئے مسلمانوں کی تعظیم کرنا ہی شجاعت ہے۔

دانش مندی:

فرمایا کہ ایمان کی مہلک اشیاسے احتراز کرنا ہی دانش مندی کی دلیل ہے۔

Marfat.com

بلند ہمتی:

فرمایا کہ اگر اہلِ حق کا حصول چاہتے ہو تو بلند ہمت بن جاؤ اس لیے کہ بلند ہمتی کے بغیر مراتب مجاہدہ حاصل نہیں کر سکتے۔

معرفتِ نفس:

فرمایا کہ جو شخص معرفتِ نفس کی سعی نہیں کرتا اس کی خدمت قبول نہیں ہوتی۔

علم لدنّی:

فرمایا کہ رُوح صالحین ہر حال میں صداقت کے ساتھ مطالبہ کرتی رہتی ہیں اور جس کی رُوح مجسم معرفت بن جاتی ہے وہی قلوب کے احوال کا رازداں بن سکتا ہے۔ جس کی رُوح مجسم مشاہدہ بن جاتی ہے اُس کو علم لدنّی حاصل ہونے لگتا ہے۔

حضرت شیخ ابوالخیر اقطعؒ

اہل اللہ کی خدمت:

فرمایا کہ جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ بندے کی نیت صاف نہ ہو قلب مصفا نہیں ہو سکتا اور جب تک وہ بندہ اہلِ اللہ کی خدمت نہیں کرتا جسم مصفا نہیں ہوتا۔

قلب کے مقام:

فرمایا کہ قلب کے دو مقام ہیں، اول یہ کہ جس قلب کا مقام ایمان ہے اس کی شناخت یہ ہے کہ بندۂ مومن ایسے اُمور سرانجام دیتا ہے جس میں اہل ایمان کی خیر خواہی اور بہتری مضمر ہو اور ہمہ وقت مسلمانوں کی اعانت پر کمربستگی محسوس ہوتی ہو۔ دوسرا مقام نفاق ہے جس کی پہچان یہ ہے کہ وہ نفاق و کینہ پروری میں مشغول رہتا ہے۔

دعویٰ:

فرمایا کہ دعویٰ کرنا تکبر ہے جس کو پہاڑ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

مقامِ اعلیٰ کا مستحق:

فرمایا کہ اُس بندے کے سوا کوئی مقام اعلیٰ حاصل نہیں کر سکتا جو اللہ تبارک وتعالی کے ساتھ موافقت کرتے ہوئے آداب عبودیت کو بہتر طریقہ پر بجالاتا ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالی کے فرائض کو بخوبی انجام دیتا ہے۔ نیک لوگوں کی صحبت میں رہ کر بری صحبتوں سے کنارہ کش رہتا ہے۔

حضرت ابو عبداللہ محمدؒ بن حسین تروغندیؒ

مخالفینِ نفس:

فرمایا کہ مخالفین نفس ہی صوفی وزاہد بن سکتے ہیں۔

کبر سنی میں ذلّت:

فرمایا کہ جو شخص عہدِ شباب میں عبادت سے گریزاں رہتا ہے اللہ تعالی اُس کو کبر سنی میں ذلیل و رسوا کرتا ہے۔

خدمت گزاری:

فرمایا کہ جو شخص صدقِ دلی سے کسی مردِ حق کی ایک دن خدمت کرتا ہے وہ تاحیات اُس دن کی برکت سے فائدہ حاصل کرتا ہے۔ اس سے اُس شخص کے مراتب کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جو تمام عمر صوفیاؒ کی خدمت گزاری میں صَرف کر دیتا ہے۔

حضرت قلب الدین اولیاؒ ابو اسحٰق ابراہیم بن شہریار گازرونیؒ

محاسبہ خورد ونوش:

فرمایا کہ خورد ونوش کے معاملہ میں جو اپنا محاسبہ نہیں کرتا اُس کی مثال جانوروں جیسی ہے۔

Marfat.com

مشاہدۂ غیب:

فرمایا کہ نُورِ الٰہی حصولِ بصیرت کا ذریعہ ہے چونکہ نُورِ آخرت دونوں ہی غیب سے متعلق ہیں اور غیب کا مشاہدہ غیب سے ہی کیا جا سکتا ہے۔

عارف کا عذاب:

فرمایا کہ عارف کے لیے کمترین عذاب یہ ہے کہ اس سے ذکرِ الٰہی کی حلاوت سلب کر لی جاتی ہے۔

معیوب زدہ:

فرمایا کہ اہلِ دُنیا تو انسان کے ظاہری اعتقاد کو دیکھ کر اُس کو معیوب قرار دیتے ہیں لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ باطنی عیوب سے معیوب قرار دیتا ہے۔

بے چارگی:

فرمایا کہ دُنیا کی تمام اشیا کو چھوڑ کر اللہ جل شانہٗ کی جانب رجوع کرتے رہو کیونکہ دین و دُنیا میں اس کی اطاعت کے بغیر چارہ نہیں۔

نصیحت:

فرمایا کہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ رات کو اُٹھ کر وضو کر کے چار رکعت نماز ادا کرے اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم دو ہی رکعت پڑھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو بیدار ہو کر کلمہ شہادت پڑھے۔

انتہائی بدنصیبی:

فرمایا کہ اُنسِ الٰہی اور مناجات سے لذّت حاصل نہ کرنے والے موت کے وقت سب سے زیادہ بدنصیب ہوتے ہیں۔

مخالفینِ اولیاءؒ:

فرمایا کہ دُنیادی بادشاہ سے بغاوت کرنے والے کا مال و اسباب ضبط کر لیا جاتا ہے اور بزرگوں کی مخالفت کرنے والوں کا دین اللہ تبارک وتعالیٰ تباہ کر دیتا ہے۔

Marfat.com

نرغۂ شیطانی و سلطانی:

فرمایا کہ بندہ خوف زدہ کیوں نہ ہو جبکہ ایک طرف نفس و شیطان ہے اور دوسری جانب سلطان اور ان دونوں کے مابین بندہ عاجز و مجبور ہے۔

خوشامدی فتنہ انگیز:

فرمایا کہ خوشامدی لوگوں سے کنارہ کش رہو، اس لیے کہ ان سے مصائب و فتنوں کا ظہور ہوتا ہے۔

جواد و بخیل:

فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں تھیلی کا منہ کھول دینے والے کے لیے اللہ کریم جنت کے دروازے کشادہ کر دیتا ہے اور اُس کی راہ میں بخل کرنے والوں پر جنت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

عذاب و عتاب:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عام بندوں پر عذاب اور خاص بندوں پر عتاب نازل فرماتا ہے۔ جس وقت تک عتاب باقی رہتا ہے محبت بھی باقی رہتی ہے۔

خالی ہاتھ نہ جاؤ:

فرمایا کہ چار طرح کے لوگوں کے سامنے خالی ہاتھ نہ جانا چاہیے، اول اہل و عیال، دوم مریض، سوم صوفیا، چہارم بادشاہ۔

مکافات:

فرمایا کہ کسی کے ساتھ برائی کرنے سے خائف رہو کیونکہ کسی سے بُرائی کرنے والے پر اللہ تبارک وتعالیٰ ایسا شخص مسلط فرما دیتا ہے کہ وہ اس سے بُرائی کا بدلہ لیتا رہتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا ہے، ''اگر تم دوسرے کے ساتھ نیکی کرتے ہو تو حقیقت میں اپنے ہی نفس کے ساتھ کرتے ہو۔''

Marfat.com

شرابِ طہور:

فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کے خزانے میں ایک ایسی شراب ہے جو ہر صبح اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے اولیا کو پلاتا ہے اور وہ ہر قسم کے کھانے پینے سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔

مجاہدات:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجاہدات کی انتہا یہ ہے کہ اپنی تمام سعی و مشقت اس کے سپرد کر دیں جو ہر قسم کی سعی و مشقت سے پاک ہے یعنی اپنے تمام امور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سپرد کر دینے چاہئیں۔

علم و رزق:

فرمایا کہ ہر لحہ علوم شریعت حاصل کرتے رہو کیونکہ اہل طریقت و حقیقت کو کسی حال میں بھی علم سے مفر نہیں اور جب علم حاصل کر لو تو ریا سے پرہیز کرو اور اپنے علم کو مخلوق سے پوشیدہ نہ رکھو۔ اپنے علم پر عمل پیدا ہو کر رضائے حق کے متلاشی رہو کیونکہ بے عمل عالم کی مثال بے رُوح کے جسم جیسی ہے۔ علم کا حصول دُنیا کا ذریعہ بھی نہ بنا۔ جیسا کہ حضور اکرمؐ کا فرمان ہے کہ ''عمل آخرت پر دُنیا کو ترجیح دینے سے عزت ختم ہو جاتی ہے اور اس کا نام اہل جہنم میں درج کر لیا جاتا ہے۔'' یہ بھی یاد رکھو کہ امورِ دُنیاوی سے آخرت طلب کرنے والے کا آخرت میں کوئی حصہ باقی نہیں رہتا۔ حصول علم کے بعد رزقِ حلال حاصل کرنے سے بہتر اور کوئی شے نہیں۔ رزقِ حلال طلب نہ کرنے والے کا کوئی عمل اور دُعا قبول نہیں ہوتی اور اگر تم نے ان سب باتوں پر عمل کر لیا تو پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے زندگی وقف کر دو۔

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ

سماع و رقص:

فرمایا کہ سماع صرف اسی کے لیے جائز ہے جس کو آسمان سے عرش تک اور زمین سے تحت الثریٰ تک کشادگی نظر آتی ہو اور اُس سے تمام حجابات ختم کر دیے گئے ہوں۔ پھر فرمایا کہ اگر تم سے کوئی جماعت یہ سوال کرے کہ تم لوگ اس طرح رقص کیوں کرتے ہو تو جواب دینا کہ گزشتہ بزرگوں کی اتباع میں جن کے ابوالحسن جیسے مراتب تھے۔

Marfat.com

اولیا کا ثواب:

فرمایا کہ ہر عبادت کا ثواب معین ہے لیکن اولیائے کرام کی عبادت کا ثواب نہ مقرر ہے نہ ظاہر بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جتنا اجر دینا چاہے گا دے دے گا۔ لہٰذا بندوں کو چاہیے کہ اللہ عزوجل کے محبوب بن کر ہر وقت اس کی عبادت میں مشغول رہیں۔

اللہ کا پیام:

فرمایا کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تُو غم والم لے کر میرے سامنے آئے گا تو میں تمہیں خود کر دوں گا۔ اگر فقر و نیاز کے ساتھ حاضر ہو گا تو تجھے مالدار بنا دوں گا اور اگر خودی سے کنارہ کشی ہو کر پہنچے گا تو تیرے نفس کو تیرا فرمانبردار کر دوں گا۔

نیکی صفتِ الٰہی:

فرمایا کہ نیک بندہ وہی ہے جو خود کو نیک کہہ کر ظاہر نہ کرے کیونکہ نیکی صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی صفت ہے۔

رسائی کی راہیں:

فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تک رسائی کے لیے بے شمار راستے ہیں یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے جتنی مخلوق پیدا فرمائی ہے اُسی قدر اللہ عزوجل تک رسائی کے راستے بھی ہیں اور ہر مخلوق اپنی بساط کے مطابق ان راہوں پر گامزن رہتی ہے۔ میں نے راہ کو خالی نہیں پایا۔ پھر میں نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دُعا کی کہ مجھے ایسا راستہ بتا دے جس میں تیرے اور میرے سوا کوئی اور نہ ہو، چنانچہ اس نے مجھے وہ راستہ عطا فرما دیا لیکن اس راستہ پر چلنے کی کسی دوسرے میں طاقت نہیں ہے۔

قربِ الٰہی:

فرمایا کہ طالبین الٰہی کے لیے ضروری ہے کہ غم وآلام میں بھی خوشی کے ساتھ اطاعتِ الٰہی کرتے رہیں۔ ایسے عالم میں اطاعت کرنے والوں کو دوسروں کی بہ نسبت بہت جلد قربِ الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

شکرِ نعمت:

فرمایا کہ شکرِ نعمت کے بغیر بندے کو طالبِ جنت نہ ہونا چاہیے کیونکہ اُس کے بغیر جنت کبھی نہیں ملتی۔

حکمت جُدا جُدا:

فرمایا کہ بایزیدؒ کا قول تو یہ ہے کہ میں مقیم ہوں اور نہ مسافر۔ مگر میرا قول یہ ہے میں اللہ جل شانہٗ کی وحدانیت میں مقیم ہوں اور اس کی یکتائی میں سفر کرتا ہوں۔

شدید ترین گرفت:

ایک مرتبہ آپؒ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ان بطش ربک لشدید ''یعنی تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے۔'' فرمایا کہ میری گرفت اس کی گرفت سے بھی شدید ترین ہے اس لیے کہ وہ تو مخلوق کو پکڑتا ہے اور میں نے اُس کا دامن پکڑ رکھا ہے۔

قربِ الٰہی کا تقاضہ:

فرمایا کہ صرف مقامات طے کر لینے سے قربِ الٰہی حاصل نہیں ہو جاتا بلکہ بندے نے جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے لیا ہے، اُس کو واپس کر دے یعنی فنا ہو جائے کیونکہ فنائیت کے بعد ہی ذات خُداوندی سے آگاہی حاصل ہو سکتی ہے۔

اُمتِ محمدیہ کا امتیاز:

فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو افراد ایسے تھے جن میں سے ایک مسلسل ایک سال تک سجدے میں پڑا رہتا تھا اور دوسرا دو سال تک سجدے میں رہتا لیکن امتِ محمدی کی ایک لمحہ کی فکر و مشاہدہ ان دونوں کی سال ود و سال کی عبادت سے کہیں زیادہ ہے۔

قلبِ اولیا کے راز:

فرمایا کہ جو راز قلبِ اولیا میں نہاں ہوتے ہیں اگر وہ ان میں سے ایک راز بھی ظاہر کر دیں تو آسمان وزمین کی تمام مخلوق پریشان ہو جائے۔

Marfat.com

کشف المحجوب:

فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جب وہ لحاف اوڑھ کر لیٹ جاتے ہیں تو چاند تاروں کی رفتار تک اُن کو نظر آتی رہتی ہے۔ ملائکہ بندوں کی نیکی اور بدی لے کر آسمان پر جاتے ہیں، وہ بھی نظر آتے رہتے ہیں۔ یعنی اللہ جل شانہ اپنے کرم سے تمام حجابات ان کی نگاہوں سے اُٹھا دیتا ہے۔

معیارِ دوستی:

فرمایا کہ جس کے قلوب میں مغفرت کی طلب ہو، وہ دوستی کے قابل نہیں۔

لن ترانی:

فرمایا کہ جب حضرت موسیٰؑ ہی سے یہ فرمادیا گیا کہ ''تو ہمیں ہرگز نہیں دیکھ سکتا'' تو پھر اس کا مشاہدہ کرنے کی کس میں مجال ہے۔ لن ترانی فرما کر اُن لوگوں کی زبان بندی کردی گئی جو اس کے دیدار کے متمنی رہتے ہیں۔

ذکر الٰہی کی تاثیر:

فرمایا کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مخصوص بندے اُس کو پکارتے ہیں تو چرند پرند خاموش ہو جاتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ پرندے ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں تو پوری کائنات خوف سے لرزہ براندام ہو جاتی ہے۔

اولیأ سے خوف زدہ ملائکہ:

فرمایا کہ اولیائے کرام پر تین وقت ایسے بھی آتے ہیں جبکہ ملائکہ خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ اول انقباضِ رُوح کے وقت ملک الموت، دوم اندراج اعمال کے وقت کراماً کاتبین، سوم قبر میں نکرین۔

کنارہ کشی کے لیے ایقان:

فرمایا کہ جب تک مجھے یہ ایقانِ کامل نہیں ہوگیا کہ میرا رزق اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ہے اور جس وقت مجھے یہ یقین ہوگیا کہ مخلوق ہر شے سے عاجز ہے اس وقت تک مخلوق سے کنارہ کش نہیں ہوا۔

Marfat.com

نہ حدود نہ فاصلے:

فرمایا کہ اللہ عزوجل نے کچھ بندوں کو وہ طاقت عطا فرمائی ہے جو ایک شب و روز میں مکہ معظمہ پہنچ کر لوٹ بھی آتے ہیں اور بعض ایک لمحے میں یہ فاصلے طے کر لیتے ہیں۔

مقامات و مراتب:

فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ بعض بندوں کو اس مقام پر پہنچا دیتا ہے جہاں سے وہ تمام مقامات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور بعض بندوں کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور بعض بندوں کو وہ مراتب عطا فرماتا ہے کہ وہ اُن کے ذریعے لوحِ محفوظ کا بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

واصل باللہ:

کسی نے آپؒ سے پوچھا کہ واصل باللہ کون لوگ ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ حضور اکرمؐ کے بعد کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوا کیونکہ یہ مرتبہ انبیا کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔

اہل اللہ:

فرمایا کہ اہل اللہ وہ ہیں جو دُنیا سے اس طرح علیحدہ ہو جائیں کہ اہلِ دُنیا کو پتہ بھی نہ چل سکے۔ مخلوق سے وابستگی میں مخلوق اُن سے آگاہ رہے گی۔

حُسنِ گمان:

فرمایا کہ عقل و گمان سے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کو کوئی نہیں پہچان سکتا بلکہ جس قدر بھی جان لیا ہو یہ تصور کرلے کہ کاش میں اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس سے زیادہ جان سکتا۔

مرض میں شفا:

فرمایا کہ سب سے بہتر مریض قلب وہی ہے جو یادِ الٰہی میں بیمار ہوا ہو کیونکہ جو اُس کی یاد میں مریض ہوتا ہے وہ شفایاب بھی ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

مشاہدۂ حق:

فرمایا کہ صدقِ دِل سے عبادت کرنے والوں کو اللہ جل شانہٗ اپنے کرم سے اُن تمام اشیا کا مشاہدہ کروا دیتا ہے جو قابل دید ہوتی ہیں اور وہ باتیں بتا دیتا ہے جو سماعت کے لائق ہوتی ہیں۔

علم:

فرمایا کہ علم کی دو قسمیں ہیں: اول ظاہری، دوئم باطنی۔ علم ظاہری کا تعلق علماً سے ہے اور علم باطنی علمائے باطن کو حاصل ہوتا ہے لیکن علم باطنی سے بھی فزوں تر وہ علم ہے جس کا تعلق اللہ تبارک و تعالیٰ کے سربستہ رازوں سے ہے جس کی مخلوق کو ہوا تک نہیں لگ سکتی۔

طالب و تارکِ دُنیا:

فرمایا کہ دُنیا طلب کرنے والوں پر دُنیا حکمران بن جاتی ہے اور تارک الدنیا دُنیا پر حکومت کرتا ہے۔

فقیری:

فرمایا کہ فقیر وہی ہے جو دُنیا سے بے نیاز ہو جائے کیونکہ یہ فقر سے کم درجہ کی ہیں اور قلب کا اس سے کسی قسم کا واسطہ نہیں۔

طلبِ رزق:

فرمایا کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ اوقاتِ نماز سے قبل تم سے نماز کا طالب نہیں ہوتا تو پھر تم بھی قبل اَز وقت طلب رزق سے احتراز کرو۔

کیفیتِ حال:

فرمایا کہ صاحبِ حال اپنی حالت سے خود بھی بے خبر ہوتا ہے۔ جس حال سے وہ آگاہ ہو جائے اُس کو کسی طرح بھی حال سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کو عمل کہا جائے گا۔

Marfat.com

بخشش کے انداز:

فرمایا کہ جس جماعت میں سے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کسی کو سرفراز کرنا چاہتا ہے اُس کے تصدق میں پوری جماعت کو بخش دیتا ہے۔

انبیاکے جانشین:

فرمایا کہ علماکا یہ دعویٰ غلط ہے ہم جانشین انبیاہیں۔ درحقیقت انبیا کرام کے جانشین اولیاکرام ہیں کیونکہ ان کو علمِ باطن حاصل ہوتا ہے اور حضور اکرمؐ کے اکثر اوصاف ان میں پائے جاتے ہیں مثلاً فقر سخا، امانت ودیانت وغیرہ۔ اس کے علاوہ جس طرح حضور اکرم کو ہمہ وقت دیدارِ الٰہی حاصل تھا۔ جس طرح خیر وشر کو من جانب اللہ تصور فرماتے تھے اور صبر سے کام لیتے تھے۔ مخلوق سے زیادہ ربط وضبط سے کام نہ لیتے تھے۔ پابندیٔ وقت کی کبھی اُن چیزوں سے خائف نہ ہوتے ہیں جن سے مخلوق خوف زدہ رہتی ہے۔ نہ کبھی آپؐ ان چیزوں سے توقعات وابستہ فرماتے ہیں جس سے مخلوق کو توقع ہوتی ہے۔ اسی نوعیت کے اوصاف اولیائے کرام میں بھی پائے جاتے ہیں اسی لیے صحیح معنوں میں جانشین انبیااولیاکرام ہی ہیں۔

عقبیٰ کے قابل:

فرمایا کہ مخلوق کی یہ خواہش رہتی ہے کہ دُنیا سے عقبیٰ کے لائق کوئی چیز ساتھ لے جائیں لیکن فنائیت کے سوا عقبیٰ کے قابل کوئی شے نہیں۔

امام:

فرمایا کہ امام وہی ہے جس نے تمام راہیں طے کرلی ہوں۔

کم از کم:

فرمایا کہ بندوں کو کم از کم اتنا ذِکر الٰہی ضرور کرنا چاہیے کہ تمام احکام شرعیہ کی مکمل تکمیل ہوتی رہے۔ اتنا علم بہت کافی ہے کہ اوامر ونواہی سے کماحقہ واقفیت ہوجائے۔ اتنا یقین بہت کافی ہے جس سے علم حاصل ہوسکے کہ جتنا رزق مقدر ہوچکا ہے ضرور مل کر رہے گا۔ اتنا زہد بہت کافی ہے کہ اپنے مقرر کردہ رزق پر اکتفا کرتے ہوئے زیادہ کی تمنا باقی نہ رہے۔

Marfat.com

علیّین:

فرمایا کہ اگر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کسی کو اس کے مراتب کے اعتبار سے علیّین میں پہنچادے جب بھی اس کی یہ خواہش نہ ہونی چاہیے کہ اس کے احباب بھی علیّین میں داخل ہو جائیں۔

نُور یقین:

فرمایا کہ اگر تم نورِ یقین کے ساتھ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو جاننا چاہو گے تو اُس تک رسائی حاصل کرلو گے۔

ابرِ سفید و سبز:

فرمایا کہ نیکیوں کے ذکر کے وقت ایک سفید ابر برستا رہتا ہے اور ذکرِ الٰہی کے وقت سبز رنگ کے عشق کا بادل برستا ہے۔ نیکیوں کا ذکر عوام کے لیے رحمت اور خواص کے لیے غفلت ہے۔

مومن سے شکوہ نہیں:

فرمایا کہ تین ہستیوں کے علاوہ سب ہی لوگ مسلمان کا شکوہ کرتے رہتے ہیں: اول، اللہ تبارک وتعالیٰ مومن کا شکوہ نہیں کرتا، دوم حضور اکرمؐ شکوہ نہیں فرماتے، سوم ایک مومن دوسرے کا شکوہ نہیں کرتا۔

سفر کی اقسام:

فرمایا کہ سفر کی بھی پانچ اقسام ہیں، (۱) قدموں سے سفر کرنا، (۲) قلب سے سفر کرنا، (۳) ہمت سے سفر کرنا، (۴) دیدار کے ذریعے سفر کرنا، (۵) فنائیتِ نفس کے ساتھ سفر کرنا۔

القدوس کی پاکیزگی کا مشاہدہ:

فرمایا کہ جب میں نے مردانِ حق کے مراتب کا اندازہ کرنے کے لیے جانب عرش نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ وہاں تمام اولیاکرام بے نیاز ہیں۔ یہ بے نیازی ان کے مراتب کا انتہائی درجہ ہے اور یہ درجہ بھی اُس وقت حاصل ہوتا ہے جب بندہ اچھی طرح اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پاکی کا مشاہدہ کرلیتا ہے۔

Marfat.com

مردِ حق:

فرمایا کہ ہزاروں بندے شریعت پر گامزن ہوتے ہیں جب کہیں اُن میں سے صرف ایک بندہ ایسا نکلتا ہے جس کے اطراف میں شریعت بھی گردش کرنے لگتی ہے۔

ننانوے عالم:

فرمایا کہ اللہ عزّ و جل نے اولیا کرام کے لیے ننانوے عالم تخلیق فرمائے ہیں جن میں سے صرف ایک عالم کی وسعت مشرق سے مغرب تک اور عرش سے تحت الثریٰ تک ہے۔ باقی اٹھانوے عالم کے احوال بیان کرنے کے لیے کسی میں لب کشائی کی طاقت نہیں۔

اہل اللہ کا نُور:

فرمایا کہ اہل اللہ کی مثالِ روزِ روشن کی طرح ہے۔ جس طرح دن کو آفتاب کی روشنی درکار ہوتی ہے۔ اولیائے کرام کو آفتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ جس طرح شبِ تاریک کو ماہ و انجم کی روشنی درکار ہوتی ہے، اولیائے کرام اس سے بے نیاز ہوتے ہیں، کیونکہ وہ خود مہ کامل سے زیادہ منوّر ہوتے ہیں۔

اللہ کی رہنمائی:

فرمایا کہ اُس کے لیے راہوں کی طوالت ختم ہو جاتی ہے جس کو اللہ جل شانہٗ راستہ دکھانا چاہتا ہے۔

نُور کی بینائی:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ صوفیا کے قلوب کو نُور کی بینائی عطا فرماتا ہے۔ اس بینائی میں اُس وقت اضافہ ہوتا جاتا ہے جب تک وہ بینائی مکمل ذاتِ الٰہی نہیں بن جاتی۔

اللہ کے چنے ہوئے:

فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ بندوں کو اپنی جانب مدعو کر کے جس پر چاہتا ہے اپنے فضل سے راہیں کشادہ فرما دیتا ہے۔

Marfat.com

اللہ الباقی:

فرمایا کہ بذریعہ معرفت کوئی ملاح پانی کشتی کو غرقابی سے نہیں بچا سکتا، ہزاروں آئے اور غرق ہوتے چلے گئے۔ بس ایک ذاتِ باری تعالیٰ کا وجود باقی رہ گیا۔

جماعت فنافی اللہ:

فرمایا کہ روزِ محشر جب حضور اکرمؐ مخلوق کے معائنے کے لے جنت میں تشریف لے جائیں گے تو ایک جماعت کو دیکھ کر باری تعالیٰ سے سوال کریں گے کہ یہ لوگ کون ہیں؟ اور یہاں کیسے پہنچ گئے؟ کیونکہ فنا فی اللہ ہونے والی جماعت کو ایسی راہوں سے جنت میں پہنچایا جائے گا کہ اُن کو کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔

منازل الی اللہ:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تک رسائی کے لیے ایک ہزار منزلیں ہین جن میں سب سے پہلی منزل کرامت ہے۔ اس منزل سے کم ہمت افراد آگے نہیں بڑھ سکتے اور اگلی منازل سے محروم رہ جاتے ہیں۔

راہِ ہدایت وضلالت:

فرمایا کہ ہدایت وضلالت دونوں جُداگانہ راہیں ہیں۔ ہدایت کی راہ تو اللہ جل شانہٗ تک پہنچا دیتی ہے لیکن ضلالت کی راہ بندے کی جانب سے اللہ کی طرف جاتی ہے۔ لٰہذا جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچ گیا وہ جھوٹا ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ مجھے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تک پہنچایا گیا ہے، وہ اپنے قول نیں ایک حد تک صادق ہے۔

فانی باقی:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو پالینے والا خود باقی نہیں رہتا لیکن وہ کبھی فنا بھی نہیں ہوتا۔

اہل مراتب کی وسعت:

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے مراتب بندے بھی پیدا فرمائے ہیں جن کے قلوب اس قدر وسیع ہیں کہ مشرق ومغرب کی وسعت بھی ان کے مقابلے میں ہیچ ہے۔

Marfat.com

قلوبِ مردہ:

فرمایا کہ مردہ ہیں وہ قلوب جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کی محبت جاگزیں ہو خواہ وہ کتنے ہی عبادت گزار کیوں نہ ہوں۔

دشوار تحفظ:

فرمایا کہ تین چیزوں کا تحفظ بہت دشوار ہے۔اول مخلوق سے اللہ عزوجل کے رازوں کی حفاظت، دوم مخلوق کی بُرائی سے زبان کی حفاظت، سوم پاکیزگی عمل کی حفاظت۔

عظیم ترین:

فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے مابین سب سے بڑا حجاب نفس ہے۔ جس قدر نیک لوگ گزر گئے اُن سب کو نفس سے شکایت رہی حتیٰ کہ حضور اکرمؐ بھی نفس سے شاکی رہتے تھے۔

عدوّ مبین:

فرمایا کہ دین کو جتنا ضرر حریص عالم اور بے عمل زاہد سے پہنچتا ہے اتنا نقصان ابلیس سے بھی نہیں پہنچتا۔

افضل امور:

فرمایا کہ سب سے افضل امور ذکر الٰہی، سخاوت تقویٰ اور صحبت اولیا ہیں۔

کنارہ کشی:

فرمایا کہ اگر تم اہل دُنیا کی نگاہوں سے ایک ہزار میل دُور بھی بھاگنا چاہو گے تو یہ بھی بہت بڑی عبادت ہے اور اس میں بہت سے مفاد مضمر ہیں۔

زیارتِ مومن:

فرمایا کہ مومن کی زیارت کا ثواب ایک سوحج کے مساوی اور ہزار دینار صدقہ دینے سے افضل ہے۔ جس کو کسی مومن کی زیارت نصیب ہو جائے اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہے۔

Marfat.com

پانچ قبلے:

فرمایا کہ قبلے در حقیقت پانچ ہیں۔ پہلو جو مومن کا قبلہ ہے۔ دوسرا بیت المقدس جو حضور اکرمؐ کے سوا گزشتہ تمام انبیا کا قبلہ ہے۔ سوم بیت المعمور یہ آسمانی ملائکہ کا قبلہ ہے۔ چہارم عرش یہ دُعا کا قبلہ ہے۔ پنجم ذاتِ باری تعالیٰ یہ جوانمردوں کا قبلہ ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا، "فاینما تولوا فثم وجہ اللہ"۔ یعنی جس طرف تم منہ پھیرو اسی طرح اللہ موجود ہے۔

جستجو توفیق سے:

فرمایا کہ طالب جب راستہ میں دس مقام پر زہر کھا چکتا ہے تب کہیں گیارہویں جگہ شکر نصیب ہوتا ہے۔ یعنی ابتداً طالبینِ الٰہی کو بے حد تکالیف واذیتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے پھر کہیں قربِ الٰہی میسر آتا ہے۔ جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں مکمل طور پر جستجو کی توفیق عطا نہ فرمادے اُس وقت تک جستجو سے احتراز کرو کیونکہ توفیقِ الٰہی کے بغیر اگر کوئی عمر بھر بھی اس کی جستجو کرتا ہے تب بھی نہیں پاسکتا۔

علم و عمل:

فرمایا کہ نفع بخش علم وہی ہے جس پر عمل کیا جائے اور بہتر عمل وہ ہے جو فرض کر دیا گیا ہے۔

مشاہدۂ الٰہی کے ذرائع:

فرمایا کہ دانشمند لوگ نُورِ قلبی کے ذریعے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا مشاہدہ کرتے ہیں، دوست نُورِ یقین سے دیکھتے ہیں، جوانمرد نُور معائنہ سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ آپؒ نے اللہ عزّ وجل کو کہاں دیکھا؟ تو فرمایا کہ جس مقام پر میں خود کو نہیں دیکھتا وہاں اللہ جل شانہٗ کو دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ اکثر لوگوں نے دعویٰ تو کر دیا لیکن نہیں سوچا کہ یہ دعویٰ اس بات کی دلیل ہے کہ معرفت حاصل نہیں ہوئی بلکہ یہ دعویٰ اُن کے لیے حجاب بن گیا۔

اہلِ حق:

فرمایا کہ حق و باطل کا اندیشہ کرنے والے اہلِ حق نہیں ہو سکتے۔

Marfat.com

احسن عمل:

فرمایا کہ عمل کرنا گو بہتر شے ہے لیکن اتنی واقفیت ہونا ضروری ہے کہ عامل تم خود ہو یا تمہارے پس پردہ کوئی دوسرا ہے۔ عمل وہی اچھا ہے جس کے پس پردہ کوئی دوسرا نہ ہو بلکہ وہ عمل تم خود کر رہے ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی تاجر اپنے مالک کے مال سے تجارت کرتا ہے۔ جب وہ سرمایہ واپس لے لیا جائے تو وہ مفلس ہو کر رہ جائے۔

مٹادے اپنی ہستی کو:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہر جگہ اس طرح حاضر سمجھو کہ تمہارا وجود باقی نہ رہے کیونکہ تم اپنی ہستی کی بقا تک اس کی ہستی سے محروم رہو گے۔

عبادت:

فرمایا کہ عبادت یا تو جسمانی ہوتی ہے یا زبانی یا قلب سے اس کی اطاعت کرنا ہے۔

حصولِ معرفت:

فرمایا کہ معرفت الٰہی ظاہری عبادت ولباس سے حاصل نہیں ہوتی۔ جو لوگ اس کے مدعی ہیں کہ معرفت عبادت ولباس سے حاصل ہو جاتی ہے، وہ آزمائش میں مبتلا ہیں۔

نفس پرستی موجب مصیبت:

فرمایا کہ نفس کی ایک خواہش پوری کرنے والا راو مولا میں ہزارہا تکالیف برداشت کرتا ہے۔

جوانمردی:

فرمایا کہ مخلوق میں تقسیم رزق کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے جوانمردوں کو غم واندوہ عطا فرمایا اور انہوں نے قبول کرلیا۔

Marfat.com

شعارِ اولیأ:

فرمایا کہ اولیا کرام مخلوق سے تنفر ہو کر راہِ مولیٰ میں مگن رہتے ہیں۔ اپنا حال کبھی مخلوق پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ جب اہلِ دُنیا اُن کے مراتب کو پہچان کر شہرت دیتے ہیں تو اُن کا عیش بے نمک کھانے جیسا ہو جاتا ہے۔

صدق دلی:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر فرد کو یہ عطا فرمادے کہ اپنے اعمال کو پس پشت ڈال کر صدق دلی سے ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جائے۔

شاکرِ مقدرات:

فرمایا کہ مقدرات پر شاکر رہنا ایک ہزار مقبول عبادت سے افضل ہے۔

ذاتِ سیّد کائنات:

فرمایا کہ حضور اکرمؐ ایک ایسا بحرِ بیکراں ہیں کہ اگر اُس کا ایک قطرہ بھی باہر آجاتا تو کل کائنات اس میں غرق ہو جاتی۔

بحرِ کرم کا ایک قطرہ:

فرمایا کہ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کے بحرِ کرم کا ایک قطرہ بھی کسی پر ٹپک جائے تو دُنیا میں نہ تو کسی شے کی خواہش باقی رہے، نہ کسی سے بات کرنے کو دِل چاہے اور نہ کسی کی بات سننا گوارا ہو۔

افضل عمل:

فرمایا کہ صوم و صلوٰۃ گو افضل اعمال ہیں لیکن غرور و تکبر قلب سے نکال دینا اس سے بہتر عمل ہے۔

چالیس سالہ عبادت:

فرمایا کہ چالیس سال تک عبادت کرنا ضروری ہے۔ دس سال تو اس لیے کہ زبان میں صداقت و راست بازی پیدا ہو جائے۔ دس سال اس لیے کہ جسم کا بڑھا ہوا گوشت کم ہو جائے۔ دس سال اس لیے کہ

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ سے قلبی لگاؤ پیدا ہو جائے اور دس سال اس لیے کہ تمام احوال درست و اصلاحی ہو جائیں۔ جو شخص اس طرح چالیس سال عبادت کرے گا وہ مراتب میں سب سے بڑھ جائے گا۔

مستوں اور دیوانوں کا راستہ:

فرمایا کہ دُنیا میں مخلوق سے نرمی اختیار کرو۔ مکمل آداب کے ساتھ اتباع سنت کرتے رہو۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ پاکیزگی کی زندگی بسر کرو کیونکہ وہ خود بھی پاک ہے اور پاکیزہ لوگوں کو محبوب رکھتا ہے۔ یہ راستہ مستوں اور دیوانوں کا راستہ ہے۔

موت سے پہلے:

فرمایا کہ موت سے قبل تین چیزیں حاصل کرلو۔ اول یہ کہ حُبِ الٰہی میں اس قدر گریہ وزاری کرو کہ آنکھوں سے آنسوؤں کی بجائے لہو جاری ہو جائے۔ دوم یہ کہ اللہ عزوجل سے اس قدر خائف رہو کہ پیشاب کی جگہ خُون آنے لگے۔ سوم اس کے احکام کی بجاآوری کے ساتھ عبادت میں اس طرح شب بیداری کرو کہ تمام جسم پگھل جائے۔

یادِ الٰہی راسخ کرو:

فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو اس یاد کرو کہ پھر دوبارہ یاد نہ کرنا پڑے یعنی اُس کو کسی وقت بھی فراموش نہ کرو۔

اللہ کہنا:

فرمایا کہ ایک مرتبہ اللہ کہنے سے اس طرح زبان جل جاتی ہے کہ دوبارہ اللہ نہیں کہہ سکتا اور جب اُس کو دوبارہ اللہ کہتے سنو تو سمجھ لو کہ وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تعریف ہے جو اُس زبان پر جاری ہے۔

خیر الحافظین:

فرمایا کہ اگر تمہارے قلب میں یادِ الٰہی باقی ہے تو تمہیں دُنیا کی کوئی شے ضرر نہیں پہنچاسکتی۔ اگر تمہارے قلب میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد باقی نہیں ہے تو لباس فاخرہ بھی سودمند نہیں ہوسکتا۔

Marfat.com

بقا:

فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کے ہمراہ مشاہدہ کرنے کا نام بقا ہے۔

مرد و نامرد:

فرمایا کہ جس کو مخلوق میں تم مرد تصور کرتے ہو وہ اللہ جل شانہٗ کے روبرو نامرد ہے۔ جو مخلوق کے نظروں میں نامرد ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے مرد ہے۔

اللہ سے واقفیت:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کرم سے تو مخلوق کو آگاہ فرمادیا اگر اپنی ذاتِ بابرکات سے آگاہ کرادیتا تو لاالہ الا اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوتا، یعنی ذات الٰہی کی واقفیت کے بعد بندے بحر تحیّر میں اس طرح غرق ہو جاتے کہ کلمہ بھی یاد نہ رہتا۔

صحبت:

فرمایا کہ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو آتشِ محبت سے خاکستر ہو چکے ہوں اور بحر غم میں غرق ہوں۔

درویش:

فرمایا کہ درویش وہی ہے جس میں حرکت وسکون باقی نہ رہے اور نہ مروت وغم سے بہرہ وَر ہو۔

مدعیان معرفت:

فرمایا کہ لوگ صرف صبح وشام عبادت کرنے سے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کی جستجو کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں۔ حقیقت میں اُس کی جستجو کرنے والے وہ ہیں جو ہر لحہ اُس کی تلاش میں رہیں۔

Marfat.com

جذب و مستی:

فرمایا کہ اس طرح سکوت اختیار کرو کہ سوائے اللہ کے اور کچھ منہ سے نہ نکلے۔ قلب میں فکرِ الٰہی کے اور کوئی فکر باقی نہ رہے۔ تمام امورِ دنیاوی سے کنارہ کش ہو کر اپنے اعضا کو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی جانب متوجہ رکھو۔ اس کی عبادت کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

اولیاً:

فرمایا کہ اولیاً کے قلوب مٹ جاتے ہیں۔ ان کے اجسام فنا ہو جاتے ہیں اور اُن کی روحیں جل جاتی ہیں۔

اعمال:

فرمایا کہ اعمال کی مثال شیر جیسی ہے۔ جب بندہ اپنا قدم شیر کی گردن پر رکھتا ہے تو شیر لومڑی کی طرح ہو جاتا ہے یعنی جب عمل پر قابو پالیا جائے تو عمل آسان ہو جاتا ہے۔

عملِ مرید:

فرمایا کہ بزرگوں کا یہ قول ہے کہ جو مرید عمل کے بَل پر عمل کرتا ہے اس کے لیے عمل سود مند نہیں ہوتا۔

راہِ واصل الی اللہ:

فرمایا کہ جنت میں داخلہ کی راہ قریب ہے لیکن واصل الی اللہ ہونے کی راہ دُور ہے۔

حیاتِ جاوداں:

فرمایا کہ دن میں تین ہزار مرتبہ مر کر زندہ ہونا چاہیے پھر ممکن ہے کہ ایسی حیاتِ جاوداں حاصل ہو جائے جس کے بعد موت نہ ہو۔

Marfat.com

ہستی لافنا:

فرمایا کہ جب تم راہ الٰہی میں اپنی ہستی کو فنا کر لو گے تب تمہیں ایسی ہستی مل جائے گی جو فنا ہونے والی نہیں۔

معرفت وشہادت:

فرمایا کہ من جانب اللہ بندے کے لیے ایک ایسا راستہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ خود کو بندے پر ظاہر فرمادیتا ہے۔ یہ ایسا مرتبہ ہے جس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں۔

کرم وراحت:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا کرم اپنے دوستوں کے لیے محفوظ رکھتا ہے اور امن وراحت اپنے معصیت کار بندوں کے لیے وقف فرمادیتا ہے۔

راحتِ منزل:

فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی دوستی اس لیے ضروری ہے جہاں اس کا دوست موجود ہو تو وہ راہ کی تمام تکالیف بھول جاتا ہے اور اس کے قلب کو تقویت حاصل رہتی ہے۔ لہٰذا جب تم قیامت میں اس طرح مسافر بن کر پہنچو گے جہاں اللہ عزوجل تمہارا دوست ہوگا تو تمہیں مسرت حاصل ہوگی۔

مخلوق سے شفقت:

فرمایا کہ جو لوگ مخلوق کے ساتھ شفقت سے پیش نہیں آتے ان کے قلوب میں خالق کی روشنی کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ جو لوگ اپنی حیات کو اُمورِ خداوندی میں صرف نہیں کرتے وہ اتنی آسانی کے ساتھ پل صراط سے گزر نہیں سکتے۔

باسعادت سانس:

فرمایا کہ جس سانس میں بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے خوش ہو جائے، وہ سانس برسوں کے صوم و صلوٰۃ سے افضل ہے۔

Marfat.com

ہر مخلوق حجاب ہے:

فرمایا کہ ہر مخلوق مومن کے لیے حجاب ہے اور نہ جانے مومن اس دام و حجاب میں کب پھنس جائے۔

مومن کی ایذا رسانی:

فرمایا کہ جو بندہ ایک شب و روز اس حال میں گزار دے کہ اس کی ذات سے کسی مسلمان کو اذیت نہ پہنچے تو وہ شخص ایک شب و روز حضور اکرمؐ کی صحبت میں رہا۔ جو شخص کسی دِن مومن کو اذیت پہنچاتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے اُس یوم کی عبادت قبول نہیں فرماتا۔

حیاداری:

فرمایا کہ جو بندہ دُنیا میں اللہ عزّوجل انبیا کرام اور اولیا کرام سے شرم کرتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ عقبیٰ میں اس سے شرم فرماتا ہے۔

قربِ الٰہی کا حصول:

فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں کو قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ اوّل مجرد اور صاحبِ علم کو، دوم صاحبِ سجاد کو، سوم اہل کسب و ہنر کو۔

حقیقی صوفی:

فرمایا کہ نانِ جوئیں کھانے اور ٹاٹ کا لباس پہن لینے ہی سے بندہ صوفی نہیں بن جاتا۔ کیونکہ اگر صوفی بننے کا دار و مدار اس پر موقوف ہوتا تو تمام اون والے اور جو کھانے والے جانور صوفی بن جایا کرتے بلکہ صوفی وہ ہے جس کے قلب میں صداقت اور عمل میں اخلاص ہو۔

اللہ کافی:

فرمایا کہ مجھے مرید کرنے کی خواہش نہیں کیونکہ میں مرشد ہونے کا دعویدار نہیں بلکہ میں تو ہر وقت اللہ کافی کہا کرتا ہوں۔

Marfat.com

پشیمانی محو نہ ہو:

فرمایا کہ اگر تم نے عمر میں ایک مرتبہ بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو آزردہ کیا ہو تو زندگی بھر اس سے معذرت چاہتے رہو۔ اگر وہ اپنی رحمت سے معاف بھی فرمادے تب بھی تمہارے قلب سے یہ داغ حسرت محو نہ ہونا چاہیے کہ تم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو آزردہ کیا ہے۔

قابل صحبت:

فرمایا کہ قابل صحبت وہی ہے جو آنکھ سے اندھی، کان سے بہری اور منہ سے گونگی ہو۔ یعنی ایسے شخص کی صحبت اختیار کرنی چاہیے جو اپنی آنکھ سے اللہ عزوجل کے سوا کسی کو نہ دیکھتا ہو جو اپنے کانوں سے حق کے سوا کوئی بات نہ سُنتا ہوں اور زبان سے حق کے سوا کچھ نہ کہتا ہو۔

مراتب:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بندوں کو یہ تین مراتب عطا فرماتا ہے۔ اول، یہ کہ بندہ دیدار الٰہی سے مشرف ہو کر اللہ اللہ کہتا رہے۔ دوم یہ کہ بندہ عالمِ وجد میں اللہ کو پکارتا پھرے۔ سوم یہ کہ بندہ اللہ کی زبان بن کر اللہ اللہ کہے۔

چار چیزوں سے ربط:

فرمایا کہ بندہ چار چیزوں کے ساتھ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے پیش آتا ہے۔ اول جسمانی، دوم قلبی اعتبار سے، سوم زبان کے ذریعے، چہارم مال کے لحاظ سے، لیکن اگر بندہ صرف جسمانی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت اور زبان سے اس کا ذکر کرتا ہے تو اُس کے لیے بے سود ہوگا کیونکہ قلب کو اُس کے سپرد کرنا اور مال کو اس کی راہ میں خرچ کرنا بہت ضروری ہے۔ جب ان چار چیزوں کو اس کی راہ میں صَرف کرے تو یہ چار چیزیں اللہ جل شانہٗ سے طلب کرے۔ محبت، ہیبت، اللہ عزّوجل کے ساتھ زندگی گزارنا، اس کے رستہ میں یگانگت و موافقت۔

Marfat.com

شجاعت:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر بندے کو کسی نہ کسی شغل سے دوچار کر کے اپنے سے جُدا کر دیا ہے۔ لیکن شجاعت یہ ہے کہ تم تمام چیزوں کو چھوڑ کر اللہ جل شانہٗ کو اس طرح پکڑ لو وہ تمہیں اپنے سے جُدا ہی نہ کر سکے۔

زندہ و مردہ:

فرمایا کہ زمین پر چلنے پھرنے والے لوگ مردہ ہیں اور زمین میں مدفون بہت سے لوگ زندہ ہیں۔

قدرِ ایمان:

فرمایا کہ دریائے غیب میں مخلوق کا ایمان گھاس پھونس کی طرح کوئی اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ ہوا اس کو ساحل پر پھینک دیتی ہے۔

پاکیزگی ذریعہ قرب:

فرمایا کہ علما علم کو، عابدین عبادت کو زاہدین زُہد کو معرفت الٰہی کا ذریعہ تصور کر کے اُس کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ وہ اس لیے بے سود ہوتا ہے کہ قربِ الٰہی کا ذریعہ صرف پاکیزگی ہے اور وہ پاک بے نیاز پاکی ہی کو پسند فرماتا ہے۔

اللہ سے وابستگی:

فرمایا کہ جس کی زندگی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ وابستہ نہیں ہوتی وہ اپنے نفس، قلب اور روح پر قدرت نہیں رکھ سکتا۔

فانی وباقی کا مشاہدہ:

فرمایا کہ اگر فانی وباقی کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہو تو جس طرح بندۂ فانی اللہ تبارک وتعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اسی طرح قیامت میں اُس کے نُور سے اُس کا مشاہدہ کرے گا اور نُور بقا کے ذریعے نُور الٰہی کو دیکھ لے گا۔

Marfat.com

فقط محرم:

فرمایا کہ اولیا کرام صرف اللہ تبارک وتعالی کے محرم ہی کو دیکھتے ہیں جس طرح تمہاری اہلیہ کو کوئی غیر محرم نہیں دیکھ سکتا۔

خدمت گزاری مرشد:

فرمایا کہ مرید اپنے مرشد کی جس قدر خدمت کرتا ہے اس قدر اس کے مراتب بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

اہل اللہ:

فرمایا کہ لوگ تو دریا میں مچھلی پکڑتے ہیں لیکن اللہ والے خشکی میں مچھلی پکڑتے ہیں۔ لوگ تو خشکی پر سوتے ہیں لیکن اہل اللہ دریا میں آرام فرماتے ہیں۔

اِک تمنا:

فرمایا کہ دُنیا میں ہزار تمناؤں کو قربان کر دینے کے بعد آخرت میں صرف ایک تمنا پوری ہوتی ہے۔ ہزار تلخ گھونٹ زہر پی لینے کے بعد شربت کا ایک گھونٹ نصیب ہوتا ہے۔

ظہور الٰہی:

فرمایا کہ فنا و بقاؔ اور مشاہدہ و پاکیزگی موت میں پنہاں ہیں کیونکہ ظہور الٰہی کے بعد سوائے اس کے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

معرفت، حقیقت عین حقیقت:

فرمایا کہ معرفت سے حقیقت تک ایک ہزار منازل ہیں۔ حقیقت سے عین حقیقت تک ایک ہزار ایسے ایسے مقام ہیں کہ ہر مقام پر گزرنے کے لیے عمرِ نوحؑ اور صفائے قلب محمدی کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

قلب کی اقسام:

فرمایا کہ قلب بھی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اول قلبِ فانی جو فقر کا مسکن ہے۔ دوم طالبِ نعمت قلب جو امارات کی آماجگاہ ہے۔ سوم قلبِ باقی جو اللہ عزّوجل کی قیام گاہ ہے۔

بحرِ عشق:

فرمایا کہ بحرِ عشق میں مخلوق کا گزر نہیں اور ایسی درآمد و برآمد بھی ہے جس میں بندے کے علم و کمال کا گزر نہیں۔

ناعاقبت اندیش:

فرمایا کہ ناعاقبت اندیش ہیں وہ لوگ جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو دلیل کے ذریعے شناخت کرنا چاہتے ہیں جبکہ اُس کو اسی کے کرم سے بے دلیل پہچاننے کی ضرورت ہے۔ اس کی معرفت کے لیے تمام دلائل بے سُود ہیں۔

عشاقِ الٰہی:

فرمایا کہ عشاق اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو پالینے کے بعد خود گم ہو جاتے ہیں۔

لوحِ محفوظ:

فرمایا کہ لوحِ محفوظ کا نوشتہ صرف مخلوق کے لیے ہے اس کا تعلق اہل اللہ سے نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اہل اللہ کو وہ چیزیں عطا فرماتا ہے جو لوحِ محفوظ نہیں۔

دائمی مسرت:

فرمایا کہ دُنیا میں غم و آلام برداشت کرتے رہو ممکن ہے کہ اس کے صلے میں آخرت حاصل ہو جائے۔ دُنیا میں گریہ وزاری کرتے رہو تاکہ آخرت میں مسکرا سکو۔ وہاں تمہیں مخاطب کر کے فرمایا جائے گا کہ چونکہ تم دُنیا میں روتے رہے اس لیے آج تمہیں مسرت عطا کی جاتی ہے۔

Marfat.com

حقِ معرفت:

فرمایا کہ تمام انبیاو اولیا دُنیا کے اندر اس غم میں مبتلا رہے کہ کاش اللہ تبارک وتعالیٰ کو جان سکتے۔ لیکن اللہ جل شانہٗ کو جاننے کا جو حق ہے اس طرح نہیں جان سکے۔

انتہائے محبت:

فرمایا کہ محبت کی انتہا یہ ہے کہ اگر کائنات کے تمام سمندروں کا پانی بھی محبت کرنے والے حلق میں انڈیل دیا جائے تب بھی اُس کی تشنگی رفع نہ ہو سکے اور مزید کی خواہش باقی رہے۔ اللہ عزّوجل سے منقطع ہو کر اپنی کرامات پر تکبر نہ کرے۔

شجاعت:

فرمایا کہ شجاعت تو یہ ہے کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کو ایک کرامت اور اس کے مومن بھائی کو ایک ہزار کرامات عطا فرمادے تب بھی وہ اپنی ایک کرامت کو جذبہ ایثار کے تحت اپنے بھائی کی نذر کر دے۔

صلہ محبتِ مخلوق:

ایک مرتبہ لوگوں نے آپؒ سے سوال کیا کہ کیا آپؒ کو موت سے ڈر نہیں لگتا؟ فرمایا کہ مردے موت سے ڈرا نہیں کرتے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی وہ وعید جو بندوں کے لیے فرمائی گئی ہے میرے غم کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور ہر وہ وعدہ جو مخلوق سے آسائش وآرام کا کیا گیا ہے میری اُمید کے مقابلہ میں بے حقیقت ہے۔ اگر تم سے یہ سوال کیا جائے کہ ابوالحسنؒ سے جو فیض تمہیں حاصل ہوا ہے اس کے صلہ میں کیا چاہتے ہو؟ تو تم کیا صلہ طلب کرو گے؟ اس پر ہر فرد نے اپنی خواہشات کے مطابق جواب دیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ اگر مجھ سے یہ سوال کیا جائے کہ تم محبتِ مخلوق کے صلے میں کیا معاوضہ چاہتے ہو؟ تو میں جواب دوں گا کہ میں ان سب کو چاہتا ہوں۔

دوست کی معیت:

ایک مرتبہ آپؒ نے کسی دانشور سے سوال کیا کہ تم اللہ تبارک وتعالیٰ کو دوست رکھتے ہو یا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہیں دوست رکھتا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میں اللہ جل شانہٗ کو دوست رکھتا ہوں۔ آپؒ نے

Marfat.com

فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو اس کی معیت اختیار کیوں نہیں کرتے، اس لیے کہ دوست کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔

سب سے بہتر شے:

ایک مرتبہ آپؒ نے اپنے شاگرد سے پوچھا کہ سب سے اچھی چیز کون سی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے علم نہیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ تم جیسے بے علم کو تو بہت زیادہ خوف زدہ رہنا چاہیے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ سب سے بہتر شے وہ ہے جس میں کوئی برائی نہ ہو۔

بندگی:

مشہور ہے کہ جب لوگوں نے آپؒ سے یہ عرض کیا کہ حضرت جنیدؒ دُنیا میں باہوش آئے اور ہوش کے ساتھ چلے گئے۔ حضرت شبلیؒ مدہوش آئے اور مدہوش چلے گئے۔ آپؒ نے فرمایا اگر ان دونوں سے پوچھا جائے کہ دُنیا سے کس طرح واپس آئے تو یہ کچھ بھی نہ بتا سکیں گے کیونکہ ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کس طرح آیا اور کس طرح واپس ہو گیا۔ آپؒ نے جس وقت یہ جملہ فرمایا تو غیب سے آواز آئی کہ اے ابوالحسن! تُو نے بالکل درست کہا کیونکہ جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے آگاہ ہو جاتا ہے اُسے اللہ جل شانہٗ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ جب لوگوں نے اس جملے کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ زندگی کو نامرادی میں گزارنے کا نام بندگی ہے۔

زندگی کا تصور:

لوگوں نے سوال کیا کہ ہمیں کیا چیزیں اختیار کرنی ہوں گی جس کی بنیاد پر ہم میں بیداری پیدا ہو؟ فرمایا کہ عمر کو ایک سانس سے زیادہ تصور نہ کرو۔

فقر کی علامت:

لوگوں نے پوچھا فقر کی کیا علامت ہے؟ فرمایا کہ قلب پر ایسا رنگ چڑھ جائے جس پر کوئی دوسرا رنگ نہ چڑھ سکے۔

Marfat.com

منزل بہ منزل:

فرمایا کہ پہلا راستہ نیاز کا ہے، اس کے بعد خلوت، اس کے بعد دیدار اور اس کے بعد بیداری ہے۔

حقِ مہمان نوازی:

فرمایا کہ امکانی حد تک مہمان نوازی کرتے رہو۔ اگر مہمان کو دونوں جہاں کی نعمتوں کا لقمہ بنا کر بھی کھلا دو گے جب بھی حقِ مہمانی ادا نہیں ہو سکتا۔

مردِ حق کی زیارت:

فرمایا کہ کسی مردِ حق کی زیارت کے لیے مشرق سے مغرب تک سفر کرنے کی صعوبتوں کا اجر اس کی زیارت سے کم ہے۔

نفس کشی:

فرمایا کہ چالیس سال سے میرا نفس ایک گھونٹ سرد پانی کا خواہش مند ہے لیکن میں نے اسے محروم رکھا ہوا ہے۔

اللہ کی معیت:

فرمایا کہ میں نے ستر سال اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی معیت میں اس طرح گزارے ہیں کہ اس دوران ایک لمحہ بھی اتباعِ نفس نہیں کی۔

حیاتِ مسلم:

فرمایا کہ مسلمان کے لیے ہر جگہ مسجد ہے۔ ہر یوم، یومِ جمعہ اور ہر مہینہ ماہِ صیام ہے۔ لہٰذا بندہ جہاں بھی ہو اللہ تبارک وتعالیٰ کی معیت اختیار کرے۔

ردِ سوال:

فرمایا کہ میں دُنیا سے چار سو دینار کا مقروض ہو کر جانا پسند کرتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ سائل کے سوال کو رَد کردوں۔

Marfat.com

اولیا کی دُنیا:

فرمایا کہ جب قیامت میں مجھ سے سوال ہوگا کہ تُو دُنیا سے کیا لے کر آیا ہے تو میں عرض کروں گا کہ تُو نے دُنیا میں کتے کو میرا ساتھی بنا دیا تھا۔ میں ہر لمحہ اس کی نگرانی میں لگا رہتا تھا کہ وہ مجھے اور دوسرے لوگوں کو کاٹ نہ لے۔ تُو نے مجھے نجاست سے لبریز فطرت عطا فرمائی تھی جس کی پاکیزگی کے لیے میں نے تمام عمر صرف کر دی۔

اعانتِ الٰہی:

فرمایا کہ لوگ تو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! عالم نزع اور قبر میں ہماری اعانت فرمانا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ ہر لمحہ اور ہر گھڑی ہماری اعانت فرما اور میری فریاد رسی فرما۔

کریم کا کرم:

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کیا کہ میں نے محبت میں ساٹھ سال گزار دیے اور آج تک تیری اُمید سے وابستہ ہوں۔ اس پر جواب ملا کہ تُو صرف ساٹھ سال ہی سے ہماری محبت میں گرفتار ہے اور ہم تجھ کو ازل سے اپنا دوست بنائے ہوئے ہیں۔

حکمتِ خداوندی:

فرمایا کہ ایک شب خواب میں مجھ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ کیا یہ چاہتا ہے کہ میں تیرا بن جاؤں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ پھر سوال کیا تیری یہ تمنا ہے تو میرا ہو جائے؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر ارشاد ہوتا کہ تمام گزشتہ لوگوں کو تو یہ تمنا رہی کہ میں اُن کا ہو جاؤں پھر آخر تجھے یہ تمنا کیوں نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ! جو اختیارات تو مجھ کو عطا فرمانا چاہتا ہے اس میں بھی تیری کوئی حکمت یقیناً ہوگی کیونکہ تُو دوسروں کی مرضی کے مطابق کام نہیں کرتا۔

اللہ وارث:

فرمایا کہ جب میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کیا کہ مجھے میرا اصلی رُوپ دکھا دے۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک ٹاٹ کے لباس میں موجود ہوں۔ جب میں نے غور سے دیکھ لینے کے بعد پوچھا کہ کیا میرا

Marfat.com

اصلی رُوپ یہی ہے؟ تو فرمایا گیا کہ تیری اصلی ہیئت یہی ہے۔ پھر جب میں نے پوچھا کہ میری ارادت و محبت اور خشوع و خضوع کہاں چلے گئے؟ فرمایا کہ وہ سب تو ہمارا تھا۔ تیری اصلی حقیقت تو یہی ہے۔

حضرت ابو بکر شبلیؒ

سب سے افضل قلب:

فرمایا کہ دُنیا محبت اور آخرت نعمت کا مکان ہے لیکن اِن دونوں سے قلب بہتر ہے کیونکہ یہ معرفتِ الٰہی کا مکان ہے۔

موحد:

فرمایا کہ فاسق موحد رہبانیت پسند زاہد سے افضل ہے۔

نگاہِ مردِ مومن:

فرمایا کہ جب راستے میں میری نظر مخلوق پر پڑتی ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ ہر نیک بخت کی پیشانی پر لفظِ 'سعید' اور ہر بد بخت کی پیشانی پر لفظ 'شقی' تحریر ہوتا ہے۔

پرہیز:

ایک مرتبہ علالت کے دوران اطباء نے آپؒ کو پرہیز کا مشورہ دیا تو آپؒ نے پوچھا کہ کیا اُس چیز کا پرہیز کروں جو میرا رزق ہے یا اُس چیز کا جو میرے رزق میں داخل نہیں۔ اس لیے کہ جو میرا رزق ہے وہ تو خود ہی مجھے مل جائے گا اور جو میرا رزق نہیں ہے وہ خود ہی نہیں ملے گا۔ اس لیے جو میرا رزق ہے اس میں پرہیز کرنا میرے لیے ممکن نہیں۔

مقصود کی جستجو:

شب بیداری کے دوران نیند کے غلبے کی صورت میں آپؒ آنکھوں میں نمک بھر لیتے تھے۔ جب لوگوں نے آپؒ سے عرض کیا کہ اتنی مقدار میں نمک آپؒ اپنی آنکھوں میں نہ بھرا کریں اس سے بینائی زائل

Marfat.com

ہو جانے کا خطرہ ہے۔ تو آپؒ نے فرمایا کہ نابینا ہو جانے میں میرے لیے کوئی خطرہ نہیں کیونکہ میرا قلب جس شے کا خواہش مند ہے وہ چشمِ ظاہر سے پوشیدہ ہے۔

دُنیا و عقبیٰ سے بے نیازی:

ایک مرتبہ کسی نے آپؒ سے پوچھا کہ دُنیا ذکر و شغل کے لیے ہے اور عقبیٰ احوال کے لیے۔ لہٰذا راحت کس جگہ مل سکتی ہے؟ فرمایا کہ دُنیا کے ذکر و شغل سے بے نیاز ہو جاؤ تاکہ احوال آخرت سے نجات حاصل ہو جائے۔

وہم و عقل سے شناخت:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ وہم و عقل سے جس شے کو شناخت کیا جاسکے، وہ بے سُود اور مصنوعی ہے کیونکہ ذاتِ باری تعالیٰ کی تعریف یہ ہے جو وہم و گمان اور عقل سے بالاتر ہے۔

حقیقی صوفی:

فرمایا کہ حقیقی صوفیاؒ وہی ہیں جو دُنیا میں اس طرح زندگی گزاریں جیسے دُنیا میں آنے سے قبل تھے۔ فرمایا کہ تصوف قوت و حواس کا خیال رکھنے اور انفاس کی نگرانی کا نام ہے۔ صوفی اسی وقت صوفی ہو سکتا ہے جب تمام صوفی مخلوق کو اپنے بچوں جیسا سمجھ کر سب کا بوجھ برداشت کر سکیں۔ جو مخلوق سے منقطع ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس طرح وابستہ ہو جائے جیسے اللہ جل شانہٗ نے حضرت موسیٰؑ کو مخلوق سے جُدا کر دیا تھا۔ جس پر اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا یہ قول صادق ہے، واصطفیتک لنفسی، یعنی ہم نے تم کو اپنے لیے منتخب کر لیا ہے۔ صوفیا کرام ہمیشہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی آغوش کرم میں بچوں کی طرح پرورش پاتے ہیں۔

تصوّف:

فرمایا کہ بارگاہِ الٰہی میں بے علم ہو کر زندگی بسر کرنے کا نام تصوّف ہے۔

مخصوص ذکر:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ سے بذریعہ وحی فرمایا کہ "تو میرا ذکر کرنے والوں کے لیے مخصوص ہے۔"

Marfat.com

محبت کے رنگ:

فرمایا کہ جس شے سے محبت ہو اس کو محبوب کے نام پر خرچ کرنا محبت ہے۔ اگر حُبِ الٰہی کا دعویدار اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا کسی اور شے کا طالب ہو تو محبت کی بجائے اللہ جل شانہ کا مذاق اُڑاتا ہے۔

ہیبت، محبت، شوق:

فرمایا کہ ہیبت الٰہی قلب کو گھلاتی ہے، آتشِ محبت جان کو پگھلاتی ہے اور شوق نفس کو فنا کرتا ہے

غیر موحد:

فرمایا کہ توحید کو اپنی جانب بلانے والا کبھی موحد نہیں ہو سکتا۔

معرفت کی قسمیں:

فرمایا کہ معرفت کی تین قسمیں ہیں، اوّل معرفت الٰہی جو ذکر کی محتاج ہے، دوم معرفتِ نفس جو ادائیگی فرض کی محتاج ہے، سوم معرفتِ باطن یہ تقدیر الٰہی پر رضامندی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

بلاؤں پر عذاب:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جب بلاؤں پر عذاب کرنا چاہتا ہے تو اُن کو قلوب عارفین میں جگہ دے دیتا ہے۔

عارف کی موج:

فرمایا کہ عارف کی شان یہ ہے کہ کبھی تو اپنے جسم پر مچھر نہیں بیٹھنے دیتا اور کبھی پلکوں پر ساتوں افلاک اور زمینوں کو اُٹھالیتا ہے۔

عارف:

فرمایا کہ عارف وہی ہے جو نہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کا مشاہدہ کرے، نہ کسی سے محبت و بات کرے اور نہ کسی کو اپنے نفس کا محافظ تصور کرے۔

Marfat.com

دعوت:

فرمایا کہ دعوت تین طرح کی ہوتی ہے، اول دعوتِ علم، دوم دعوتِ معرفت، سوم دعوت معائنہ۔ دعوتِ علم کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی ذات کے بعد اپنے نفس کی معرفت حاصل کرے۔

علم الیقین حق الیقین:

فرمایا کہ علم یقین کا علم ہمیں پیغمبروں سے حاصل ہوا۔ علم الیقین کا مفہوم یہ ہے کہ جو قلوب میں بلاواسطہ نُورِ ہدایت سے حاصل ہوا ہو۔ حق الیقین یہ ہے کہ اس عالم میں اس حد تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

ہمت:

فرمایا کہ ہمت نام ہے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طلب کا۔ ماسوائے اللہ کی طلب کو ہرگز ہمت کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ اہل ہمت اللہ جل شانہٗ کے سوا کبھی دوسری طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ صاحب ارادت بہت جلد دوسری جانب متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا ہر شے سے استغنا کا نام فقر ہے۔

ادنٰی مقام درویشی:

فرمایا کہ درویشوں کے چار سو مقامات ہیں، جن میں ادنٰی مقام یہ ہے کہ اگر دُنیا کی پوری دولت بھی اُن کو حاصل ہو جائے اور تمام اہل دُنیا اُن کی دولت کو استعمال کریں تب بھی اُن کو دِن کے کھانے کی فکر نہ ہو۔

شریعت وطریقت:

فرمایا کہ عبادت الٰہی شریعت ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طلب طریقت۔

زُہد حقیقی:

فرمایا کہ غفلت کا نام زُہد ہے کیونکہ دُنیا ناچیز ہے۔ اُمورِ ناچیز شے میں زُہد اختیار کرنا غفلت ہے بلکہ یادِ الٰہی میں مخلوق سے بے نیازی کا نام زُہد ہے۔

Marfat.com

صادق:

فرمایا کہ صادق وہی ہے جو حرام شے کو زبان پر نہ رکھے۔اس کا مفہوم یہ ہے اپنی ذات سے بھی تنفّر پیدا ہو جائے۔

مراتبِ عارفین:

لوگوں نے آپؒ سے پوچھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو مراتب عارفین کو عطا فرمائے ہیں ان کا علم کس طرح ہو سکتا ہے؟ آپؒ نے فرمایا کہ جو شے بندے سے پوشیدہ ہو اُس پر بندے کو سکون نہیں مل سکتا۔ جو شے ظاہر ہو اُس سے نااُمیدی نہیں ہو سکتی۔

ظہورِ اُلہیت وعبودیت:

فرمایا کہ بندے کا بندے کی آنکھ میں ظہورِ عبادت اور صفات الٰہی کا ظہور مشاہدہ ہے۔

علامات:

فرمایا کہ لوگوں سے محبت کرنا اخلاص کی علامت ہے۔ ذکرِ الٰہی کے سوا دوسرے ذکر کے لیے لب کشائی وسوسہ ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا ہر شے سے انقطاع حق کی علامت ہے۔ اپنی ضرورت سے زائد مخلوق کی ضروریات پر نظر رکھنا علو ہمتی ہے۔

افضل واشرف سانس:

فرمایا کہ وہ سانس جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہو تمام عالم کے عابدین کی عبادت سے فزُوں تر ہے۔

حقیقی شکر:

فرمایا کہ رات کو ایک گھڑی غفلت کے ساتھ سونے سے عقبیٰ ہزار سالہ راہ سے پیچھے رہ جاتا ہے اور اہل معرفت کے لیے معمولی سی غفلت بھی شرک ہے۔

Marfat.com

اللہ کی پاکیزگی:

فرمایا کہ جس نے اللہ کی پاکیزگی کو پالیا وہ مراتب میں اس بندے سے بڑھ جاتا ہے جس کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمت و مغفرت نے سہارا دیا اور جو اللہ عزوجل سے دُور ہو جاتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بھی اُس سے بُعد اختیار کر لیتا ہے۔

مستحق بلا:

فرمایا کہ وعظ میں عادتاً آنے والوں کے لیے ساعتِ وعظ سُود مند نہیں ہوتی بلکہ وہ بلا کا مستحق ہو جاتا ہے۔

پیہم اطاعت:

فرمایا کہ تم سب ماسوا اللہ سے دست بردار ہو کر ہمیشہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی اطاعت میں سر گرم عمل رہو۔ اگر میں پوری طرح اللہ جل شانہٗ کی ہستی سے واقف ہو جاتا تو اللہ عزوجل کے سوا ہرگز کسی سے خائف نہ ہوتا۔

تمنائے خام:

فرمایا کہ میں نے اپنی ساری زندگی اسی تمنا میں گزار دی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ ایک سانس لے سکوں اور قلب کو بھی خبر نہ ہو سکے لیکن آج تک میری یہ تمنا تشنۂ تکمیل ہے۔

ہائے رے دُنیا:

فرمایا کہ اگر پوری دُنیا کا لقمہ بنا کر شیر خوار بچے کے منہ میں رکھ دیا جائے تب بھی میں سمجھوں گا کہ اس کا پیٹ نہیں بھرا۔ اگر پوری دُنیا میرے قبضہ میں آ جائے اور میں اس کو یہودی کے سپرد کر دوں تو اس کے قبول کر لینے پر میں اس کا ممنون رہوں گا۔

کائنات کی طاقت:

فرمایا کہ کائنات میں ہرگز یہ طاقت نہیں کہ مجھے اپنا بنا کر میرے قلب پر قابو پا سکے۔ پھر بھلا کائنات اس پر کس طرح قابو حاصل کر سکتی ہے جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے واقف ہو۔

Marfat.com

حضرت ابو نصر سراجؒ

عجز:

فرمایا کہ بارگاہِ الٰہی میں اظہار عجز کرنے والے ہمیشہ سرخرو رہیں گے اور آگ کبھی اُن کو جلا نہ سکے گی۔

آتشِ عشق:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ سینۂ عشاق میں ایک ایسی آگ شعلہ فگن رہتی ہے کہ اپنے شعلوں کی لپیٹ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا ہر شے کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔

اہلِ ادب:

فرمایا کہ اہل ادب کی تین قسمیں ہیں، اول وہ ہے جس کو اہلِ دُنیا فصاحت و بلاغت وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ دوسری قسم وہ ہے جن کو اہلِ باطن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک طہارت اور بھیدوں کی حفاظت اور اعضاؤ نفس کا مؤدب بنانا۔ ریاضتِ نفس وغیرہ ادب میں شامل ہے۔ تیسرے گروہ کو خاصانِ الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک تحفظ اوقاتِ ایفائے عہد نفس پر عدم توجہی، مقام حضوری اور مقام قرب میں شائستگی اختیار کرنے کا نام ادب ہے۔

حضرت شیخ ابوالعباس قصابؒ

معرفت، فضل محض:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم سے لوگ سوال کریں کہ کیا تم اللہ شناس ہو تو تم ہرگز یہ نہ کہنا کہ ہم پہچانتے ہیں بلکہ یہ کہنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل سے معرفت عطا فرمادی ہے۔

خُلقِ الٰہی:

فرمایا کہ خُلقِ الٰہی اختیار کرو ورنہ سدا غم و آلام میں گرفتار رہو گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جس کے لیے بھلائی کا خواہاں ہوتا ہے اس کے اعضا کو مکمل علم بنا کر ہر عضو کو سلب کر کے اپنی جانب کھینچ کر نیست

Marfat.com

کر دیتا ہے تاکہ اُس کی نیستی میں اپنی ہستی کا ظہور فرمادے۔ جب بندہ نیست ہو جاتا ہے اور اُس پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ہستی کا ظہور ہوتا ہے تو اپنی صفات کے ذریعہ جب مخلوق کا مشاہدہ کراتا ہے تو وہ بندۂ مخلوق کو میدانِ قدرت میں ایک گیند کی طرح پاتا ہے اور اس گیند کو اللہ تبارک وتعالیٰ گردش دیتا رہتا ہے۔

بندگی میں سلامتی:

فرمایا کہ تمام مخلوق اللہ تبارک وتعالیٰ سے آزادی طلب کرتی رہتی ہے لیکن میں اس سے بندگی کا طالب رہتا ہوں کیونکہ بندہ کی سلامتی اس کی بندگی میں ہی ہے۔ آزادی طلب کرنے سے بندہ ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

مرید ومرشد:

فرمایا کہ مرید مرشد کا آئینہ دار ہوا کرتا ہے اور اس آئینہ میں اس طرح دیکھا جاسکتا ہے جیسے مزید نُورِ ارادت سے مشاہدہ کرتا ہے۔ صحبتِ مرشد کا اجر ایک سو رکعت نفل سے بھی فزوں تر ہے۔

دُنیا اور اُخروی قدر:

فرمایا کہ اہلِ دُنیا کی محبت سے زیادہ ثواب اس چیز میں ہے کہ بھوک میں ایک لقمہ کم کھایا جائے۔ اہلِ دُنیا جس شے کو عزت وتوقیر کی نظروں سے دیکھتے ہیں عقبیٰ میں اُن کی حیثیت ذرہ برابر بھی نہیں۔

خُودی سے دُور:

فرمایا کہ ہر صوفی کسی شے یا مرتبہ کا خواہش مند ہوتا ہے لیکن میں کسی بھی شے اور مرتبے کا خواہاں نہیں ہوں۔ البتہ یہ ضرور چاہتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میری خودی کو مجھ سے دُور فرمادے۔

طاعت ومعصیت کا انحصار:

فرمایا کہ میری طاعت ومعصیت دو چیزوں سے وابستہ ہے۔ اول، جب میں کھانا کھاتا ہوں تو میرے اندر ارتکاب معصیت کا جذبہ رونما ہوتا ہے۔ دوم، کھانا نہ کھانے کی صورت میں جذبۂ عبادت پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہیں کہ کھانے سے عبادت الٰہی سے نفرت اور رغبتِ گناہ پیدا ہوتی ہے اور فاقہ کشی

Marfat.com

سے نفسانی خواہشات ختم ہو جاتی ہیں اور خود بخود عبادت کی جانب قلب متوجہ ہوتا ہے اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ترکِ غذا خود ایسی عبادت ہے جو عبادت کی رغبت پیدا کرتی ہے۔

علمِ ظاہری:

ایک مرتبہ آپؒ علمِ ظاہری پر بحث کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ علم ظاہری وہ جوہر ہے کہ تمام انبیا کرام اس کی ذریعے دعوت دیتے رہے اور اگر اللہ تبارک وتعالیٰ اس جوہر کے ذریعہ حجابِ توحید اُٹھادے تو علمِ ظاہری خود پردہ عدم میں روپوش ہو جائے۔

تُم مردہ ہو:

فرمایا کہ حضورِ اکرمؐ ہر گز مردہ نہیں ہیں بلکہ تُم خود مردہ ہو اسی لیے تمہاری آنکھیں انہیں مردہ دیکھتی ہیں۔

اہلِ عبودیت:

فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے دُنیا میں ایسے لوگ بھی پیدا فرمائے ہیں جنہوں نے دُنیا کے ہر عیش و راحت کو اہلِ دُنیا کے لیے چھوڑ دیا اور عقبیٰ کی تمام راحتیں اہلِ عقبیٰ کے لیے چھوڑ دیں اور خود اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا ہر شے سے بے نیاز ہو گئے۔ اُن کو اس پر فخر بھی ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے بارگاہِ ربوبیت میں مرتبہ عبودیت عطا فرما کے اپنا بندہ ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔ اس لیے ہمیں دین و دُنیا میں اس کے سوا کسی دوسری شے کی احتیاج باقی نہیں رہی۔

خوش نصیب:

فرمایا کہ بندوں میں سب سے زیادہ خوش نصیب وہ بندہ ہے جس کو اللہ جل شانہٗ اپنے کرم سے اُس کی ہستی پر آگاہ فرمادے۔

صحبت وزیارت:

فرمایا کہ نیکوں کی صحبت اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ تمہیں ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے جن کی صحبت ظاہر و باطن کو نُورِ معرفت سے مجلّٰی کر دے۔

Marfat.com

ہزاروں میں ایک:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہزار بندوں میں سے صرف کسی ایک ہی کو اپنے قرب سے نوازتا ہے۔

دُنیا نجس ہے:

فرمایا کہ دُنیا تو نجس ہے لیکن وہ قلب اس سے بھی زیادہ نجس ہے جس نے دُنیا کی محبت اختیار کرلی۔

مقربین کا شیوہ:

فرمایا کہ قربِ الٰہی میں رہنے والے بندے مخلوق سے دُور رہتے ہیں اور مخلوق کو اُن کے احوال کا پتہ نہیں چلتا۔

من وتو:

فرمایا کہ من وتو کا جھگڑا باقی رہتا ہے اس وقت تک اشارات وعبارات بھی ظاہر رہتی ہے لیکن جب یہ فرق ختم ہو جاتا ہے تو اشارات وعبارات یکسر ختم ہو جاتے ہیں۔

اللہ شناس:

فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے کما حقہٗ واقف ہونے والوں میں یہ قوت باقی نہیں رہتی کہ وہ خود کو اللہ شناس کہہ سکیں۔

ہمہ وقت فیضان:

فرمایا کہ شب وروز میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں جس میں بندوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیضان نہ ہوتا ہو۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا دوسری شے کے طلبگار درحقیقت دوخداؤں کے پرستار ہوتے ہیں۔

طلبِ ادب:

فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ تم لوگ میرا ادب کرو کیونکہ بہت ہی کم شعور ہے وہ ماں جو اپنے شیر خوار بچے سے ادب کی طالب ہو۔

Marfat.com

ابلیس کا حساب:

فرمایا کہ اگر اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ محشر میں تمام مخلوق کا حساب میرے سپرد کر دے تو میں مخلوق کو چھوڑ کر تمام حساب کتاب ابلیس ہی سے کروں گا لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ بات ممکن نہیں۔

جوانمردوں کا مقام:

فرمایا کہ جہاں اللہ تبارک و تعالیٰ کا قیام ہے وہاں ارواح کے سوا کسی کا گزر ممکن نہیں بعض لوگوں نے پوچھا کہ قیامت میں جب تمام لوگ فردوس و جہنم میں جا چکے ہوں گے تو جواں مرد کہاں ہوں گے؟ فرمایا کہ جوانمردوں کے لیے دُنیا و عقبیٰ میں جگہ نہیں۔

حضرت ابواسحٰق ابراہیم بن احمد خواصؒ

توکل:

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے جنگل میں حضرت خضرؑ کو مرغ کی طرح اُڑتے دیکھ کر اس نیت سے اپنا سر جھکا لیا کہ کہیں میں توکل میں فرق نہ آجائے۔ اس عمل کے بعد حضرتِ خضرؑ نے نیچے اُتر کر مجھ سے فرمایا کہ اگر تم میری جانب دیکھ لیتے تو تُم سے ملاقات کرنے نہ اُترتا اور جس وقت میرے پاس تشریف لائے تو میں نے توکل کی حفاظت میں انہیں سلام تک نہ کیا۔

عالمِ باعمل:

فرمایا کہ علم کی زیادتی کی وجہ سے عالم نہیں بنتا بلکہ عالم وہ ہے جو اپنے علم کے مطابق عمل پیرا ہو کر اتباعِ سنّت میں سرگرم عمل ہو خواہ اس کا علم کتنا ہی قلیل کیوں نہ ہو۔

علم کا انحصار:

فرمایا کہ مکمل علم کا انحصار صرف دو کلموں پر موقوف ہے۔ اول، یہ کہ جس شے کا اللہ نے تمہیں مکلّف بنایا ہے اس میں تکلیف برداشت نہ کرو، دوم یہ کہ جو شے اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہارے اوپر لازمی قرار دی ہے اس کی ادائیگی میں نہ تو کوتاہی کرو اور نہ اُس کو ضائع ہونے دو۔

Marfat.com

دعویٰ معرفت:

فرمایا کہ جو بندہ معرفتِ الٰہی کا دعویدار بن کر ماسوااللہ سے سکون حاصل کرتا ہے اس کو شدید ابتلاً میں گرفتار کر دیا جاتا ہے۔ جب وہ گڑگڑا کر پناہ طلب کرتا ہے تو اس کی مصیبت رفع کر دی جاتی ہے اور جو بندہ معرفت الٰہی کا دعویدار بن کر مخلوق سے ربط وضبط ترک نہیں کرتا، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دُور کر کے لالچی قرار دے دیتا ہے اور اُس کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے کہ مخلوق بھی اُس سے نفرت کرنے لگتی ہے۔ وہ دین ودُنیا میں کہیں کا نہیں رہتا اور سوائے ندامت کے اُس کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔

متوکل:

فرمایا کہ صحیح معنوں میں متوکل وہی ہے جس کے توکل کا اثر دوسروں پر بھی پڑے اور اُس کی صحبت اختیار کرنے والا بھی متوکل بن جائے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ ثابت قدم رہنے والا ہی متوکل ہو سکتا ہے۔

صبر:

فرمایا کہ قرآن وحدیث کے احکام کے مطابق استقلال کے ساتھ بندگی کرنے کا نام صبر ہے۔

اخلاص:

فرمایا کہ مراعات سے مراقبہ اور مراقبہ سے ظاہر وباطن میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔

محبت:

فرمایا کہ تمام خواہشات کو فنا کر دینے اور بشری تقاضوں کو جلا ڈالنے کا نام محبت ہے۔

علاجِ قلب:

فرمایا کہ قلب کا علاج پانچ چیزوں میں مضمر ہے۔ اول قرآن حکیم کو غور وفکر کے ساتھ تلاوت کرنا، دوم شکم سیر ہو کر کھانا نہ کھانا، سوم تمام رات عبادت میں مشغول رہنا، چہارم سحر کے وقت بارگاہِ میں دُعا وگریہ زاری کرنا، پنجم صالحین ونیکوکاروں کی صحبت اختیار کرنا۔

Marfat.com

اللہ کی تلاش:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو گریہ سحر میں تلاش کرو۔ اگر گریہ سحری میں تلاش نہ کرسکے تو پھر تم اُس کو کہیں نہ پا سکو گے۔

حضرت مشاد دینوریؒ

بارگاہِ خداوندی:

فرمایا کہ بارگاہِ خداوندی وہیں ہے جہاں تمہارا وجود باقی نہ رہے۔

بتوں کی قسمیں:

فرمایا کہ بتوں کی بھی مختلف قسمیں ہیں۔ بعض لوگ نفس کو بت بنا کر اسی کی پرستش کرتے ہیں، بعض دولت کو بُت بنا کر اس کے پجاری بنے ہوئے ہیں، بعض صنعت و تجارت کو بُت سمجھ کر اُس کی پرستش میں گرفتار ہیں۔ بعض صوم وصلوٰۃ وزکوٰۃ کو بُت تصور کر کے اُس کے پجاری بنے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ پوری مخلوق کسی نہ کسی شے کی پرستش میں گرفتار ہے۔ کسی کو بھی پرستش سے مفر نہیں۔ البتہ اُس شخص کو کسی شے کا پرستار نہیں کہا جاسکتا جو اپنے نفس کی نیکی وبدی پر نفس کی موافقت نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ نفس کو ہدف ملامت بنائے رہتا ہے۔

تقاضہ مریدی:

فرمایا کہ مرید کے لیے مرشد کی خدمت اور اپنے بھائیوں کا ادب ضروری ہے اور تمام خواہشاتِ نفس سے کنارہ کش ہو کر اتباعِ سنّت لازمی ہے۔

اطاعتِ مرشد کے فیوض:

فرمایا کہ میں نے اس وقت تک کسی بزرگ سے ملاقات نہیں کی جب تک اپنے تمام علوم و حالات کو ترک نہیں کر دیا۔ جب ان چیزوں سے دستبردار ہو کر کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اُس کے اقوال

Marfat.com

کو غور سے سننے کے بعد اُن کی برکتوں سے فیوض حاصل کیے۔ اس کے صلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے ان مراتب سے سرفراز فرمایا۔

بے سُود صحبت:

فرمایا کہ اگر کوئی ادنیٰ سی قدر وخودی کے ساتھ بزرگوں سے ملتا ہے تو اس کے لیے بزرگوں کے اقوال وصحبت سب بے سود ہیں۔

علائق کے اسباب:

فرمایا کہ اہلِ خیر کی صحبت سے قلب میں صلح وخیر پیدا ہوتی ہے اور اہلِ شر کی صحبت قلب کو فتنہ و فساد کی جانب مائل کر دیتی ہے۔

علائق کے اسباب:

فرمایا کہ علائق کے تین اسباب ہیں: اول اُن اشیا کی جانب رغبت جن کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جیسا کہ الانسان حریص علی ما منع یعنی انسان اسی شے کی حرص کرتا ہے جس سے اُس کو منع کیا جائے، دوم گذشتہ لوگوں کے حالات پر غور کرنا، سوم فراغت کو زائل کر دینا۔

بہترین وقت:

فرمایا کہ انسان کے لیے وہ وقت بہترین ہوتا ہے جس میں وہ مخلوق سے کنارہ کش ہو کر خالق سے نزدیک تر ہو جاتا ہے اور ان اشیا سے قلب کو خالی کر لیتا ہے جن کی جانب سے مخلوق کا رجحان ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جو اشیا اہلِ دُنیا کے نزدیک پسندیدہ ہیں وہ اشیا ہرگز پسندیدگی کے قابل نہیں ہیں۔

معرفت کا خلاصہ:

فرمایا کہ اگر کوئی متقدمین ومتاخرین کے اعمال وحکمت کو مجمع کر کے ولی سادات ہونے کا دعویدار ہو تو اس کو کسی طرح بھی عارفین کا مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ معرفت کا خلاصہ یہی ہے کہ بندہ خلوصِ قلب سے اللہ کے کہنے کے ساتھ فقر واحتیاج اختیار کرے۔

Marfat.com

معرفت کی قسمیں:

فرمایا کہ معرفت کی تین قسمیں ہیں، اول تمام امور میں غور کرنا کہ ان کو کس انداز سے قائم کیا گیا ہے۔ دوم، مقدرات کے سلسلہ میں غور کرنا یہ ان کو کس طرح مقدر کیا گیا ہے، سوم مخلوق کے بارے میں یہ غور کرنا کہ ان کی تخلیق کس طرح عمل میں آئی۔

تصوّف:

فرمایا کہ تصوّف اختیار وعدم اختیار کے اظہار کا نام ہے۔ لغو چیزوں کو ترک دینے کا نام بھی تصوف ہے۔

توکل:

فرمایا کہ جس شے پر نفس وقلب راغب ہو اُس کو ترک کر دینا توکل ہے۔

فقر:

فرمایا کہ حالتِ بھوک میں نماز پڑھنا اور جب طاقت نہ رہے تو سوجانے کا نام فقر ہے۔ تین چیزوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ درویش کو خالی نہیں رکھتا، یا تو قوت عطا فرمادیتا ہے یا موت سے ہمکنار کر دیتا ہے تاکہ ہر شے سے چھٹکارا حاصل ہو جائے۔

حضرت ابواسحٰق ابراہیمؒ

صحبت اولیاً:

فرمایا کہ صحبت اولیاً سے کنارہ کشی کرنے والا ایسے جھوٹے دعووں میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اُس کی وجہ سے ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ضمانت:

فرمایا کہ تواضع بزرگی کی اور قناعت آزادی کی ضامن ہے۔

Marfat.com

خائف:

فرمایا کہ خائف رہنے والے کے قلب میں دُنیا کی محبت اور شہوت باقی نہیں رہتی۔

توکل ایک راز:

فرمایا کہ توکل بندے اور اللہ عزوجل کے درمیان ایک ایسا راز ہے جس کو کبھی ظاہر نہ کرنا چاہیے۔

مسجد میں عبادت:

فرمایا کہ جو شخص مسجد میں اللہ جل شانہٗ کی یاد زیادہ کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو جنت میں اپنے دیدار مبارک سے مشرف فرمائے گا۔

حضرت ابو بکر صیدلانیؒ

کارخانۂ حکمت:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دُنیا کو ایک کارخانۂ حکمت بنایا ہے اور ہر فرد اپنی استعداد و کشف کے مطابق فیوض سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

صحبت:

فرمایا کہ انسان کے لیے اللہ جل شانہٗ کی صحبت اختیار کرنا بہت ضروری ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو اللہ کے دوست ہوں۔ اس کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تک پہنچا کر دونوں عالم کی مرادیں پوری کرواسکیں۔

عالم اور علم:

فرمایا کہ عالم اوامر ونواہی کی پابندی کے ساتھ اپنے علم کی روشنی میں جہالت کی تاریکیوں سے دُور ہو جاتا ہے۔ جو علوم اللہ جل شانہٗ سے جُدا کر دیں اُن کی جانب کبھی متوجہ نہ ہونا، بربادی کا باعث بن جاتا ہے۔

Marfat.com

صدق:

فرمایا کہ جس نے اپنے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے مابین صدق اختیار کیا، وہ مخلوق سے چھٹکارا پا گیا۔

اللہ تک رسائی:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس قدر مخلوقات تخلیق فرمائی ہیں اسی قدر اپنی جانب آنے کی راہیں بھی بنائی ہیں۔ ہر فرد اپنی استعداد کے مطابق کسی ایک راستے پر گامزن ہو کر اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

بندے کی جانب راہ:

فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی جانب سے تو بندے کی جانب راہ ہے لیکن بندے کی جانب سے اللہ عزوجل کی طرف راہ نہیں ہے۔

خالق سے ہم نشینی:

فرمایا کہ خالق کے ساتھ زیادہ ہم نشینی اختیار کرتے ہوئے مخلوق سے رابطہ کم کر دو۔

دوسروں کی فضیلت:

فرمایا کہ سب سے بہتر وہ بندہ ہے جو دوسروں کو اپنے سے افضل تصور کرے اور یہ سمجھ لے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی جانب سے بہت سی جانے والی راہوں میں سب سے بہتر اُسی کی راہ ہے۔

احسانات خداوندی:

فرمایا کہ بندہ حالت توکل میں اپنے نفس کی کوتاہیوں پر نگاہ رکھتے ہوئے اللہ جل شانہٗ کے احسانات کو پیش نظر رکھے۔

Marfat.com

محافظت:

فرمایا کہ ہر بندے کے لیے ضروری ہے کہ اپنی حرکات و سکنات کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے وقف کر دے۔ شدید ضرورت کے بغیر اپنی حرکات و سکنات کو کبھی دُنیا کے لیے استعمال نہ کرے اور ہمیشہ اپنی زبان کو لغو باتوں سے محفوظ رکھے۔

قلب کی زندگی:

فرمایا کہ مرید کی زندگی فنائے نفس اور حیاتِ قلب میں مضمر ہے کیونکہ قلب کی زندگی نفس کی موت بن جاتی ہے۔ اعانتِ خداوندی کے بغیر انسان کو نفس امارہ سے کبھی رہائی حاصل نہیں ہو سکتی۔

دوستی ارادے سے:

فرمایا کہ جب تک بندہ اعتقاد و ارادے کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دوستی حاصل نہیں کر لیتا اور ماسوا اللہ سے بے نیاز نہیں ہو جاتا اُس وقت تک نفس کے شر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

نفس سے رہائی:

فرمایا کہ بندے کے لیے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ وہ نفس کی قید سے رہائی حاصل کرے کیونکہ نفس ہی اللہ اور بندے کے درمیان سب سے بڑا حجاب ہے اور جب تک نفس مردہ نہیں ہو جاتا اُس وقت تک اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔

موت ایک دروازہ:

فرمایا کہ آخرت کے دروازوں میں سے موت بھی ایک دروازہ ہے جس کے بغیر اللہ جل شانہٗ تک رسائی ممکن نہیں۔

کائنات ایک حجاب:

فرمایا کہ ساری کائنات میرے لیے ایک حجاب و دشمن ہے لیکن اس میں، میں کیا کر سکتا ہوں؟

Marfat.com

نمود و ریا:

فرمایا کہ جس نیک کام میں نمود و ریا کی جھلک ہو اس پر فخر نہ کرو۔

ہمت:

فرمایا کہ ہمیشہ ہمت پر نظر رکھو کیونکہ ہمت ہی ہر شے کی پیش رو ہے اور ہمت ہی تمام کاروبار کا انحصار ہے اور تمام چیزیں صرف ہمت ہی کے ذریعہ حاصل کی جا سکتی ہیں۔

حضرت ابو حمزہ محمدؒ بن ابراہیم بغدادیؒ

فقراء کی دوستی:

فرمایا کہ فقراء کی دوستی اس قدر دشوار ہے کہ سوائے صدیقین کے ان کی دوستی کا کوئی بھی متحمل نہیں ہو سکتا۔

راہِ مولا:

فرمایا کہ کسی کو اللہ جل شانہٗ نے اپنا راستہ دکھانا ہوتا ہے تو اس کے لیے راہِ مولا پر چلنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ جو شخص اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا راستہ دلائل و واسطے سے اختیار کرنا چاہتا ہے وہ کبھی تو صحیح راستے پر آ جاتا ہے اور کبھی غلط راستے پر گامزن ہو جاتا ہے۔

کریم کا کرم:

فرمایا کہ جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کرم سے مندرجہ ذیل تین چیزیں عطا فرما دے، وہ بہت سی بلاؤں سے نجات پا جاتا ہے۔ اول خالی پیٹ رہنا، دوم قناعت اختیار کرنا، سوم ہمیشہ فقر پر قائم رہنا۔

سچا صوفی:

فرمایا کہ سچے صوفی کی شناخت یہ ہے کہ وہ عزت کے بعد ذلت، امارت کے بعد فقر اور شہرت کے بعد گمنامی اختیار کرے اور جو اس کے برعکس ہے وہ جھوٹا صوفی ہے۔

Marfat.com

فاقہ کشی کا تحفہ:

فرمایا کہ فاقہ کشی کے عالم میں، میں کیا کرتا ہوں؟ کہ یہ بھی اللہ کی جانب سے ایک تحفہ ہے جس کو قبول کرنا ضروری ہے اور جب یہ بات میرے علم میں آئی کہ دُنیا میں مجھ سے زیادہ فاقے کسی پر نہیں ہوئے تو میں بخوشی فاقہ کشی برداشت کر کے اس کے ساتھ موافقت اختیار کرتا ہوں۔

حضرت شیخ ابو علی دقاقؒ

ذاتی عداوت:

فرمایا کہ اپنے ذاتی مفاد کے لیے مخلوق سے دشمنی مت کرو کیونکہ ذاتی دشمنی سے اپنی خودی کا دعویٰ کرنا ہے حالانکہ تم خود کچھ بھی نہیں بلکہ دوسرے کی ملکیت ہو اور خودی کے دعویدار بن جانے کے بعد گویا تم اس بات کے بھی دعویدار ہو گئے کہ نہ تو تم ہیچ ہو اور نہ تم لوگ دوسروں کی ملکیت۔ ایسی صورت میں تمہیں ثابت کرنا پڑے گا کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارا مالک نہیں تو پھر کون مالک ہے؟

گزران:

فرمایا کہ اُس مرد کی طرح زندگی گزارو جسے مرے ہوئے تین دن ہو گئے۔

معیارِ عشق:

فرمایا کہ جو محبوب کے مکان پر جاروب کش نہ بن سکے اس کا شمار عشاق میں نہیں ہو سکتا۔

مقامِ مرشد:

فرمایا کہ مرشد کی مخالفت مرشد کے تعلق کو منقطع کر دیتی ہے۔ جو مرید اپنے مرشد کے قول وفعل پر معترض ہوا ہے اُس کے لیے مرشد کے صحبت بے سُود ہے۔ مرشد کی نافرمانی کرنے والے کی توبہ کبھی قبول نہیں ہوتی۔

سوئے ادبی:

فرمایا کہ سوئے ادبی ایک ایسا شکر ہے جس کا ثمر مردود ہوتا ہے۔

Marfat.com

وسیلہ:

فرمایا کہ استاد اور مرشد کے وسیلے کے بغیر کوئی بندہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ جو شخص ابتدا میں اُستاد و مرشد کی اتباع نہیں کرتا وہ جب تک کسی کامل اُستاد و مرشد کو اپنا رہنما نہیں بنا لیتا اس وقت تک طریقت سے محروم رہتا ہے۔

اولیا کی کیفیات:

فرمایا کہ بارگاہ کے دروازے تک تو خدمت و بزرگی ہے لیکن بارگاہ میں داخلے کے بعد ایک رعب طاری ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد مقام قرب سے افسردگی رہتی ہے۔ اس کے بعد فنائیت رہتی ہے۔ یہ وجہ ہے کہ ریاضت و مجاہدات سے اولیا کرام کے حالات سکون و راحت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اُن کی ظاہری حالت پہلے جیسے حالت سے تبدیل ہو جاتی ہے۔

ہم و غم:

فرمایا کہ جو مرید ابتدا میں ہم و غم سے کنارہ کش رہتا ہے وہ انتہا میں جا کر ہمت چھوڑ بیٹھتا ہے۔ یہاں ہم و غم سے مراد خود کو ظاہری عبادات میں مشغول کرنا ہے اور ہمت کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے باطن کو مراقبہ کے ساتھ جمع رکھے۔

مسرتِ وجدان وطلب:

فرمایا کہ مسرتِ طلب، وجدان و دریافت کی مسرت سے اس لیے زیادہ ہے کہ مسرت وجدان میں جان کا خطرہ ہے اور مسرتِ طلب میں وصال کی اُمید۔

وصال کی کسوٹی:

فرمایا کہ وصال صرف ریاضت اور جدوجہد سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک فطری شے ہے جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''ہم اُن سب کو دوست رکھتے ہیں، وہ سب ہم کو دوست رکھتے ہیں''۔ اس جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عبادت وطاعت کا ذکر نہیں کیا بلکہ صرف محبت کو بیان فرمایا ہے۔ (یحبھم و یحبونہٗ)

Marfat.com

اہلِ جہنم سے بڑی مصیبت:

فرمایا کہ میری آج کل کی مصیبت کل کی دوزخ کی مصیبت سے زیادہ ہے کیونکہ قیامت میں تو محض اہل جہنم کا ہی ثواب فوت ہوگا لیکن میرا آج کا نقد وقت مشاہدہ الٰہی میں فوت ہو رہا ہے اس لیے میری مصیبت اہلِ جہنم کی مصیبت سے زیادہ ہے۔

فوز العظیم:

فرمایا کہ حرام چیزوں کو چھوڑ دینے والا جہنم سے نجات پائے گا اور مشتبہ اشیأ سے احتراز کرنے والا داخل جنت ہوگا۔ زیادہ کی ہوس سے کنارہ کشی کرنے والا واصل الی اللہ ہو جائے گا۔

عطائے بے طلب:

فرمایا کہ جو شے من جانب اللہ بندوں کو بے طلب حاصل ہوتی ہے اُس سے رُوح منور ہو جاتی ہے۔

محاسبہ:

فرمایا کہ اگر کوئی ظاہری چیز کا مطالبہ کرے تو اس سے محاسبہ کیا جائے گا لیکن اگر کوئی غائب چیز کا مطالبہ کرتا ہے تو محاسبہ سے بچ جائے گا۔

قدرت وطاقت کا اظہار:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بندوں پر عذاب فرماتا ہے تو یہ بھی اُس کی قدرت وطاقت کا اظہار ہے کیونکہ بندے اسی کے مستحق ہیں۔ اگر وہ بخش دیتا ہے تو اس کی رحمت ظاہر ہوتی ہے۔ اُس کی رحمت کے مقابلے میں تمام دُنیا کے گناہ ذرا برابر بھی وقعت نہیں رکھتے۔

بدنصیب:

فرمایا کہ بدنصیب ہے وہ شخص جو آخرت کو دُنیا کے مقابلے میں فروخت کر دے۔

Marfat.com

خرید وفروخت:

فرمایا کہ جب تم بہشت کے لیے اللہ عزوجل کے ہاتھ فروخت کر چکے ہو تو تمہارے لیے یہ زیبا نہیں کہ تم اس کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کردو۔ اس لیے نہ تو خرید وفروخت جائز ہے اور نہ دوسروں کے ساتھ معاملہ کرنے میں تمہیں کوئی فائدہ ہوگا۔

مراتب:

فرمایا کہ مراتب بھی تین قسم کے ہیں۔ اول سوال، دوئم دُعا اور سوئم ثنا۔ سوال تو دُنیا طلب کرنے والے کے لیے ہے، دُعا آخرت کے طالبین کے لیے ہے اور ثنا صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے طالب کے واسطے۔

سخاوت کے درجات:

فرمایا کہ سخاوت کے بھی تین درجے ہیں۔ اول سخا، دوئم جود، سوئم ایثار۔ جو شخص اللہ جل شانہٗ کو اپنے نفس کے لیے قبول کرے اُس کو صاحبِ سخا کہا جائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کو قلب کے لیے قبول کرے اُس کو صاحبِ جود کہا جائے گا اور جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو اپنی جان کے لیے قبول کرے وہ صاحبِ ایثار۔

گونگا شیطان:

فرمایا کہ حق گوئی سے خاموش رہنے والا گونگے شیطان کی طرح ہوتا ہے۔

شاہوں کی صحبت:

فرمایا کہ شاہوں کی صحبت سے احتراز کرو کیونکہ اُن کا مزاج بچوں جیسا ہوتا ہے اور اُن کا دبدبہ شیر جیسا۔

تواضع:

فرمایا کہ امرا کی تواضع فقرا کے لیے دیانت ہے اور فقرا کی تواضع امرا کے لیے خیانت ہے۔

Marfat.com

معلوم کی طلب:

فرمایا کہ جب طالب علم کے لیے ملائکہ پَر بچھاتے ہیں تو اندازہ کرنا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ علم کے صلہ میں اس کو کیا کچھ نہیں عطا فرمائے گا۔ جس طرح علم کی طلب فرض ہے اسی طرح معلوم کی طلب بھی فرض عین ہے۔

مرید کی تعریف:

فرمایا کہ مرید اُس کو کہا جائے گا جو ہوائے نفس اور سونے کو ترک کر دے۔ جس طرح حضور اکرمؐ معراج سے واپسی کے بعد آخر عمر تک کبھی نہیں سوئے کیونکہ آپؐ مکمل قلب بن چکے تھے۔ پھر فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے صاحب زادے حضرت اسمٰعیلؑ سے فرمایا کہ مجھے خواب میں تمہیں ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو حضرت اسمٰعیلؑ نے عرض کیا کہ نہ آپؑ سوتے نہ خواب دیکھتے۔

دیدارِ الٰہی:

فرمایا کہ دیدارِ الٰہی دُنیا میں رموز و اسرار کے ذریعہ ہوتا ہے لیکن عقبیٰ میں بصارت کے ذریعے۔

حضرت شیخ ابو علی محمدؒ بن عبدالوہابؒ

بن مرشد کے راہ نہیں ملتے:

فرمایا کہ اگر کوئی مکمل علوم پر دسترس حاصل کر کے اولیا کرام کی صحبت میں رہے پھر بھی اُس وقت تک اُس کو اولیا کرام کا رتبہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ کسی مرشدِ کامل کی ہدایت کے مطابق ریاضتِ نفس نہ کرے، ادب سیکھنے والوں کو پہلے خدمت و صحبت کے فوائد سے آگاہ کیا جاتا ہے اور ممنوعہ چیزوں سے روک کر اعمال کی بُرائیوں سے واقف کرایا جاتا ہے۔ فریب نفس و خود بینی پر اس کو تنبیہ کی جاتی ہے۔ جو شخص ان افعال پر کاربند نہیں ہوتا وہ ایسا غافل ہے جس کی اتباع کسی چیز میں نہ کرنی چاہیے اور جو خود ہی راستی سے آگاہ نہ ہو اُس سے راستی کی اُمید رکھنا بے سود ہے اور جو ادب ہی سے ناواقف ہو اُس سے ادب طلب کرنا مہمل اور بے معنی ہے۔ جو شخص صحبت میں رہنے کے باوجود مرشد کا ادب نہیں کرتا وہ مرشد کے فیوض و برکات سے محروم رہتا ہے۔

Marfat.com

باطنی خلوص:

فرمایا کہ شخص اعمال و افعال کی درستگی اور اتباع سنّت کا خواہاں ہو، اُس کے لیے باطنی خلوص کا حصول بہت ضروری ہے۔

چار ضروری باتیں:

فرمایا کہ مردانِ حق کے لیے چار باتیں بہت ضروری ہیں۔ اول، قول میں صداقت۔ دوم مودت میں صداقت، سوئم امانت میں صداقت، چہارم عمل میں صداقت۔

علم:

فرمایا کہ علم حیاتِ قلوب ہے کیونکہ یہ جہالت کی تاریکیوں سے دُور رکھتا ہے۔ علم آنکھ کا نُور ہے اس لیے کہ تاریکیوں میں منّور رہتا ہے۔

دُنیا:

فرمایا کہ دُنیا میں مشغولیت تباہی ہے اور دُنیا سے منہ پھیر لینا حسرت ہے۔

دین و دُنیا:

فرمایا کہ دین کو دُنیا کے معاوضہ میں فروخت نہ کرو۔

کل تک:

فرمایا کہ ایک ایسا دَور بھی آنے والا ہے جب منافقین کی صحبت سے مومنین مسرور ہوں گے۔

حضرت ابو علی احمد بن محمدؒ رودباریؒ

سکون:

فرمایا کہ میں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ مجھے سکون عطا فرما تو نِدا آئی کہ سکون تو علم میں مضمر ہے۔

Marfat.com

تصوّف اور صوفی:

آپؒ نے فرمایا کہ ادنٰی لباس استعمال کرنا، نفس پر ظلم کرنا، تارک الدّنیا ہو جانا اور اتباعِ سنّت کا نام تصوّف ہے اور صوفی وہی ہوتا ہے جو دس فاقوں کے بعد بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناشکری کا مرتکب نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ درِالٰہی کے علاوہ تمام دَر چھوڑ دینے کا نام تصوّف ہے اور صوفی وہ ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ سو مرتبہ سے بھی زائد مرتبہ راندۂ درگاہ کر دے لیکن وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے اپنا رشتہ قائم رکھے۔

بیم ورجا:

فرمایا کہ بیم ورجا اختیار کی حد تک ہونا چاہیے کیونکہ یہ دونوں چیزیں بندوں کے لیے ایسی ہیں جیسے مرغ کے دو بازو ہوتے ہیں کہ اگر ایک بازو بھی بیکار ہو جائے تو دوسرا یقیناً ناقص ہو جاتا ہے۔ بیم ورجا کو اختیار نہ کرنا شرک کے مترادف ہے۔ اللہ جل شانہٗ کے سوا کسی غیر سے خوف زدہ نہ ہونے کا نام بیم اور کسی سے توقع نہ رکھنے کا نام رجا ہے۔

توحید وایقان:

فرمایا کہ استقامتِ قلب کا نام توحید ہے اور ایقان کامل کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو سب سے زیادہ قوی تصور کرتا ہے۔

اولیائے کرام وہمت:

فرمایا کہ اولیائے کرام ہمت کو اس لیے محبوب رکھتے ہیں کہ اہلِ ہمت ان کو محبوب تصور کرتے ہیں۔

اہلِ دیدار:

فرمایا کہ ہم اس راہ میں ایسے مقام پر پہنچ گئے ہیں جو تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے اور ذرا سی لغزش جہنم واصل کر سکتی ہے۔ اگر ہمیں دیدار میسّر نہ ہو تو ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔

Marfat.com

راز:

فرمایا کہ جس طرح انبیا کرام کو اظہارِ معجزات کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح اولیا کرام پر کرامات کی پوشیدگی بھی فرض کی گئی ہے۔ان مراتب سے کسی کو بھی باخبر نہیں کیا جاتا۔

راہِ توحید:

فرمایا کہ راہِ توحید پر گامزن ہونے والے جہنم سے نجات حاصل کر لیتے ہیں اور قلب کو بھی حکمت اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب کوئی دُنیا اور دولتِ دُنیا سے متنفر ہو جاتا ہے۔

نفس و رُوح:

فرمایا کہ نفس کے ذریعہ مذمت اور رُوح کے ذریعہ مکاشفہ حاصل ہوتا ہے۔

باعثِ آفات:

فرمایا کہ میں سماع سے اس لیے چھٹکارا چاہتا ہوں کہ اس میں کثیر آفات مضمر ہوتی ہیں۔ہمیشہ تین ہی چیزیں مصیبت میں مبتلا کرتی ہیں۔اول طبیعت کی بیماری، دوئم ایک ہی عادت پر قائم رہنا، سوئم بری صحبت۔طبیعت کی بیماری کا مفہوم تو یہ ہے کہ حرام اور مشتبہ چیزیں استعمال کرے۔عادت کا مرض یہ ہے کہ میری طرف نظر رکھتے ہوئے غیبت کرے اور سُنے۔اور صحبت کی بیماری یہ ہے کہ بُرے لوگوں کی صحبت اختیار کرے۔

نفل کی چار چیزیں:

فرمایا کہ بندہ نفل کی چار چیزوں سے کبھی خالی نہیں ہوتا۔اول لائق شکر نعمت ہے، دوم ایسی سنت جو ذکر کا باعث ہوتی ہے، سوئم ایسی صحبت جو صبر کا باعث ہو، چہارم ایسی ذلت جو استغفار کا باعث ہو۔

حیا:

فرمایا کہ حیا قلب کے لیے ناصح ہوتی ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے حیا کرنا تمام اچھائیوں سے زیادہ اچھائی ہے۔

Marfat.com

حالتِ سماع:

فرمایا کہ حالتِ سماع میں مشاہدۂ محبوب کے باعث وجد و اسرار منکشف ہونے لگتے ہیں۔

صفت و موصوف:

فرمایا کہ صفت و موصوف کے مابین ایسا رشتہ ہے جس میں صفت پر نظر ڈالنے کے بعد محجوب ہونا پڑتا ہے اور موصوف پر نظر ڈالنے والا محبوب ہو جاتا ہے۔

صحبت:

فرمایا کہ بُروں کی صحبت نیکوں کے لیے آفت ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم جعفریؒ

صوفی:

فرمایا کہ حقیقت میں صوفی وہی ہے جو مخلوق سے کنارہ کش ہو کر صرف خالق کا ہو رہے اور اُس کے حصولِ قرب کے بعد قربِ مخلوق سے بے نیاز ہو جائے۔

توفیق:

فرمایا کہ توفیق و عنایت الٰہی کے بغیر موافقت و محبت کا اظہار نہیں ہوتا اور ماسوا اللہ کو ترک کیے بغیر وصالِ الٰہی حاصل نہیں ہوتا۔

حقیقت کا دعویدار:

فرمایا کہ جو شخص حقیقتِ اشیا کا دعویدار ہو اُس کے دلائل و شواہد اُس کو جھوٹا ثابت کر دیتے ہیں۔

حالتِ مشاہدہ میں فکر:

فرمایا کہ حالتِ مشاہدہ میں ایک لمحہ کی فکر بھی ہزار مقبول حجوں سے افضل ہے۔

Marfat.com

زُہد:

فرمایا کہ میں نے اکثر و بیشتر صوفیائے کرام سے زُہد کی تعریف پوچھی تو سب نے یہی کہا کہ مرغوب اشیأ کے ترک کر دینے کا نام زُہد ہے۔

ملامتی:

ایک مرتبہ لوگوں نے آپؒ سے سوال کیا کہ ملامتی کون ہے؟ آپؒ نے ضرب لگا کر فرمایا کہ اگر موجودہ دَور میں پیغمبروں کا جواز ہوتا تو فرقہ ملامتیوں میں سے بھی ایک پیغمبر ضرور ہوتا۔

سماع:

فرمایا کہ سماع کے لیے ایسی دائمی تشنگی و اشتیاق کی ضرورت ہے کہ جس قدر بھی پانی پیا جائے تشنگی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور یہ سلسلہ کبھی منقطع نہ ہو۔

واصل الی اللہ:

فرمایا کہ جو صوفی واصل الی اللہ ہو جاتا ہے تو اس کے اوپر حوادث کا اثر نہیں پڑتا۔

صوفی و تصوّف:

فرمایا کہ صوفی ہی ہے جو عدم کے بعد موجود نہ رہے اور وجود کے بعد معدوم نہ دیکھے۔ مخالفین کی کدُورت سے قلب کو صاف رکھنے کا نام تصوّف ہے۔ پھر فرمایا کہ پریشانیاں اور تفرقہ صرف ہستی کے ساتھ ہی وابستہ ہے لیکن جب صوفی نیست ہو جاتا ہے تو اس کو اللہ کے سوا نہ تو کچھ نظر آتا ہے اور نہ کسی سے بات کرتا ہے۔

حضرت شیخ ابو عثمان سعید بن سلام مغربیؒ

سماع:

آپؒ نے فرمایا کہ جس کے اندر پرندوں کے چہچہانے اور درختوں کے ہلنے کے ساتھ ہوا چلنے سے کیفیتِ سماع پیدا نہ ہو تو وہ اپنے دعویٰ سماع میں کاذب ہے۔

Marfat.com

ذاکرِ حقیقی:

فرمایا کہ ذاکرِ حقیقی کو اللہ تبارک وتعالیٰ وہ نُور عطا فرمادیتا ہے جس کے ذریعہ وہ ہستی کے ذرے ذرے کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے اور ایسی لذّت سے ہمکنار ہو جاتا ہے کہ فنائیت کو ترجیح دینے لگتا ہے۔ اس لیے اس میں لذّت کی قوت برداشت باقی نہیں رہتی حتیٰ کہ آپؒ بھی جب اس لذّت کو برداشت نہ کر سکے تو خلوت سے نکل کر ہر سمت دوڑتے ہوئے فرماتے جاتے کہ ذاکر کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے علم میں کلمۂ لاالٰہ الااللہ کو شامل کرلے۔ اُسی کلمے کی اعانت سے اپنے قلب میں سے ہر نیک وبد کا خیال نکال پھینکے اور شمشیرِ عبرت سے ان خیالات کا سر قلم کردے کیونکہ اللہ تبارکؔ وتعالیٰ اِن چیزوں سے جُدا ہے۔

مدارجِ عارفین وذاکرین:

آپؒ نے فرمایا کہ عارف وذاکر کے سو مدارج موت سے بھی زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ موت بھی ان کو ذکر ومعرفت سے علیحدہ نہیں کرسکتی۔

اللہ تک رسائی:

فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تک رسائی کے لیے دو راہیں ہیں۔ اول نبوت، دوم اتباعِ نبوت۔ نبوت کا سلسلہ تو منقطع ہو چکا للذا اتباعِ نبوت طالبین حق کے لیے الی اللہ ہونا ممکن نہیں۔

خلوت:

فرمایا کہ جو شخص خلوت اختیار کرنا چاہے اُس کے لیے ضروری ہے کہ یادِ الٰہی کے لیے ہر شے کی یاد کو اپنے قلب سے خارج کردے۔ رضائے الٰہی کا طالب ہو کر خواہشاتِ نفس کو ترک کردے۔ جو ان عملوں پر کاربند نہیں ہو سکتا اُس کے لیے خلوت مصیبت بن جاتی ہے۔

ذرہ برابر دُنیا:

فرمایا کہ جس وقت تک قلبِ طالب میں ذرہ برابر بھی نفس ودُنیا کی محبت باقی رہتی ہے اُس کو خاصانِ الٰہی کا درجہ حاصل نہیں ہوتا۔

Marfat.com

دعویدار:

فرمایا کہ گناہ گار دعویٰ کرنے والے سے اس لیے بہتر ہوتا ہے کہ وہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے لیکن مدعی اپنے دعوے میں خود ہی اسیر رہتا ہے۔

مالداروں کا کھانا:

فرمایا کہ جو شخص خواہش و حرص کی وجہ سے مالداروں کا کھانا کھاتا ہے اُس کو نہ فلاح میسر آتی ہے اور نہ وہ اس سلسلہ میں کوئی عذر پیش کر سکتا ہے اور مخلوق کی جانب متوجہ ہونے والا اپنے احوال کو ضائع کر دیتا ہے۔

مالداروں سے محبت:

فرمایا کہ فقراء سے محبت منقطع کر کے مالداروں سے محبت کرنے والوں کو اندھا کر دیا جاتا ہے۔

مجاہدے کی مثال:

فرمایا کہ مرد کے مجاہدے کی مثال قلب کی پاکیزگی کے لیے ایسی ہوتی ہے جیسے کسی سے یہ کہا جائے کہ فلاں درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دے لیکن وہ اس کو اکھاڑنے پر قدرت رکھتے ہوئے بھی نہیں اکھاڑ سکتا۔ اگر وہ اسی خیال سے توقف کرتا ہے کہ جب مجھ میں قوت آجائے گی اس وقت اس کو اُکھاڑ دوں گا تو یہ تصور بھی اس لیے غلط ہے کہ وہ جس قدر بھی توقف کرے گا خود کمزور ہوتا جائے گا اور درخت قوی ہوتا رہے گا۔

راہِ سلوک:

فرمایا کہ خالق و مخلوق کی ماہیت سے واقفیت کا نام معرفت ہے۔

بہترین عمل:

فرمایا کہ بہترین عمل وہ ہے جو علم کے مطابق ہو۔

Marfat.com

حقیقی اعتکاف:

فرمایا کہ سب سے بڑا اعتکاف یہ ہے کہ ہمیشہ اوامر ونواہی کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

ضد سے پہچان:

فرمایا کہ ہر شے کو اُس کی ضد ہی سے پہچانا جاتا ہے اس لیے جب تک صاحبِ اخلاص ریا کی بُرائی سے واقف نہ ہو، اخلاص کی اچھائی بھی نہیں سمجھ سکتا۔

مردِ حق:

آپؒ نے فرمایا کہ مرد وہی ہے جو خوف کی جگہ خوف اور رجا کی جگہ رجا اختیار کرے۔

مشاہدے کے بعد اتباع:

فرمایا کہ اوامر کے مشاہدے کے بعد اتباعِ اوامر کا نام عبودیت ہے۔

شوق کی علامت:

فرمایا کہ عیش وراحت میں موت کو یاد رکھنا شوق کی علامت ہے۔

عجائباتِ قدرت کا مشاہدہ:

فرمایا کہ عارفین کو وہ نُور اور علم معرفت عطا کیا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ عجائبات قدرت کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔

بندۂ ربانی بندہ حمانی:

فرمایا کہ بندۂ ربانی چالیس یوم تک کھانا نہیں کھاتا اور بندہ حمانی اسی یوم بھوکا رہتا ہے۔

اولیا کرام سے عقیدت:

فرمایا کہ اولیائے کرام کے ماننے والوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ اولیائے کرام ہی میں شامل کر دیتا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوالعباس نہاوندیؒ

فقر و تصوّف:

فرمایا کہ فقر کی انتہا تصوف کی ابتدا ہوتی ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن صائغؒ

اہل محبت:

فرمایا کہ اہل محبت آتشِ عشق میں بھی ان لوگوں سے زیادہ خوش رہتے ہیں جو جنت کے عیش سے خوش ہوتے ہیں۔

ہلاکت:

فرمایا کہ اپنی ذات کو محبوب رکھنا ہلاکت کی نشانی ہے۔

حالتِ خوف:

فرمایا کہ جو حالت خوف کی وجہ سے ہوتی ہے وہی حالت ذوقِ حال سے رونما ہوتی ہے۔ خوف کو اختیار کرنے والا نفس سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔

فسادِ طبع:

فرمایا کہ فساد طبع کی علامت یہ ہے کہ خواہشات و آرزو میں گرفتار رہے۔

حضرت ابوالقاسم نصر آبادیؒ

دو نسبتیں:

فرمایا کہ بندہ دو نسبتوں کے مابین محصور ہے۔ ایک نسبتِ آدم ہے جو شہوت و آفت کا موجب ہونے کی وجہ سے نسبتِ بشریت سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ نسبت محشر میں منقطع ہو جائے گی۔ لیکن دوسری

Marfat.com

نسبت جو حق تعالیٰ سے منسلک ہے اور جس کے ذریعہ کشف وولایت حاصل ہوتی ہے اس کا تعلق عبودیت سے ہے اور یہ نسبت کبھی منقطع نہیں ہوتی کیونکہ جب باری تعالیٰ بندے کی نسبت اپنی جانب سے منسوب کر لیتا ہے تو بندے پر کسی قسم کا غم وخوف باقی نہیں رہتا اور وہ اس آیت کا مصداق بن جاتا ہے، لا خوف علیکم الیوم و الا انتم تحزنون۔

اللہ سے وابستگی:

فرمایا کہ جس نے اپنے آپ کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ وابستہ کر لیا وہ فتنہ وفساد اور وساوسِ شیطانی سے نجات پا گیا۔ جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد رکھنے کی صلاحیت وقدرت ہوتی ہے، وہ کبھی پریشان نہیں ہوتا۔

تربیتِ مرید:

فرمایا کہ علوم ظاہری کے ذریعہ مرید کو راستہ دکھانے کی بجائے علوم باطنی سے تربیت دینی چاہیے۔

حال میں خیال:

فرمایا کہ جب بندے پر من جانب اللہ کوئی شے وارد ہونے لگے تو اُس کے لیے فردوس و جہنم کو نظر انداز کر دینا ضروری ہے۔ جب اُس حال سے واپس ہو تو اُس شے کو عزیز خیال کرے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عزت عطا کی ہو۔

موافقت:

فرمایا کہ موافقت امر نیک ہے اور اس امر کی موافقت اس سے بھی افضل۔ جس کو اللہ جل شانہٗ کی موافقت عطا ہو جاتی ہے وہ کبھی اس کی مخالفت نہیں کرتا۔

تعارف:

فرمایا کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم کو صفت سے آگاہ کرنا چاہا تو فرمایا کہ عصی آدم ربہ، اور جب اپنی صفت بیان کرنا مقصود ہوئی تو فرمایا ان اللہ اصطفی آدم۔

Marfat.com

اصحاب کہف:

فرمایا چونکہ اصحابِ کہف بلاواسطہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر ایمان لائے اس لیے وہ جوانمرد کہلانے کے مستحق ہیں۔

غیرتِ خداوندی:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ غیور ہے اور اُس کی غیرت کا تقاضہ یہ ہے کہ جب تک وہ کسی کو توفیق دُعا نہ کرے اس کی جانب متوجہ نہیں ہو سکتا۔

دلیل:

فرمایا کہ مصنوعات کا وجود ہی صانع کی دلیل ہے۔

مراحلِ مراد:

فرمایا کہ اتباعِ سنت سے معرفت، ادائیگی فرض سے قربت اور نوافل سے محبت حاصل ہوتی ہے۔

آداب:

فرمایا کہ جو شخص خود نفس کو مؤدب نہ بنا سکے اُس کو واقفِ ادب نہیں کہا جا سکتا۔ جو قلب کے آداب سے ناآشنا ہو وہ کبھی ادب سے واقف نہیں ہو سکتا اور جو ادبِ رُوح سے نابلد ہو اُس کو کبھی قرب حاصل نہیں ہوتا۔

عورتوں کی صحبت:

ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا کہ بعض مرد عورتوں کی صحبت میں بیٹھ کر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اُن کو دیکھنے کے باوجود معصوم ہیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ جب تک نفس موجود ہے اُس وقت تک اوامر ونواہی کی پابندی ضروری ہے اور اس سے کسی کو بھی بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ایسے مقامات پر کبھی ڈھٹائی سے کام نہ لینا چاہیے جب تک حرمت سے رُوگرداں نہ ہو۔

Marfat.com

تقویٰ:

پوچھا گیا کہ تقویٰ کی تعریف کیا ہے؟ فرمایا ماسوا اللہ سے گریز کرنے کا نام تقویٰ ہے۔

محبت کا اثر:

پوچھا گیا کہ ہم آپؒ کے اندر اللہ عزوجل کی محبت کا اثر نہیں پاتے۔ فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن میں آتشِ محبت میں جلتا رہتا ہوں۔ فرمایا کہ اہلِ محبت کا اللہ جل شانہٗ کے ساتھ ایک ہی سا حال رہتا ہے اگر آگے قدم اُٹھائیں تو غرق ہو جائیں اور اگر پیچھے ہٹیں تو نادم ہوں۔

راحت:

فرمایا کہ راحت عتاب سے لبریز ظرف ہے۔

سماع:

فرمایا کہ ہر شے کے لیے ایک قوت ہوا کرتی ہے لیکن رُوح کی قوت سماع ہے۔

برکتیں:

قلب جو کچھ حاصل کرتا ہے اُس کی برکتیں جسم پر ظاہر ہوتی ہیں اور رُوح جو کچھ حاصل کرتی ہے اُس کی برکتیں قلب پر وارد ہوتی ہیں۔

جسم ایک قید خانہ:

فرمایا کہ جسم بندے کے لیے ایک قید خانہ ہے اور جب تک وہ اس سے باہر نہیں آجاتا سکون حاصل نہیں ہو سکتا اور نفس کی ذلت جسم کی قید سے نجات عطا کر دیتی ہے۔

ذکر کی ابتدا و انتہا:

فرمایا کہ ابتدا میں تو یادِ الٰہی کی تمیز باقی رہتی ہے لیکن انتہا میں یہ تمیز بھی ختم ہو جاتی ہے۔

نورِ تصرف:

فرمایا کہ تصوف نورِ الٰہی میں سے ایک ایسا نور ہے جو حق کی دلیل ہوا کرتا ہے۔

Marfat.com

خوف ورجا:

فرمایا کہ رجا بندگی کی جانب مائل کرتی ہے اور خوف معصیت ونافرمانی سے دُور کر دیتا ہے اور یہی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے راستے کے لیے مراقبہ ہے۔

حضرت ابوالفضل سرخسیؒ

عبودیت:

فرمایا کہ عبودیت کی حقیقت دو چیزوں پر منحصر ہے اول تو یہ کہ خود کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا محتاج تصور کرو کیونکہ یہی عبودیت کی بنیاد ہے اور دوسرے اتباعِ سُنّت کرتے رہو کیونکہ اس میں راحتِ نفس نہیں ہے۔

حضرت الہ العباس السیاوریؒ

حجابِ مشاہدہ:

فرمایا کہ لالچ کی تاریکی نُورِ مشاہدہ کے لیے حجاب بن جاتی ہے۔

صبر جمیل:

فرمایا کہ جب تک مومن اپنی ذلت پر اس طرح صبر نہیں کرتا جس طرح اپنی عزت پر صابر رہتا ہے اُس وقت تک اُس کے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔

حکمت کا اجرا:

فرمایا کہ سچے لوگوں کی زبان پر اللہ تبارک وتعالیٰ علم وحکمت کا اجرا فرما دیتا ہے۔

بقدرِ مراتب:

فرمایا کہ انبیا کرام کو خطرات، اولیائے کرام کو وسواس، عوام کو انکار اور عشاق کے لیے عزائم ہوا کرتے ہیں۔

Marfat.com

رب مہربان تو سب مہربان:

فرمایا کہ جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی مہربانی ہوتی ہے اُس پر لوگ بھی مہربان رہتے ہیں۔ لیکن جس پر قہر نازل ہوتا ہے لوگ بھی اُس سے دُور بھاگتے ہیں۔

موحد:

فرمایا کہ معارف سے باہر آنے کا نام معرفت ہے۔ توحید کی تعریف یہ ہے کہ سوائے اللہ جل شانہ کے قلب میں کسی کا گزر نہ ہو یعنی توحید کا غلبہ اس حد تک فنروں ہو جائے کہ جو شے قلب میں داخل ہو اُس پر توحید کا رنگ چڑھ جائے۔ موحد وہی ہے جو بحرِ توحید میں غرق ہو کر خود بھی احد کی شکل اختیار کرے۔ جیسا کہ فرمایا گیا کنت لہٗ سمعا و بصرا۔ یعنی ہم اُس کی سماعت و بصارت بن جاتے ہیں۔

مشاہدے میں غفلت:

فرمایا کہ حالتِ مشاہدہ میں غافل کو کبھی لذّت حاصل نہیں ہوتی کیونکہ حسن کا مشاہدہ فنا کا نام ہے۔

شانِ گدائی:

جس وقت لوگوں نے آپؒ سے سوال کیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے کیا طلب کرتے ہیں؟ فرمایا کہ وہ کچھ بھی دیدے کیونکہ میں تو گدا ہوں اور گدا کو جو کچھ مل جائے وہی اُس کے لیے غنیمت ہے۔

بہترین ریاضت:

لوگوں نے سوال کیا کہ مرید کے لیے بہترین ریاضت کون سی ہے؟ فرمایا کہ شریعت کے احکام پر صبر، ممنوعہ اشیأ سے احتراز اور عارفین کی صحبت افضل ترین ریاضتیں ہیں۔

کرامت و استدراج:

فرمایا کہ عطا کی دو قسمیں ہیں۔ اول کرامت، دوئم استدراج۔ کرامت تو یہ ہے کہ جو تمہارے لیے قابل ہو اور استدراج سے جو خوشی تمہاری طرف رَد کر دی جائے۔

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین فانی فی الھو سلطان باہوؒ

علم:

فرمایا کہ علم ظاہری عبادت ہے اور عبادت سے سعادت حاصل ہوتی ہے۔ سو الہام کے وقت عارف باللہ پر معرفت کا دروازہ بالکل کھل جاتا ہے۔

الہام:

فرمایا کہ الہام القائے خیر کو کہتے ہیں جو بغیر کسب و محنت کے بندے کے دِل میں ڈالا جاتا ہے۔

راہِ سلوک:

فرمایا کہ وہ سلک سلوک کونسی ہے جس سے بے ریاضت شخص کو بغیر رنج اُٹھائے، خزانہ بے محنت کیے، محبت بغیر مجاہدہ کیے، مشاہدہ اور بغیر طلب کیے مطلب نصیب ہوتا ہے۔

مرشد کامل:

فرمایا کہ کامل شخص اپنے مرید کو سالہا سال کی محنت و ریاضت کے بغیر ایک پَل میں تمام جز و کل ایک نقطہ کے اندر دکھا سکتا ہے اور دونوں جہان کو نقطہ کے اندر سمجھا سکتا ہے۔ حاضرات والا جس پر عنایت کرے اُسے ایک لحظہ میں اپنے مرتبہ پر پہنچا سکتا ہے۔

انسانی وجود کے قفل:

فرمایا کہ واضح رہے کہ انسان کے وجود میں حسب ذیل سات قفل ہیں: (۱) زبان، (۲) دِل، (۳) روح، (۴) سر، (۵) خفی، (۶) اخفٰی اور (۷) توفیق الٰہی کا قفل جسے اسرار الانوار الہدایت بھی کہتے ہیں۔

حجابات:

فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور بندے کے درمیان اکتالیس پردے حائل ہیں۔

Marfat.com

توحید کی معرفت:

فرمایا کہ توحیدِ الٰہی کی معرفت مرشد کامل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ مرشدِ کامل بہتر ہوتا ہے، ناقص سے نقصان پہنچتا ہے۔

اسم اللہ ذات:

فرمایا کہ کامل وہ شخص ہے جو ایک دَم میں ایک ہی قدم پر اسم اللہ ذات کی کنجی سے، جس کے مراد محض آیات اور احادیث، ننانوے اسمائے حُسنیٰ باری تعالیٰ اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا طریقِ تحقیق ہے جس سے تمام قفل کھل سکتے ہیں اور طالب کو ایک ہی نگاہ میں یہ سب کچھ دکھا کر منظورِ الٰہی بنا سکتا ہے۔ مجلسِ محمدیؐ کی حضوری دِلا سکتا ہے جس کے سبب وہ لایحتاج ہو جاتا ہے جس مرشد میں یہ صفات نہیں پائی جاتیں وہ ناقص و خام ہے اس سے تلقین لینا محض حرام ہے۔

توحید کی معرفت:

فرمایا کہ توحیدِ الٰہی کی معرفت مرشدِ کامل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکی۔ مرشدِ کامل بہتر ہوتا ہے، ناقص سے نقصان پہنچتا ہے۔

مراتب:

فرمایا کہ مراتب دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک جو وجود سے بذریعہ اسم اللہ ذات پیدا ہوتے ہیں دوسرے رسمی مراتب۔ بس معلوم ہوا کہ اسم اللہ ذات کا ایک مرتبہ توحید ہے جس کی ابتدا و انتہا معرفتِ توحید ہے۔ جس کو فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہو وہ واصل باللہ ہوتا ہے۔ یہ بات صرف عارف فقرا کو حاصل ہوتی ہے۔ دوسرا مرتبہ وہ ہے جس کی ابتدا و انتہا حرص و ہوا ہے۔ اس سے اندازہ کر لو کہ جو شخص دِن رات لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے اور لوگوں کے نیک و بد حالات لوحِ محفوظ میں مطالعہ کرتا ہے وہ کس مرتبے کا مالک ہو گا۔

Marfat.com

علم:

فرمایا کہ علم کے معنی ہیں جاننا، لیکن کیا جاننا؟ کیا پہچاننا؟ کیا پانا؟ علم دو طرح کا ہے۔ ایک علم زبانی، دوسرا علم قلبی، علم زبانی عین بعین ہے: قولہ تعالیٰ: اقرا باسم ربک الذی خلقO خلق الانسان من علقO اقرأ و ربک الاکرمO الذی علم بالقلمO علم الانسان ما لم یعلمO، ترجمہ: اپنے پروردگار کے نام سے پڑھ، جس نے پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے، پڑھ اور تیرا پروردگار وہ ہے جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جنہیں وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔ (آیت 1 تا 5، سورۃ العلق 96) دوسرا علم قلبی۔ جب دل کی زبان کھلتی ہے اور بولنے لگتی ہے تو ظاہری زبان میں بولنے کی طاقت نہیں رہتی۔ قولہ تعالیٰ: ماینطق عن الھوی، (آیت 3، سورۃ النجم 53) ترجمہ: اور وہ خواہشِ نفس سے بات نہیں کرتا۔

انکشافِ غیب:

اسم اللہ ذات کے دائمی تصور سے دل پر ہزارہا تجلیات ہوتی ہیں، جن سے دل اور بھی روشن اور چمکدار بن جاتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ بے حجاب نظر آنے لگتا ہے۔ معرفت الٰہی کی بے حجاب روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی بڑھ کر ہو جاتی ہے۔ اس مقام پر سب کچھ عین بعین دکھائی دیتا ہے اور غیب الغیب منکشف ہو جاتا ہے۔

رجعت و مصیبت:

واضح رہے کہ تم رجعتِ نفس، معصیتِ شیطان اور حوادثِ خلق سے باخبر ہو جاؤ۔ عالم کے لیے مصیبت رجعت طمع ہے اور فقیر کے لیے مصیبت اور رجعت رجوعات خلق ہے۔ بادشاہ، امیر اور نفس کا مرید ہونے سے انانیّت آتی ہے۔ حرص و ہوا معرفت و قربِ الٰہی سے باز رکھتی ہے۔ اہلِ دُنیا کے لے معصیبت اور رجعت بخل ہے۔

عارف:

عارف گو اللہ نہیں ہوتا لیکن اللہ سے جُدا بھی نہیں ہوتا۔

Marfat.com

توجہ:

واضح رہے کہ توجہ تین قسم کی ہے (۱) توجہ ذکر و فکر، (۲) توجہ مذکور، (۳) توجہ حضور۔ ذکر فکر کی توجہ عوام کے لیے ہے۔ جیسا کہ موکل فرشتوں کے لیے کی جاتی ہے۔ مذکور کی توجہ جو شہ رگ سے بھی نزدیک ہے بمنزلہ حجاب ہے۔ حضور کی توجہ نُور کی طرح ہے۔ اس توجہ سے ایک دم ہزار ہا جواب باصواب ملتے ہیں۔

کامل کی نگاہ:

فرمایا کہ ہزار ہا ریاضت سے کامل مرشد کی ایک نگاہ بہتر ہے۔

مراحلِ معرفت:

فرمایا کہ جب کامل مرشد طالب اللہ کو کسی مقام پر پہنچانا چاہتا ہے تو توجہ سے بچاتا ہے۔ پہلے طالب کو تصور دلاتا ہے اور تصور کے ذریعے اپنے تصرف میں لاتا ہے۔ بعد ازاں لا الہ کی نفی میں فنا کرتا ہے۔ جب لا الہ کی نفی میں طالب نفس کو فنا کرتا ہے تو پھر صورت کے تصور میں الا اللہ کے اثبات میں پہنچا کر اس کے دل اور روح کو زندہ کرتا ہے جس سے حواس خمسہ باطنی کے پردے کھل جاتے ہیں اور بری صفات زائل ہو جاتی ہیں۔ اس وقت طالب اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ ہمیشہ معرفت الٰہی میں رہتا ہے۔

اس کے بعد طالب کی صورت کو تصرف میں لا کر مجلسِ محمدیؐ میں پہنچاتا ہے اور حضوری سے مشرف کرواتا ہے، منصب دلاتا ہے۔ تب طالب لایحتاج ہو جاتا ہے لیکن اصل توجہ یہ ہے کہ ایک دم میں ذکر کے ایک سو مقام اور ہر ایک مقام میں ہزاروں لاکھوں بلکہ بارش کے قطروں کی طرح بے شمار منکشف ہوں۔ ان مقامات میں سے نفسانی اور شیطانی بلاؤں سے بچ کر نکل جائے اور من دخلہ کان امنا کے مقام پر پہنچ جائے۔ توجہ کے بھی یہی معنی ہیں کہ جو پردہ درمیان میں حائل ہے، اُسے دور کر کے روبرو ہو جائیں تاکہ ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ سکیں۔

Marfat.com

توجہ کی قسمیں:

فرمایا کہ توجہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) توجہ مخنث: یہ دُنیا کی خاطر ہوتی ہے، (۲) توجہ مؤنث: یہ آخرت کی خاطر، (۳) توجہ مذکر: یہ مردِ مولیٰ کیا کرتے ہیں اور محض مولیٰ کی خاطر۔ فرمایا کہ حسبِ ذیل مقامات ہیں:

شرح مقامات:

مقامِ علم، مقامِ بخش، مقامِ عطاً، مقامِ ذکر، مقامِ فکر، مقامِ فیض، مقامِ قبض، مقامِ بسط، مقامِ توفیق، مقامِ شوق، مقامِ ذوق، مقامِ ترک، مقامِ مجاہدہ، مقامِ غرق، مقامِ حضور، مقامِ توحید، مقامِ الہام، مقامِ دلیل، مقامِ وہم، مقامِ اوھام، مقامِ خیال، مقامِ وصال، مقامِ محو، مقامِ حال، مقامِ ماضی، مقامِ مستقبل، مقامِ خلق، مقامِ سکوت، مقامِ ناسُوت، مقامِ ملکوت، مقامِ جبروت، مقامِ لاہوت، مقامِ حیرت، مقامِ عبرت، مقامِ سودا، مقامِ سویدا، مقامِ ہویدا، مقامِ قلب، مقامِ وجد، مقامِ نُور، مقامِ صدق، مقامِ جواہر الانفاس، مقامِ بنائے اسلام، مقامِ طاعت، مقامِ ولایت، مقامِ عنایت، مقامِ غنایت، مقامِ مراقبہ، مقامِ محاسبہ، مقامِ مکاشفہ، مقامِ کرامت، مقامِ باللہ، مقامِ بقاباللہ، مقامِ فنافی محمدؐ، مقامِ تجلی رُوح، مقامِ سرو، مقامِ تمثل، مقامِ خفی، مقامِ طلب، مقامِ محبت، مقامِ مد نظر اللہ منظور (جو اس مقام والے ہیں اُن کی نظر دِل پر ہوتی ہے نہ کہ وجود پر۔ لیکن جو لوگ کہتے ہیں وہ مردار کی طلب کرتے ہیں۔ ایسے شخص شیطانی عقل سے کام لے کر نجاست کے خواستگار رہتے ہیں اور عقلی ڈھکوسلوں سے کام لیتے ہیں) مقامِ استقامت، مقامِ تجرید، مقامِ تفرید، مقامِ مفتاح، مقامِ رجا، مقامِ خوف، مقامِ تصّور، مقامِ تصرف، مقامِ مجموع۔ یہ جملہ مقامات حق تعالیٰ کے دفتر ہیں جس سے مطلق فنافی اللہ حاصل ہو جاتا ہے۔

مطلق توحید:

فرمایا کہ جب نفسِ مطمنہ کا تزکیہ ہو چکتا ہے تو وہ دل کا لباس پہنتا ہے اور جب قلب صاف ہو جاتا ہے تو وہ بمنزلہ رُوح ہو جاتا ہے۔ جب رُوح کا تصفیہ ہوتا ہے تو وہ سر کا لباس پہنتی ہے اور سر اسرار کا۔ جب سب مل کر ایک نُور بن جاتے ہیں تو وجود میں نُور کی صورت پیدا ہوتی ہے جسے مطلق توحید اور توفیق الٰہی کہتے ہیں۔

Marfat.com

ذکر:

فرمایا کہ کل سات ذکر ہیں،(۱)ذکر اللہ،(۲)ذکر للہ،(۳)ذکر لہ،(۴)ذکر ہ،(۵)ذکر ھو،(۶)ذکر سرّ ھو،(۷)ذکر ھو الحق،(۷)ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ان سات میں سے ہر ایک میں سے ستر لاکھ تینتیس ہزار (70,33,000) ذکر کھلتے ہیں۔ بلکہ ذکر اللہ بے شمار ہیں جو تحریر وتقریر میں نہیں آسکتے، کلمات ربانی لاانتہا ہیں۔

فقر:

فرمایا کہ واضح رہے کہ فقر میں تین حرف ہیں۔ف،ق،ر۔ف سے فنائے نفس ہو، نہ وجد میں حرص رہے نہ ہوا۔ق سے قلب دونوں پُرنُور ہو جائیں۔ر سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت نزدیک ہو۔

مرشدِ کامل:

فرمایا کہ مرشد کامل طالب اللہ کو تین مراتب بخشتا ہے۔(۱) فقر کا آشنا بنا دیتا ہے۔استقامت کرامت سے بہتر ہے،(۲)دوسرے اُس میں ایسا شوق پیدا کرتا ہے کہ جس سے اُس کی رُوح کو فرحت اور اُس کے نفس کو فنا حاصل ہوتی ہے۔(۳)حق تعالیٰ کے ساتھ یگانہ اور خلقت سے بیگانہ کر دیتا ہے۔

فقر کا ظاہر و باطن:

فرمایا کہ کامل فقیر ظاہر میں تو عوام الناس سے مل کر بیٹھتا ہوا اور باتیں کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن باطن میں اُسے حضوری حاصل ہوتی ہے۔اُسے ہر وقت اور ہر مقام پر حضوری حاصل ہوتی ہے۔

فقیر کی زبان رحمٰن کی تلوار:

فرمایا کہ فقیر کی زبان ازل کی روشنائی سے تر ہے۔اُس کا کلام ہی بمنزلہ کن ہے۔کن سے وعدہ الست یاد آتا ہے۔جب فقیر چاہتا ہے تو اُس کی زبان تلوار سے بھی زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔دُعا سے پہلے تین مرتبہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے اور اسم اللہ ذات مع تفکر زبان پر لکھتا ہے، تب تیغ برہنہ کا مالک بن جاتا ہے۔

Marfat.com

ذاکرِ بے حجاب:

فرمایا کہ جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو بے حجاب یاد کرتا ہے وہ بلا حجاب وبلا حساب بہشت میں داخل ہوتا ہے۔

فقرأ سے محبت وبغض:

فرمایا کہ فقرأ سے محبت کرنا انبیا کرام کی خصلت ہے اور فقرأ سے بغض رکھنا فرعون کی عادت۔

حقیقی وسیلہ:

فرمایا کہ علم وسیلہ نہیں بلکہ علم روشن راستے کی دَر ہے۔ دراصل وسیلہ مرشد ہوتا ہے جو راستے کا محافظ، نگہبان اور معرفتِ الٰہی تک پہنچانے والا ہوتا ہے کیونکہ اُسے ہر مقام معلوم ہوتا ہے اور کشف سے واقف ہوتا ہے۔

کشف کی اقسام:

فرمایا کہ کشف کی سات اقسام ہیں،(۱) کشف القلوب،(۲) کشف القبور،(۳) کشف الحضور،(۴) کشف المسرور،(۵) کشف المذکور،(۶) کشف فنافی التوحید نُور،(۷) کشف استدراجی۔ یہ ساتویں قسم شیطانی نفسانی ہے۔ اس سے انسان دیوانہ اور مقہور ہو جاتا ہے۔ اس سے دُنیاوی عزّ وجاہ کی خام خیالی دماغ میں سماتی ہے۔ حقیقی کشف قربِ الٰہی اور حضوری جناب سرورِ کائنات ﷺ ہے۔ اس کشف سے حیرت وعبرت، دن رات کی سوزشِ عشق پیدا ہوتی ہے۔

نفسانی فنا:

فرمایا کہ جو شخص نفسانی فنا سے نہیں گزرتا وہ رُوحانی بقا حاصل نہیں کر سکتا اور نہ وہ بقائے معرفت الٰہی اور مجلس محمدی ﷺ کے قابل ہے۔

Marfat.com

فقر کا پہلا مرتبہ:

فرمایا کہ فقیر کا پہلا مرتبہ موتوقبل ان تموتوا۔ مرنے سے پہلے مر جاؤ، ہے اور یہ بات اُسے اسم اللہ ذات کی توحید کے تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ اپنے احوال و مقامات کو اپنی زندگی میں دیکھ لیتا ہے۔ وہ ممات کے درجوں کو زندگی ہی میں طے کر لیتا ہے۔

صاحبِ حق:

فرمایا کہ جو شخص علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین کے نُور العین کے تجلّیات سے مستفید ہے۔ یعنی جو کچھ اُس نے دیکھا چشم باطن سے دیکھا، جو کچھ دیکھا اُس میں فنا ہوا، حق سے حق کو دیکھا، حق سے حق کو پہنچا، اُسے صاحب حق کہتے ہیں۔

حقیقی فقیر:

مایا کہ فقر کے مراتب سے وہی شخص واقف ہوتا ہے جو فقر تک پہنچا ہو۔ جس نے فقر کی لذّت چکھی ہو۔ فقر اختیار کیا ہو اور سلطان الفقر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو۔ فقیر کا مرتبہ وہم و فہم میں نہیں سما سکتا، فقیر کا دِل سلیم ہوتا ہے اور وہ اپنے تئیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے سپرد کیے ہوئے ہوتا ہے۔

غوث و قطب:

فرمایا کہ غوث و قطب تین طرح کے ہوتے ہیں بعض کو طبقات کی سیر کا طیران حاصل ہو گا ہے اس قسم کے غوث و قطب دہقانی کہلاتے ہیں۔ یہ ایک ولایت سے دوسری ولایت میں اُڑ کر جا پہنچتے ہیں۔ دوسرے وہ جو حق کے رفیق ہوں اور قبر سے رُوح کو نکال کر جسم میں داخل کر سکیں۔ یہ لوگ دُنیائے فانی کے شور شر سے فارغ البال ہوتے ہیں۔ ہمیشہ معرفت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کی حالت فرشتوں کی سی اور اُن کے مراتب کریم کے سے ہوتے ہیں۔ اپنے آپ کو چھپائے رکھتے ہیں۔ خلقت میں گمنام اور لاہوت میں دائمی طور پر حاضر اور مشہور ہوتے ہیں۔ تیسرے غوث و قطب تحقیق جو توحید کے دریائے عمیق میں مستغرق ہوتے ہیں۔ انہی کو فقیر حقیقی کہتے ہیں۔ وجود سے حق نکالا ہے اور حق کو حق میں لے گئے ہیں۔ محقق حقیقت

Marfat.com

فنا فی اللہ ہیں، بقا باللہ ہیں، معشوق ربانی ہیں۔ یہ تمام مراتب حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز سے ہیں۔

ہدایت:

فرمایا کہ ہدایت سات طرح کی ہے۔ چار علم میں یعنی عمل، فیض، حلم اور تقویٰ۔ اور تین باطنی یعنی نفس کا پہچاننا، خواہشات نفسانی سے نکلنا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس طرح پہچاننا کہ قدرت کی زبان سے بات کرے۔ قدرت کے کانوں سے سُنے اور قدرت کی آنکھوں سے دیکھے جو شخص اس بات کا معتقد ہے نفس اُس کا مطیع ہو جاتا ہے۔ بد خصلتوں سے باز رہتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ معرفتِ الٰہی میں قدم رکھتا ہے۔

خاموش:

فرمایا کہ خاموشی نفاق کی رد ہوتی ہے۔

علم:

واضح رہے کہ جس کسی کو ملا علم سے ملا۔ جس نے پہچانا علم سے پہچانا۔

فساد کی جڑ:

فرمایا کہ آدمؑ کے زمانہ سے لے کر آج تک جتنے فساد برپا ہوئے ہیں خلقت کے میل جول سے ہوئے ہیں اور اگر کسی کو سلامتی نصیب ہوئی ہے تو خلقت سے کنارہ کشی کرنے سے۔

آٹھ چیزیں:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بندے سے آٹھ چیزیں چاہتا ہے۔

دو اُس کے دل سے، اول اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام کی تعظیم، دوسرے خلقِ اللہ سے شفقت کرنا۔

دو اُس کی زبان سے، اول توحید کا اقرار کرنا، دوسرے خلقت کا رفیق ہونا۔

دو اُس کی وجد سے، اول اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی اطاعت کرنا، دوسرے مومن بھائی کی مدد کرنا۔

Marfat.com

دو اُس کے خلق سے، اول اللہ سبحانہ وتعالٰی کے حکم پر صبر کرنا، دوسرے اللہ تبارک وتعالٰی کی خلقت سے صبر کرنا۔

گوشہ گیری:

فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں سے دُور رہو(۱) غافل علما،(۲) نرمی و سستی کرنے والے قاری،(۳) جاہل صوفی۔ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا دین وبدن سلامت رہے اور غم کم ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ خلقت سے گوشہ گیری کرے کیونکہ یہ زمانہ گوشہ گیری اور تنہائی کا ہے۔

دُنیا متاع قلیل:

فرمایا کہ دُنیا سوائے پانچ چیزوں کے فضول ہے۔ اول روٹی جس سے زندگی قائم رہے، دوم پانی جس سے پیاس بجھے، سوم کپڑا جس سے ستر ڈھانپے، چہارم گھر جس میں گزارا ہو سکے، پنجم علم جس پر عمل ہو سکے۔

بخشش کی اُمید:

فرمایا کہ جو گناہ شہوت کی وجہ سے سرزد ہو اُس کی بخشش کی اُمید ہو سکتی ہے لیکن جو گناہ کبر کے سبب ہو اُس کی بخشش کی اُمید نہیں کی جا سکتی۔ شیطان کا گناہ کبر کی وجہ سے تھا اور حضرت آدم کی خطا شہوت کے سبب سے۔

نفس مطیع:

فرمایا کہ نفس نافرمان نہ زیادہ علم پڑھنے نہ زیادہ مال جمع کرنے سے اور نہ بہت حکمت سے مطیع ہوتا ہے۔ وہ صرف حسب ذیل چار چیزوں سے مطیع ہوتا ہے۔ اول محبت الٰہی، دوم خاص طلب الٰہی، سوم غرق فنا فی اللہ، چہارم جو کام عبادت، ریاضت اور پرہیزگاری کا کرے محض اللہ سبحانہٗ وتعالٰی کی خاطر کرے۔ ان چاروں سے اسم اللہ ذات کو تصور و تصرف اور معرفت و توحید حاصل ہوتے ہیں۔

Marfat.com

نفس، شیطان اور دُنیا:

واضح رہے کہ نفسِ امارہ، شیطان اور دُنیا تینوں کا باہمی بڑا تعلق ہے۔ دُنیا لوگوں کی لذتِ نفسانی، ریا اور طمع سے اپنی طرف مبتلا اور دیوانہ و مفتون بنالیتی ہے۔ جب نفس، شیطان، دُنیا اور اہلِ دُنیا باہم ایک ہو جاتے ہیں تو پھر نافرمانی مصیبت اور ہلاکت اس طرح ڈالتا ہے کہ گناہ و نافرمانی میں مستغرق ہو جاتا ہے اور اس سے نکل نہیں سکتا مگر جسے اللہ تبارک و تعالیٰ توفیق بخشے اور مرشدِ کامل بحق رفیق ہو۔

وجودِ انسانی:

فرمایا کہ آدمی کے وجود میں تین چیزیں ہیں۔ اول نفس نجس مردود جس کا خاتمہ شر پر ہوتا ہے اُس کا انجام مردود ہے، دوم قلب جو اصلی مقصود ہے، زندہ دِل وللا اپنے مقصود کو پہنچتا ہے۔ سوم رُوح محمود ہے جو محمدؐ محمود کی طالب ہے۔ یہ نیک طالب ہے۔ اس کا خاتمہ اور انجام بالخیر و محمود ہے۔

مرشدِ کامل:

فرمایا کہ مرشد کامل سات چیزوں سے پختہ ہوتا ہے جن کو ہفت گنج کہتے ہیں اور جو آدمی کے ہفت اندام کے لیے بمنزلہ کنجی ہیں اور وہ یہ ہیں، توجہ، توحید، تصرّف، تصوّر، تفکّر، تجلی اور تسلی۔

طالب اولیاً:

فرمایا کہ ولی اللہ کا طالب حبیب اللہ ہوتا ہے۔

توجہ:

فرمایا کہ توجہ کے مراتب بہت بڑے ہیں۔ توجہ میں اسرارِ الٰہی بکثرت ہیں۔ توجہ کی رہ قدیم سے اولیاً اور انبیا کو حاصل ہے توجہ مہر با مہر، قہر [illegible] آئینہ با آئینہ، معائنہ بامعائنہ، معما با معما ہوتی ہے۔ اللہ بس باقی ہوس، توجہ دل کے اندر سے ہوتی ہے جسے نُورِ ربّ حضور کہتے ہیں۔ توجہ کو خطرات اس طرح خراب و برباد کرتے ہیں جس طرح باغ کے پھولوں کو خزاں کی ہوا۔

Marfat.com

توجہ کے معنی:

فرمایا کہ توجہ کے معنی یوں ہیں۔ت پردہ، وجہ چہرہ، جب ت بیچ میں سے نکال دیں تو پھر چہرہ چہرے کی مقابل ہے، روبرو ہے، مشاہدہ بامشاہدہ ہے۔جب فقیر توجہ معہ اللہ میں غرق ہوتا ہے تو حضرت محمدؐ اُس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جس سے وہ حسب ذیل آیت کے موافق اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فقیر ہو جاتا ہے۔

ترجمہ:''صبر کیے ہوئے اُن لوگوں کے ساتھ وہ جو اپنے پروردگار کو صبح شام یاد کرتے ہیں اور اُن لوگوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھ جو دُنیاوی زندگی کی زینت میں پڑے بھٹکتے ہیں اور اُن لوگوں کی تابعداری نہ کر جن کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جنہوں نے اپنی خواہش کی پیروی کی ہے اور جو حد سے بڑھ گئے ہیں'' (آیت نمبر 28، سورۃ الکھف 18)

لذّتِ کل:

چار لذّتیں ایسی ہیں جو لذّتِ کل سے باز رکھتی ہیں۔اول طرح طرح کے لذیذ چرب وشیریں کھانوں کی لذّت، دوسری عورت سے مجامعت کرنے کی لذّت، تیسری حکومتِ شاہانہ کی لذّت جو سر سے پاؤں تک محض دُنیا ہے، چوتھی مطالعہ علم کی لذّت۔یہ چاروں لذّتیں برابر ہیں۔

باطنی خزانے:

فرمایا کہ وہ باطنی خزانے ہیں کہ ہر ایک باطنی خزانہ انہی دو سے کھلتا ہے۔ایک خزانہ حاضرات جس سے ہر ایک نبی اور ولی اللہ سے مصافحہ وملاقات ہوتی ہے، یہ دعوتِ قبور ہے۔دوسرا خزانہ اسم اللہ ذات کا تصور ہے جو معرفتِ توحید کا محض استغراق ہے اور مطلق مشاہدہ ربوبیت حضور ہے۔

مرشدِ کامل:

فرمایا کہ مرشد کامل اللہ تبارک وتعالیٰ کے خزانوں کا خزانچی ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ جس شخص کی تاک میں الٰہی غیبی خزانے ہیں، وہ مرشدِ کامل ہے۔

Marfat.com

فقر و خلقت:

فرمایا کہ فقیر لوگ خلقت کی ملامت اور گلہ شکوہ کے بوجھ اُٹھاتے ہیں لیکن خلقت کو نہیں ستاتے۔ جو شخص فقیر پر ظلم کرتا ہے وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، اُس کا خون اُس کی گردن پر وبال ہوتا ہے۔

تاثیرِ محبت و معرفت:

فرمایا کہ ''انا خیر منہ۔ میں اس سے اچھا ہوں۔'' کے علم نے شیطان کو قربِ الٰہی سے دور پھینک دیا اور علم، محبت و معرفت نے اصحاب کہف کے کتے کو اصحاب، کہف میں شمار کر لیا۔

فقیر:

واضح رہے کہ فقیر میں یہ دو صفتیں پائی جاتی ہیں: ایک توحید، دوسری توکل۔

قطب العالم شیخ عبدالقادر غوثِ اعظم جیلانی □

(ماخوذ از فتوح الغیب)

تقاضہ ایمان:

حضرت غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ ہر مومن مسلمان کے لیے تمام حالات میں تین باتوں پر مضبوطی سے قائم رہنا ضروری ہے:

اول، اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا۔

دوم: تمام ناپسندیدہ کاموں سے پرہیز کرنا۔

سوم: جو کچھ اللہ رب العزت سے مقدر ہے اس پر راضی رہنا۔

Marfat.com

صوفیانہ ذوق:

فرمایا کہ جب تو مخلوق کے تمام حالات سے اس طرح علیحدہ ہو جائے کہ گویا تو اُن کے لیے مرگیا ہے۔ تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے القا کیا جائے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تجھے اپنی رحمت کی آغوش میں لے لیا ہے۔ تجھے تمام خواہشاتِ نفسانی سے بے نیاز کر دیا ہے۔ جب تو خواہشاتِ نفس سے اپنا تعلق ختم کر لے تو تجھے پردۂ غیب سے یہ الہام ہو گا کہ تیرے خالق و مالک نے اپنی رحمت سے نوازتے ہوئے تجھے تیرے ارادے اور آرزو سے مبرا کر دیا ہے۔ جب تُو اپنے ارادے آرزو سے بھی تعلق توڑ بیٹھے تو تجھے خالق و مالک سے یہ پیغام سُنایا جائے گا کہ اس نے تجھے اپنی رحمت سے مشرف کر کے حیاتِ جاوداں بخش دی ہے۔

دُنیا کی حقیقت:

فرمایا کہ جب تو دُنیا کی محو ہو جانے والی تمام زیبائش وآرائش، دل لبھانے والے مکرو، گمراہ و ہلاک کرنے والے اسباب، ستم قاتل لذّات ظاہری گزاری و نرمی پوشیدہ مضرتوں۔ اپنے طلب گاروں کو فوری ہلاکت میں ڈالنے اور عہد شکنی کے معمول کے ساتھ دُنیاداروں کے ہاتھوں میں دیکھے تو اُن میں اپنے آپ کو اُس شخص کی طرح جان جو قضائے حاجت کی جگہ گندگی و غلاظت کے ڈھیر پر اس حالت میں بیٹھا ہوا ہے کہ اُس کی شرم گاہ برہنہ اور اس کے چاروں طرف بدبو اُس کے ماحول میں پھیل رہی ہو۔ ایسے میں جب تو اُسے دیکھتا ہے تو آنکھوں کو اُس کی برہنہ شرم گاہ دیکھنے سے بند کر لیتا ہے۔ بدبو سے بچنے کے لیے ناک بند کر لیتا ہے۔

جب تُو دُنیاداروں کے پاس مال ومتاعِ دُنیا دیکھے تو اس طرح اُس کی زینت وآرائش سے نگاہیں اُٹھا لے، اس کی شہوت و لذّت کی بدبو سے اپنا ناک بند کر لے تاکہ تجھے اس سے اور اس کی آفات سے نجات حاصل ہو۔

احوالِ معرفت:

محبوب سبحانی نے فرمایا کہ اپنے نفس کی پابندیوں سے نکل کر اس سے کنارہ کش ہو جا۔ اپنی ہستی کے اسرار سے بیگانہ و ناآشنا ہو جا۔ اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ پھر اپنے دل کے دروازے پر

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا دربان بن جا۔ وہ جس چیز کی اجازت دے اُسے دل میں آنے دے جس سے منع کرے اُسے اندر آنے سے روک دے۔

رازداری:

فرمایا کہ اپنے نفس کی طرف کسی حال اور مقام کی نسبت نہ کر اور نہ ہی کسی چیز کا دعویٰ کر۔ اگر تجھے مال کی دولت یا کوئی اور مقام عطا کر دیا جائے تو تُو اُسے کسی دوسرے پر ظاہر نہ کر۔ کیونکہ حالات کے تغیر و تبدیل کے سلسلے میں ہر دن اللہ تبارک و تعالیٰ کی نئی شان ہے اور بلاشبہ وہ بندے اور اُس کے دل کے درمیان حائل ہے۔ کوئی پتہ نہیں کہ کب وہ تجھے اس مقام یا مالی سے معزول کر دے، جس کے بارے میں تُو نے دوسروں کو بتا رکھا ہو اور جس چیز کے ثبات و بقائے دائمی کا تجھے خیال تھا اُسے بدل دے تو تجھے شرمندہ ہونا پڑے۔ جنہیں تُو نے اس بارے میں باخبر رکھا تھا۔ لہٰذا تُو اس بارے میں کسی کو کچھ نہ کہہ اور اپنے تک ہی محفوظ و محدود رکھ۔

صفات جلالی و جمالی:

فرمایا کہ افعال کے اندر مشاہدہ اور کشف میں اولیا کرام اور ابدال کے لیے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے افعال سے وہ چیز کھول دی جاتی ہے جو عقلوں پر غالب ہوتی ہے اور عادات و رسوم کو توڑ ڈالتی ہے۔ یہ امور دو طرح کے ہوتے ہیں جلالی اور جمالی۔ پھر ان میں جلال اور عظمت بے سکون کر دینے والے خوف، اکھاڑ ڈالنے والے ڈر اور دل پر انتہائی غلبہ پیدا کر دینے والے خوف کے آثار ہیں۔ مشاہدہ جمال سے مراد وحدہٗ لاشریک کا وہ جلوہ پُر بہار ہے جو اپنے دامن میں قلوب کے لیے انوار و سرور، لطف و کرم، محبت بھری باتیں، عظیم عنایات، بلند مرتبوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے قرب کی بشارت ہے، آخر کار اس کی طرف لوٹتا ہے۔

کیفیات نفس:

فرمایا کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ایک تو اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات ہے اور ایک تیرا نفس۔ نفس اللہ جل شانہٗ کا مخالف اور دشمن ہے اور باقی تمام چیزیں اللہ عزّ و جل کے تابع اور فرمانبردار ہیں۔ نفس بھی حقیقتاً اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوق اور ملکیت ہے تاہم اس کو لذّت و شہوت کی وجہ سے کئی دعوے ہیں۔ جب تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی اتباع کرتے ہوئے اپنے نفس کی مخالفت کرے گا تو اللہ جل شانہٗ کا ہو کر نفس کا دشمن بن

Marfat.com

جائے گا۔ عبودیت کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنے نفس کی خواہشات کا دشمن ہو جا۔ عبادت کاملہ نفس کی مخالفت کا نام ہے۔

بندگانِ خُدا:

فرمایا کہ اے صاحبِ ہوش خواہشات کے پجاری مقبولانِ بارگاہ کی ہمسری کا دعویٰ نہ کر۔ اس لیے کہ تُو خواہش اور ہوش کی بندگی کرتا ہے اور وہ اپنے خالق و مالک کی اتباع کرنے والے ہیں۔ تجھے دُنیا کی رغبت ہے اور اُن بندگانِ اللہ کی رغبت آخرت میں ہے۔

خالق یا مخلوق پر توکل:

قطبِ ربانی نے فرمایا کہ تُو اللہ کے فضل اور اُس کی نعمتوں سے بے بہرہ ہے کہ تُو نے محض مخلوقات اور دیگر اسباب و ذرائع پر بھروسہ کیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات پر کامل توکل نہ کیا۔ پس رزقِ حلال اور اکلِ مسنون کے حصول میں مخلوقات تیرا حجاب ہے۔ اس لیے جب تک مخلوق سے تیرا رشتہ قائم ہے یعنی تُو اُن کے دستِ بخشش و عطا رپ اپنی نگاہیں لگائے ہوئے ہے اپنی ضرورتوں کے لے اُن کے دروازوں کے طواف کر رہا ہے تو تُو سبحانہٗ و تعالیٰ کے ساتھ مخلوق کو شریک ٹھہرانے کے جرم کا ارتکاب کر رہا ہے۔

تلخیٔ دوراں کی گلہ مندی:

سیّدنا غوثِ اعظمؒ فرماتے ہیں کہ میری وصیت یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی طرف جو کچھ تجھے تکلیف پہنچے اُس کی شکایت کسی سے نہ کر چاہے دوست ہو یا دشمن اور اللہ جل شانہٗ نے جو کچھ تیرے ساتھ کیا ہے یا تجھے امتحان میں ڈالا ہے اس کی وجہ سے اُس پر تہمت نہ لگا۔ بلکہ اُس کی طرف سے احسان اور اس کے حضور شکر کا مظاہرہ کر۔ نعمت کے بغیر شکر کرنا جو تیرے نزدیک بظاہر جھوٹ ہے، تیرے ظاہری حال کی شکایت کی خبر کے سچ سے بہتر ہے۔

ایمان:

سرکار غوث پاکؒ نے فرمایا کہ جب تیرا ایمان اور یقین کمزور ہو جائے تو جو وعدہ تُو نے کیا اُس کو پورا کر۔ قسم نہ اُٹھا تا کہ تیرا یقین و ایمان ختم نہ ہو۔

Marfat.com

مومن کی آزمائش:

آپؒ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیشہ اپنے مومن بندے کو اس کی قوتِ ایمان کے مطابق آزمائش میں ڈالتا ہے تو جس شخص کا ایمان زیادہ قوی ہے اس کی آزمائش بھی اتنی بڑی ہوتی ہے۔ رسول کی آزمائش نبی کی آزمائش سے بڑی ہوتی ہے کیونکہ رسولؑ کا ایمان نبیؑ کے ایمان سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ پھر نبیؑ کی آزمائش، ابدال کی آزمائش، ولی کی آزمائش سے زیادہ ہے۔ ہر ایک کی آزمائش اس کے ایمان ویقین کی پختگی کے مطابق ہے۔

قناعت:

حضور غوث جیلانیؒ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ جو کچھ تجھے عطا فرمائے اس پر صبر وشکر اور قناعت کر یہاں تک کہ نوشتۂ تقدیر پورا ہو جائے اور تو اعلیٰ اور نفیس مدارج پر پہنچا دیا جائے اور ان مقامات پر فائز ہونے کی تجھے مبارکباد دی جائے پھر تجھے دُنیا وآخرت کی سختی، بُرے انجام اور حد سے تجاوز کیے بغیر اس حال میں باقی اور محفوظ رکھا جائے۔

شکر گزار مومن:

فرمایا کہ شکر گزار مومن کے پاس بلا کیا کرے گی وہ بلا سے زیادہ عافیت کے زیادہ قریب ہے۔ اس لیے کہ وہ شاکر ہونے کے سبب زیادتی نعمت کے مقام میں ہے۔

احوالِ سالک:

سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ کیا تُو آرام وآسائش، آسودگی، امن وسکون، ناز نعمت اور خوشی چاہتا ہے؟ جبکہ تو اب تک لوہار کی بھٹی میں ڈالنے، پگھلانے، نفس کو مارنے، خواہش کو ختم کرنے، مرادوں کو مٹانے، دُنیا اور آخرت میں عوض نہ چاہنے کے عمل میں ہے۔ یقیناً تیرے اندر ان چیزوں کا ظاہر اثر باقی ہے۔ اے جلد باز! ٹھہر ٹھہر کر آہستہ آہستہ چل۔ اے منتظر! اس عمل کے پورا ہونے تک دروازہ بند ہے۔ جب تیرے اندر ان میں سے کوئی ذرہ برابر بھی باقی ہے۔ تیری حیثیت غلام مکاتب ہے۔ جب تک دُنیا کی خواہشات، عزائم، اسباب اور دُنیا وآخرت کے بدلے کے سلسلے میں تیرے اندر ایک کھجور کی گٹھلی چُوسنے کے

Marfat.com

برابر بھی لالچ موجود ہے تو تُو ابھی فنا کے دروازے پر ہے، انتظار کر، ٹھہر حتیٰ کہ فنا پورے کمال سے حاصل ہو جائے۔

محبت وعداوت:

آپؒ نے فرمایا کہ جب تُو اپنے دِل میں کسی شخص کی محبت یا بغض پائے تو اُس شخص کے اعمال کو قرآن وسنّت پر پیش کر۔ اگر وہ اعمال کے لحاظ سے قرآن وسنّت کا مخالف ہو تو تُو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول ﷺ سے دوستی اور محبت پر خوش رہ۔ اگر اُس کے اعمال قرآن وسنّت کے مطابق ہیں لیکن تو اُسے دشمن سمجھتا ہے تو تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تُو خواہشاتِ نفسانی کی قید میں ہے۔

چار قسم کے لوگ:

سرکارِ غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ دُنیا میں چار قسم کے لوگ ہیں:

1) پہلا شخص: پہلا شخص وہ ہے جس کی زبان ہے نہ دِل۔ یہ عام آدمی ہے بے علم و عمل ناتجربہ کار ذلیل و حقیر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک وہ کسی شمار و قطار میں نہیں اور نہ اُس میں کوئی بھلائی و بہتری ہے۔ اس کی مثال بھوسے کی مانند ہے۔ ایسے لوگوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

2) دوسرا شخص: دوسرا شخص وہ ہے جس کی زبان تو ہے مگر دِل نہیں۔ وہ عقل مندی اور حکمت کی باتیں کرتا ہے مگر خود اُس پر عمل نہیں کرتا۔ لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلاتا ہے مگر خود اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دُور بھاگتا ہے۔ دوسروں کے عیب نکالتا ہے مگر خود انہی عیبوں میں مبتلا ہے۔ لوگوں پر اپنی بزرگی اور پارسائی ظاہر کرتا ہے مگر بڑے بڑے گناہوں کے ساتھ اللہ عزوجل سے لڑائی کرتا ہے۔ جب وہ تنہا ہوتا ہے تو انسان نما بھیڑیا ہوتا ہے۔

3) تیسرا شخص: تیسرا شخص ہے جس کے پاس دل تو ہے مگر زبان نہیں۔ وہ ایسا مومن ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے اُسے مخلوق سے چھپا کر اس پر اپنا پردہ ڈال دیا ہے۔ اسے اپنے عیبوں کے دیکھنے والا اور اُس کے دِل کو منور کر دیا ہے۔ اُسے لوگوں سے کثرتِ ملاقات کے مصائب اور زیادہ گفتگو کی خرابیوں سے واقف کر دیا ہے۔ چنانچہ اسے یقین ہو گیا کہ خاموشی اور گوشۂ نشینی میں سلامتی ہے۔

Marfat.com

4) چوتھا شخص: چوتھا شخص وہ ہے جسے اعزاز و اکرام کے ساتھ عالمِ ملکوت میں بلایا گیا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ترجمہ ''جس نے علم حاصل کیا، اُس پر عمل کیا اور دوسروں کو سکھایا اُسے ملکوت میں عظیم کہا جاتا ہے۔

یہی وہ شخص ہے جو اللہ جل شانہٗ اور اُس کی آیات کا عالم ہے۔ اس کے دِل کو علوم الٰہی کا امین بنادیا گیا ہے۔ اللہ عزّوجل نے ایسے اسرار اُس پر منکشف فرمادیے ہیں جو صرف اسی کے لیے ہیں۔ اُسے برگزیدہ اور مقبول بنایا ہے۔ مخلوق سے چُن کر اسے ہدایت بخشی اور اپنی طرف راہ دی۔ ان علوم اسرار کو قبول کرنے کے لیے اُس کے سینہ کو کھول دیا گیا۔ اُسے دانشمند اور مخلوق کے لیے ہادی، ہدایت یافتہ، بُرائی سے ڈرنے والا، سفارش کرنے والا، سفارش عطا کیا گیا، سچا اور تصدیق کرنے والا انبیا کرام اور رسولوں کا خلیفہ بنایا گیا۔

عافیت و آزمائش:

فرمایا کہ نفس کی دو حالتیں ہیں۔ حالتِ عافیت اور دوسری حالت آزمائش۔ جب نفس حالتِ آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے تو گھبراہٹ، شکایت و شکوہ، غصہ، اعتراض اور اللہ تبارک و تعالیٰ پر تہمت لگانا شروع کر دیتا ہے، نہ وہ صبر اختیار کرتا ہے اور نہ تقدیر الٰہی پر رضامندی و موافقت۔ بلکہ بے ادبی اور شرک و کفر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جب نفس عافیت کی حالت میں ہوتا ہے تو لالچ، نافرمانی، خواہشات اور لذّات کی پیروی کرنا اُس کا کام ہوتا ہے۔ جب ایک خواہش پالیتا ہے تو دوسری کا طالب ہوتا ہے۔ اپنے پاس موجود نعمت کو حقیر سمجھتا ہے۔ اُسے اس میں عیب و نقصان نظر آتے ہیں اور وہ اس سے اعلیٰ و بہتر نعمت کی آرزو کرتا ہے۔

مخلوق سے سوال:

فرمایا کہ جو شخص لوگوں سے سوال کرتا ہے نہ تو اُسے معرفت نصیب ہوتی ہے اور نہ ہی وہ ایمان و یقین کے کسی بلند مقام پر فائز ہوتا ہے۔ اس کا ایمان اُس کی معرفت اور اُس کا یقین کمزور ہے اور صبر کم ہے۔ کم صبری کی وجہ سے سوال کرتا ہے۔

غیر مقبول دُعائیں:

سرکارِ غوث پاکؒ نے فرمایا کہ عارف کی ہر دُعا جو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے کرتا ہے قبول نہیں فرمایا اور نہ ہی اُسی طرح اُس کا ہر وعدہ پورا کیا جاتا ہے کیونکہ اُس پر اُمید کا غلبہ ہو جائے گا جو اُسے ہلاک کر دے گا۔

Marfat.com

اُس کی وجہ یہ ہے کہ ہر حال و مقام میں خوف واُمید قائم ہیں۔ خوف واُمید کی مثال پرندے کے پروں کی طرح ہے کہ جن کے بغیر وہ کامل طور پر اُڑ نہیں سکتا۔

نینداور بیداری:

محبوبِ سبحانیؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے نیند کو بیداری پر پسند کیا جو ہوشیاری اور آگاہی کا سبب ہے۔ بلاشبہ اس نے ناقص اور کم تر چیز کو اختیار کیا۔ اُس نے خود کو مُردوں میں شامل کر کے تمام بھلائیوں پر غفلت کو پسند کیا۔ نیند موت کی طرح ہے اس لیے نیند کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف جائز نہیں۔

مقامِ زُہد:

پیرانِ پیر سرکار غوث پاکؒ نے فرمایا کہ زاہد کو دوگنا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ ایک ترکِ دُنیا کی وجہ سے۔ زاہد دُنیا اپنی خواہش اور نفس کی اتباع کی وجہ سے نہیں لیتا۔ بلکہ وہ صرف حکمِ الٰہی کے تابع ہو کر لیتا ہے۔ جس وقت زاہد اپنے نفس اور خواہشات کی عداوت پر قادر ہو جاتا ہے تو وہ اہل تحقیق اور اہل ولایت میں شامل ہو جاتا ہے اور ابدال وعارفین کی جماعت میں اُسے داخل کر لیا جاتا ہے۔

دُعا کے آداب:

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سابقہ گناہوں کی بخشش اور موجود و آئندہ گناہوں سے بچنے کے سوا اور کچھ نہ مانگ، حُسنِ عادت، احکامِ الٰہی پر عمل کر، نافرمانی سے بچنے، قضا وقدر کی سختیوں پر رضامندی، آزمائش میں صبر، نعمت و بخشش کی عطا پر شکر، خاتمہ بالخیر، انبیا علیہم السلام، صدیقین، شہدا، صالحین جیسے رفیقوں کی رفاقت کی توفیق طلب کر۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُنیا طلب نہ کر۔ آزمائش وتنگدستی کی بجائے تونگر و دولت مندی مانگ بلکہ تقدیر وتدبیر الٰہی پر رضامندی کی دولت کا سوال کر۔

اولوالالباب:

فرمایا کہ عقل مند آدمی کو چاہیے کہ سب سے پہلے اپنے وجود اور ترکیب پر غور کرے، پھر تمام مخلوقات و موجودات پر نظر کرے، اُن سے اُن کے خالق از سرِ نو پیدا کرنے والے پر دلائل پکڑے۔ کیونکہ

Marfat.com

صانع اور خالق کی صنعت و مخلوق اپنے صانع اور خالق کی ہستی پر دلالت کرتی ہے۔ تمام موجودات اُس کی قدرت و حکمت سے ہیں۔

معرفت کے اسرار:

فرمایا کہ ہر چیز اللہ جل شانہُ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور ہر چیز کا نام اسمائے الٰہی میں سے کسی نہ کسی اسم کا مظہر ہے۔ پھر تُو اسماؤ صفات اور افعالِ حق کے درمیان ہے۔ وہ اپنی قدرت سے پوشیدہ اور اپنی حکمت سے ظاہر ہے۔ اپنی صفات کے ذریعے تو وہ عیاں ہے لیکن ذات کے اعتبار سے باطن ہے۔ اُس نے اپنی ذات کو صفات سے اور صفات کو افعال کے ساتھ چھپایا ہوا ہے۔ علم کو ارادے اور ارادے کو حرکات کے ساتھ ظاہر فرماتا ہے۔ اپنے کمال و صنعت کو چھپا رکھا ہے۔ بلکہ صنعت کو ارادے سے ظاہر فرماتا ہے۔ اپنے غیب میں باطن اور اپنی حکمت و قدرت میں ظاہر ہے۔

تصوّف کی بنیاد:

سیّدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینیؒ نے فرمایا کہ تصوّف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر ہے:

1) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح سخاوت
2) حضرت اسحاق علیہ السلام کی طرح رضا
3) حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح صبر
4) حضرت زکریا علیہ السلام کی طرح مناجات
5) حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح سیر و سفر
6) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح لباسِ صوف
7) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح سیاحت
8) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح فقر

معرفت:

فرمایا کہ زُہد ایک گھڑی کا عمل ہے اور تقویٰ دو گھڑی کا عمل ہے لیکن معرفتِ خُداوندی ہمیشہ کا عمل ہے۔

Marfat.com

صوفیأ کرام کی اصطلاحات

(ماخوذ از کشف المحجوب)

حال و وقت:

''وقت'' وہ حالت ہے کہ بندہ اس کے باعث ماضی و مستقبل سے فارغ ہو جائے۔ اللہ جل شانہٗ کی جانب سے اس کے دل میں دیدارِ ربانی یا الہام کا سا کوئی فیض ہو جو اُس کے باطن کو سراپا اُس میں یوں جمع کر دے کہ اُس حال کے کشف میں نہ اُسے گزرا ہوا وقت یاد ہو نہ آنے والا۔

''حال'' وہ عطائے خداوندی ہے جو مشاہدۂ الٰہی کے وقت دِل پر طاری ہو کر اسے اس طرح سجا دیتا ہے جس طرح رُوح جسم کو سجا دیتی ہے، اس لیے وقت حال کا حاجت مند ہوتا ہے۔ صاحبِ وقت پر غفلت جائز اور صاحبِ حال پر ناجائز ہوتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ صاحبِ وقت کے لیے غفلت کا امکان ہے مگر صاحبِ حال کے لیے نہیں۔ حال یہ ہے کہ زبان کسی بھی طرز اُسے بیان نہ کر سکے۔ اُس کا عمل اُس کے حال کی حقیقت کا ترجمان ہو۔

مقام و تمکین:

''مقام'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا طالب حقوق مطلوب ادا کرنے کے لیے شدید جدوجہد اور نیت کی صحت کے ساتھ قیام کرے۔ مریدِ الٰہی میں سے ہر ایک کے لیے ایک مقام ہوتا ہے، ''تمکین'' سے مقصود محلِ کمال اور درجہ اعلیٰ میں محققین کا اقامت کرنا ہے۔ پس اہلِ مقامات کو مقامات سے گزرنا ممکن مگر تمکین کے درجے سے گزرنا غیر ممکن ہے۔ مقام مبتدیوں کا درجہ اور تمکین منتہیوں کی قرار گاہ ہے۔

محاضرہ و مکاشفہ:

معلوم ہونا چاہیے کہ محاضرہ بیان کے لطائف میں دِل کی حاضری پر بولا جاتا ہے اور مکاشفہ مشاہدہ الٰہی کے حضور پر بولا جاتا ہے اور مکاشفہ الٰہی کے حضور میں باطن کی حاضری پر۔ پس محاضرہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی

Marfat.com

آیات کے شواہد میں ہوتا ہے اور مکاشفہ مشاہداتِ الٰہی کے شواہد میں۔ محاضرے کی علامت اللہ عزّ و جل کی نشانی کی دید میں ہمیشہ تفکر ہے اور مکاشفہ عظمتِ الٰہی کی حقیقت میں دائمی حیرت۔

قبض و بسط:

واضح ہو کہ قبض اور بسط حالتوں میں سے دو ہیں جن میں انسان کی جدوجہد کو ذرا دخل نہیں کیونکہ نہ اس حالت کا آنا کسی کسب و سعی کی بنا پر ہوتا ہے اور نہ اس کا جانا کسی کسب و سعی کی بنا پر۔ اللہ عزّ و جل نے فرمایا۔ اللہ یقبض و یبسط (اللہ قبض کرلیتا ہے اور اللہ کھول دیتا ہے) پس قبض کرلینا اور بسط کا مطلب کشف کی حالت میں دل کا کھولنا ہے۔

اُنس و ہیبت:

واضح ہو کہ ہیبت اور اُنس طریق الٰہی پر چلنے والوں کی حالتوں میں سے دو حالتیں ہوتی ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ بندے کے دِل پر شہودِ جلالی سے تجلی ڈالتا ہے تو اُسے ہیبت اور جب شہودِ جمالی سے تجلی ڈالتا ہے تو اُسے محبت نصیب ہوتی ہے۔ ہیبت اللہ شناسوں کا درجہ ہے اُنس مریدانِ الٰہی کا۔

قہر و لطف:

قہر و لطف بھی صوفیہ کرام کی دو اصطلاحیں ہیں جن سے یہ اپنے حال کا اظہار کرتے ہیں۔ ''قہر'' سے اُن کا مقصود مرادوں کے فنا کرنے اور نفس کو اُس کی خواہشات سے باز رکھنے میں حق تعالیٰ کی تائید ہے کیونکہ اس کے مطلب کا حصول اسی میں ہے۔ ''لطف'' سے مقصود بقائے باطن دوام مشاہدہ اور استقامت کے درجے میں قرارِ حال کے ساتھ اللہ جل شانہٗ کی تائید ہے۔

نفی و اثبات:

مشائخ طریقت نے آدمیت کے اوصاف کو تائیدِ الٰہی کے اثبات سے محو کرنے کو نفی و اثبات کہا ہے۔ نفی سے صفاتِ بشریت کی نفی مراد لی گئی ہے اور اثبات سے غلبہ حقیقت کا اثبات کیونکہ محو کل کا نابود ہو جانا ہے اور کل کی نفی صفات کے سوا کسی شے پر عائد نہیں کی جاتی۔ پس ضروری ہے کہ اچھی خصلتوں کے

Marfat.com

اثبات سے بُرے اوصاف کی نفی کی جائے۔ بقائے حق کے اثبات سے صفاتِ بشریت کی نفی ہوتی ہے۔ اس سے مقصودِ الٰہی کا اختیار ثابت کر کے بندے کے اختیار کی نفی کرنا ہے۔

علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین:

بعض کا قول ہے کہ عین الیقین دیدارِ الٰہی کی بابت کامل علم ہے اور وہ ناممکن ہے۔ علم الیقین سے اس جماعتِ صوفیہ کی مراد معاملاتِ دینوی کو اُن کے احکام کے ساتھ جاننا ہے۔ عین الیقین کے مراد نزع کی حالت اور دُنیا کو خیر باد کہتے وقت کا علم ہے۔ حق الیقین سے مراد جنت میں دیدارِ الٰہی کا ظاہر ہونا اور اُس کے احوال کی کیفیت آنکھوں سے دیکھ لینا ہے۔ علم الیقین عالموں کا درجہ ہے کیونکہ وہ شرعی امور واحکام پر ثابت قدم ہوتے ہیں۔ عین الیقین عارفوں کا مقام ہے کیونکہ وہ موت کے لیے پوری طرح تیار ہوتے ہیں۔ حق الیقین اللہ جل شانہٗ کے دوستوں کی فنا کا مقام ہے کیونکہ وہ ساری موجودات سے منہ موڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس علم الیقین مجاہدے سے، عین الیقین اللہ سبحان وتعالیٰ کی محبت اور حق الیقین خُدائی مشاہدے سے ہوتا ہے۔ علم الیقین عام، عین الیقین خاص اور حق الیقین خاص الخاص ہے۔ واللہ اعلم۔

علم اور معرفت:

مشائخ طریقت اس علم کو جس کے ساتھ عمل اور حال بھی پیوست ہو اور اُس کا عالم اپنا حال بیان کرے، معرفت کہتے ہیں۔ اس کے عالم کو عارف، اس کے علم کو جو معنی سے جُدا اور عمل سے خالی ہو علم کہتے ہیں۔ عالم اپنی ذات کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور عارف اپنے پروردگار کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔

شریعت وحقیقت:

ایک سے ظاہری حال کی درستی مراد ہے اور دوسری سے باطنی حال کی اقامت۔

Marfat.com

مندرجہ ذیل اصطلاحات صوفیہ کرام سے کلام میں بطور استعارہ رائج ہیں ان کی تفصیل و شرح بہت دشوار ہے۔

الحق:

اس سے اُن کی مراد حق تعالیٰ ہے کیونکہ یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جیسا کہ فرمایا: ذالک بان اللہ ہو الحق،(یہ بات اس لیے ہے کہ اللہ حق ہے)

الحقیقت:

اس لفظ سے اُن کی مراد وصلِ خداوندی کے محل میں بندے کا قیام اور محل تنزیہ پر اُس کے بھید اقرار۔

الخطرات:

تفرقے کے اُمور سے جو کچھ دل پر گزرے۔

الوطنات:

معارفِ الٰہی سے جو کچھ باطن پر نقش پذیر ہو۔

الطمس:

اس اصل شے کی نفی جس کا اثر یاد میں قائم رہے۔

الرمس:

کسی شے کا دِل سے اس کی اصل کے ساتھ نفی کرنا۔

العلائق:

وہ اسباب جن سے طالبین تعلق پیدا کر کے مراد سے محروم رہیں۔

الوسائط:

وہ اسباب جن سے تعلق قائم کر کے لوگ مراد پر پہنچ جائیں۔

Marfat.com

زوائد:

دل میں اللہ عزّوجل کے انور کی زیادتی۔

فوائد:

باطن کا اپنے متعلق ضروری شے معلوم کرلینا۔

ملجأ:

دِل کا اپنی مراد کے حاصل ہونے پر بھروسہ کرنا۔

منجأ:

دِل کا خرابی کے مقام سے نجات پانا۔

الکلیہ:

آدمیت کے اوصاف کو پوری طرح پالینا۔

اللوائح:

نفی کے وارد ہوتے ہوئے مراد کا ثابت کرنا۔

اللوامع:

دِل پُر نور کا اس کے فائدوں کے باقی رہنے کے ساتھ ظاہر ہونا۔

الطوارق:

رات کو دُعا میں خوشخبری یا جھڑکی سے دِل پر ایک حالت کا وارد ہونا۔

اللطائف:

حال کی باریکیوں سے دِل میں لطیف اشارے کا آنا۔

Marfat.com

السّر:

محبتِ الٰہی کے احوال کو چھپانا۔

النجویٰ:

غیر کی اطلاع سے خرابیوں کو پوشیدہ رکھنا۔

الاشارہ:

زبان سے بیان کیے بغیر غیر کا مراد سے خبر دینا۔

الایماً:

بیان اور اشارے کے بغیر اعتراضاً خطاب کرنا۔

الوارد:

دِل پر معانی کا ظاہر ہونا۔

الانتباہ:

دل سے غفلت کا زائل ہونا۔

الاشتباہ:

حکم کے دونوں پہلوؤں یعنی حق و باطل میں حال کا مشتبہ ہونا۔

القرار:

حال کی حقیقت سے تردّد کا زائل ہونا۔

الانزعاج:

وحدانیت کی حالت میں حال کا حرکت کرنا۔

Marfat.com

اس کتاب کی تالیف میں مندرجہ ذیل کتب سے فیوضِ قدسی نصیب ہوئے:

1) کشف المحجوب: سیّد علی بن عثمان ہجویریؒ المعروف داتا گنج بخش

2) فوائد الفواد: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ

3) شرح صدر: حضرت سیّد باباو جیہہ السیما عرفانیؒ

4) تذکرۃ اولیاؒ: حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ

5) اسرارِ قادری: حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ

6) فتوح الغیب: حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ سرکار غوث پاک

ترجمہ: محمد عبد الاحد قادری

Marfat.com

ایمان بالغیب سے معرفت تک کا سفر ہی دین حق ہے

جواہرِ دین
تذکرۂ اولیاء

تصنیف:
سجاد مسعود قریشی

Marfat.com